لینن

پرامن بقائے باہم

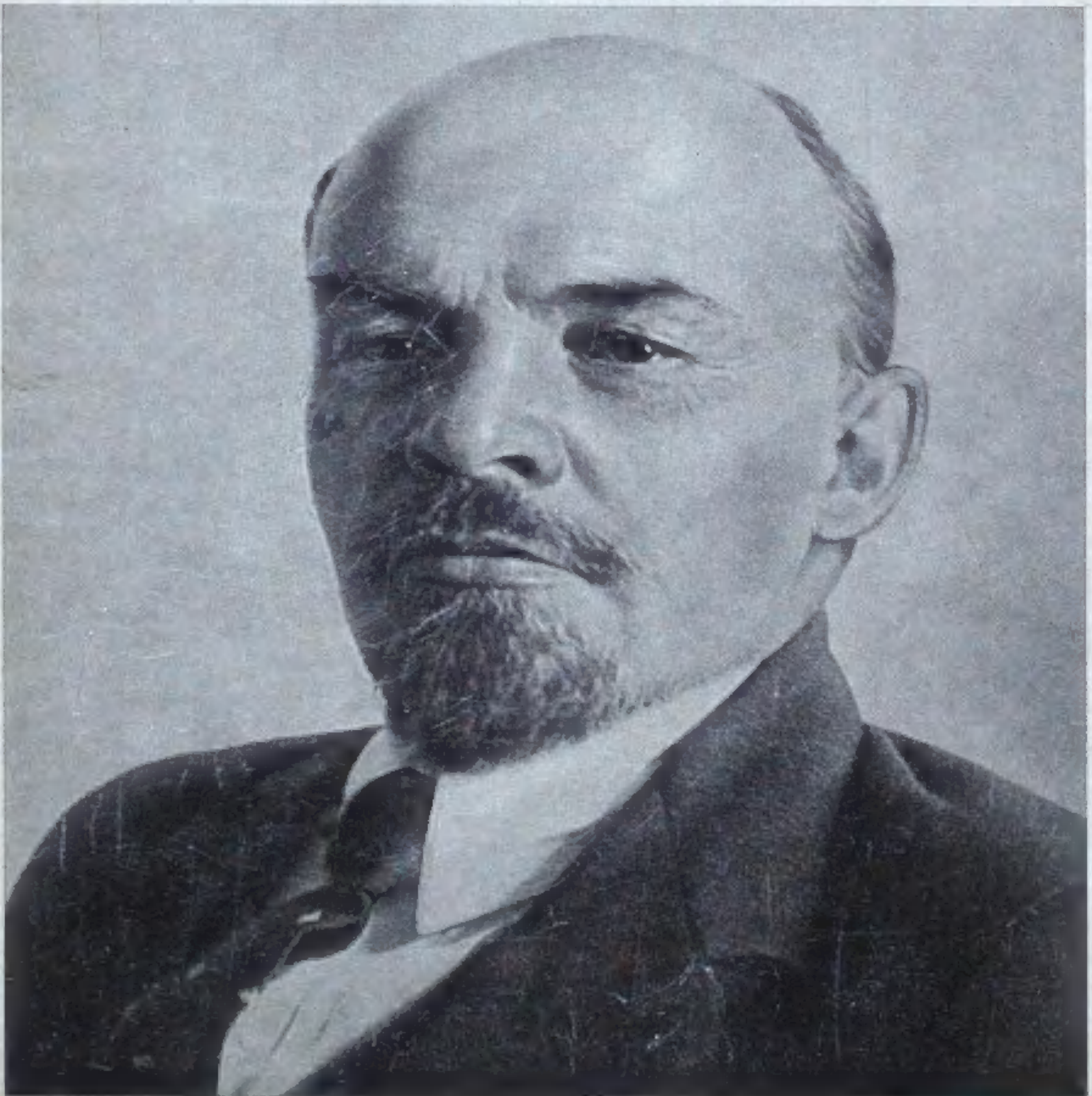

تمام دنیا کے مزدورو، ایک ہو جاؤ!

В. Ульянов (Ленин)

لینن

پرامن بقائے باہم

دارالاشاعت ترقی

ماسکو

پیش لفظ اور ترتیب : س- لے تیزن

В. И. ЛЕНИН

О МИРНОМ СОСУЩЕСТВОВАНИИ

На языке урду

فہرست

صفحہ

پیش لفظ ۷

مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی دوسری کل‌روس کانگرس کے سامنے امن کے سوال پر رپورٹ، ۲۶ اکتوبر (نئے کلنڈر کے مطابق ۸ نومبر) ۱۹۱۷ء ۲۵

مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی دوسری کل‌روس کانگرس میں امن کی رپورٹ پر اختتامی تقریر، ۲۶ اکتوبر (۸ نومبر) ۱۹۱۷ء ۳۲

سب کو ریڈیو سے پیغام ۳۶

فوجی بحری بیڑے کی پہلی کل‌روس کانگرس میں تقریر سے، ۲۲ نومبر (۵ دسمبر) ۱۹۱۷ء ۳۹

کرنل روبنس کے نام خط، ۱۴ مئی ۱۹۱۸ء ۴۲

امریکی جرنلسٹ کے سوالوں کا جواب ۴۳

امریکی مزدوروں سے ۴۹

امریکی اخبار The Chicago Daily News کے نامہ‌نگار کے سوالوں کا جواب ۵۱

روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی آٹھویں کل‌روس کانفرنس میں بین‌اقوامی سیاست کے مسئلے پر قرارداد کا مسودہ ۵۳

سوویتوں کی ساتویں کل‌روس کانگرس میں کل‌روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی اور عوامی کمیساروں کی کونسل کی رپورٹ، ۵ دسمبر ۱۹۱۹ء ۵۵

امریکی خبر رساں ایجنسی Universal Service کے برلن کے نامہ‌نگار کارل ویگاند کے سوالوں کے جواب ۵۷

انگریزی اخبار Daily Express کے نامہ‌نگار کے سوالوں کا جواب . . ۶۱

امریکی اخبار The World کے نامہ‌نگار لنکن ائر سے گفتگو ۶۳

ہماری بیرونی اور اندرونی صورت‌حال اور پارٹی کے فریضے (روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی ماسکو صوبے کی کانفرنس میں ۲۱ نومبر ۱۹۲۰ء کی تقریر سے) ۷۱

روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی ماسکو تنظیم کے سرگرم کارکنوں کے جلسے میں تقریر سے، ٦ دسمبر ۱۹۲۰ء . . ۷۵

سوویتوں کی آٹھویں کانگرس میں روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) گروپ کے سامنے مراعات پر رپورٹ، ۲۱ دسمبر ۱۹۲۰ء . . ۸٦

سوویتوں کی آٹھویں کل‌روس کانگرس میں عوامی کمیساروں کی کونسل کی سرگرمیوں کے متعلق رپورٹ سے، ۲۲ دسمبر ۱۹۲۰ء . . ۱۱۵

روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی دسویں کل‌روس کانفرنس کے خاتمے پر تقریر سے، ۲۸ مئی ۱۹۲۱ء ۱۲۴

ریپبلک کی اندرونی اور بیرونی پالیسی۔ سوویتوں کی کل‌روس نویں کانگرس کے سامنے کل‌روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی اور عوامی کمیساروں کی کونسل کی رپورٹ سے، ۲۳ دسمبر ۱۹۲۱ء ۱۲٦

سوویت ریپبلک کی بین اقوامی اور اندرونی حالت۔ دھات مزدوروں کی کل‌روس کانگرس کے کمیونسٹ گروپ کے سامنے تقریر سے، ٦ مارچ ۱۹۲۲ء ۱۳۴

روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی گیارھویں کانگرس کے سامنے مرکزی کمیٹی کی سیاسی رپورٹ سے، ۲۷ مارچ ۱۹۲۲ء . . ۱۴۰

جنوآ کانفرنس میں وفد کی رپورٹ پر کل‌روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے فیصلے کا مسودہ ۱۴۳

"آبزرور" اور "مانچسٹر گارجین" کے نامہ‌نگار فارب‌مان سے انٹرویو ۱۴۵

"چاہے کم ہو مگر ہو بہتر" (مضمون سے اقتباس) . . . ۱۵۴

ضمیمہ

چیچیرین کے خط کے حاشیے پر لینن کی لکھی ہوئی تشریحیں . . . ۱٦۱

لینن کا خط چیچیرین کے نام ۱٦۸

تشریحی نوٹ ۱۷۱

پیش لفظ

اپنے وجود کے پہلے دن سے ہی سوویت ریاست سوشلسٹ اور سرمایہ‌دار ریاستوں کے درمیان پرامن بقائےباہم کی پالیسی پر عمل پیرا رہی ہے۔

پر امن بقائے باہم کی پالیسی کیا ہے؟

اس کا مطلب یہ تسلیم کرنا ہے کہ دنیا میں مختلف سماجی اور معاشی نظام رکھنےوالے ملک بیک‌وقت ہو سکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ماننا ہے کہ چونکہ نئی سوشلسٹ ریاستیں پیدا ہو گئی ہیں اور پرانی سرمایہ‌دار ریاستوں کے پہلو بہ پہلو وہ بھی ترقی کر رہی ہیں اس لئے ان کے درمیان پرامن معاشی تعلقات اور باقاعدہ تجارتی و تہذیبی رابطے قائم ہو سکتے ہیں اور ہونا چاہئیں اور ''گرم،، جنگ کا تو ذکر ہی کیا ''سرد،، جنگ تک نہ ہونا چاہئے۔ یہ اس بات کو ماننا ہے کہ وہ تمام تصادم اور جھگڑے جو ریاستوں کے درمیان ہوں مفاہمتی گفتگو کے ذریعہ طے کئے جائیں جنگ کے ذریعہ نہیں۔ پر امن بقائے باہم کی پالیسی اس قطعی قابل احترام حق سے پیدا ہوتی ہے کہ ہر قوم خود اپنے لئے موزوں سماجی نظام کا انتخاب کر سکتی ہے۔ پرامن بقائےباہم کی صورت سرمایہ‌دار ملکوں کے اندر مزدور طبقے کی پھیلتی ہوئی انقلابی تحریک کے لئے سازگار حالات پیدا کرتی ہے، نوآبادتی نظام کے خلاف اور آزادی اور خودمختاری کے حق میں کچلی ہوئی قوموں کی کامیاب جدوجہد کا راستہ ہموار کرتی ہے۔ مختلف سماجی نظاموں والی حکومتوں کے درمیان پرامن بقائےباہم عالمی میدان میں طبقاتی جدوجہد کی ایک مخصوص صورت ہے۔

یہ اس پالیسی کے بہت ھی عام خط و خال ھیں جس پر سوویت عوام اور ان کی حکومت ۵۰ سال سے زیادہ سے ثابت قدمی کے ساتھ عمل پیرا ھے۔

پہلے پہل پرامن بقائےباھم کی پالیسی کا اعلان لینن نے کیا اور اس کو عملی طور پر ثابت بھی کیا۔

اگر ھم ان مضامین اور پمفلٹوں کو دیکھیں جو لینن نے لکھے ھیں، ان تقریروں اور انٹرویوؤں کو لیں جو لینن نے ۱۹۱۷ء کے اکتوبر انقلاب کے فوراً بعد کے برسوں میں خارجہ پالیسی کے سوالوں پر دئے ھیں تو ھم دیکھیں گے کہ پرامن بقائےباھم کا خیال ان سب میں ایک لال فیتے کی طرح مسلسل چلا گیا ھے۔ سوویت ریاست کے ان ابتدائی برسوں میں لینن اور اس حکومت نے جس کے وہ سربراہ تھے مضبوط اور پائدار امن کے قیام کی، سرمایہدار ریاستوں سے پرامن بقائے باھم کے تعلقات قائم کرنے کی زبردست کوشش کی۔ اس وقت یہ بات برطانیہ، فرانس اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے حکمراں حلقوں کے رویہ کی وجہ سے نہ حاصل ھو سکی۔ وہ سوشلزم کے ساتھ پرامن بقائےباھم نہیں چاھتے تھے بلکہ جیسا ونسٹن چرچل نے اپنی سرگذشت میں لکھا ھے، وہ ''بالشویک ریاست کا پیدائش ھی کے وقت گلا گھونٹ دینا چاھتے تھے''۔ اور اسی وجہ سے کئی سال تک نوخیز سوویت ریپبلک پر مسلح حملوں کی تنظیم کی گئی۔ یہ تو سبھی جانتے ھیں کہ چرچل، کلیمانسو ، ولسن اور ان کے پٹھوؤں کی منظم کی ھوئی تمام جنگی مہموں کا خاتمہ شرمناک شکست ھوا حالانکہ اس زمانے میں سوویت ریپبلک بلاشبہ اتحاد ثلاثہ کی زبردست طاقتوں سے معاشی اور فوجی نقطۂ نظر سے بہت زیادہ کمزور تھی۔

جو کچھ اس کتاب میں پیش کیا جا رھا ھے وہ پرامن بقائےباھم کے بارے میں سب کچھ نہیں ھے جو لینن نے کہا ھے۔ بہرحال وہ تحریریں اور تقریریں بھی جو اس چھوٹے سے مجموعے میں ھیں قاری کو صاف طور پر یہ بتائیں گی کہ دنیا کی پہلی سوشلسٹ ریاست کے عظیم بانی نے پرامن بقائےباھم کی پالیسی کو کیوں ضروری سمجھا، انھوں نے اس پالیسی کے خاص فریضوں کو کس طرح بتایا اور مختلف سماجی اور معاشی نظاموں والی ریاستوں کے درمیان پرامن بقائےباھم کے اصولوں کے حصول کی جدوجہد کو کتنی اھمیت دی۔

ان تقریروں کو پڑھتے وقت یہ بات دھیان میں رکھنی چاہئے کہ یہ اس وقت کی گئی تھیں جب سوویت روس کے کچھ حصوں پر دشمن کی فوجوں کا قبضہ تھا جن کو وہ طاقتیں مالی امداد اور اسلحہ دے رہی تھیں جن سے لینن عام اور پرامن تعلقات کے خواہاں تھے۔

* * *

اس مجموعے کی ابتدا امن کے مشہور فرمان سے کی جا رہی ہے۔

۲۶ اکتوبر (۸ نومبر) ۱۹۱۷ء کو، روس میں ریاست کی باگ ڈور مزدوروں اور کسانوں کے ہاتھ میں آنے کے دوسرے ہی دن، لینن کی رپورٹ پر ووٹ دیتے ہوئے سوویتوں کی کل‌روس کانگرس نے امن کے فرمان کی تصدیق کی۔ اس فرمان میں جنگ میں حصہ لینےوالے تمام ملکوں کے لوگوں اور حکومتوں سے اپیل کی گئی تھی کہ وہ فوراً عارضی سمجھوتہ کرکے لڑائی بند کردیں اور امن کےلئے بات‌چیت شروع کریں۔ اس فرمان کا اعلان ریڈیو کے ذریعہ ساری دنیا کے لئے کیا گیا۔

یہ پہلی عالمی جنگ کا چوتھا سال تھا — سامراجیوں کے دو رقابت رکھنےوالے گروہوں کے درمیان نوآبادیوں اور حلقہ‌ہائےاثر کا ازسرنو بٹوارہ کرنے کےلئے زبردست اور خونیں کشمکش کا۔ لاکھوں انسان میدان جنگ میں کام آ رہے تھے۔ جنگ میں حصہ لینےوالے ملکوں کی معیشت بالکل ابتر تھی، پیداوار گھٹتی جا رہی تھی، غذا کی قلت تھی اور ہر طرف بھوک کا راج تھا۔ عام لوگوں کی مصیبتیں حد کو پہنچ چکی تھیں اور ہر شخص — روسی، جرمن، فرانسیسی، اطالوی، برطانوی — وہ تمام قومیں جو جنگ کی لپیٹ میں آگئی تھیں صرف ایک خواہش رکھتی تھیں کہ اس منحوس جنگ کو ختم کر دیا جائے، امن قائم ہو۔

اور لینن کے امن کے فرمان نے قوموں کی اس مرضی کا اظہار کیا۔

اس فرمان میں کہا گیا تھا کہ سوویت حکومت اس بات کو ''انسانیت کے خلاف سنگین‌ترین جرم،، سمجھتی ہے کہ وہ جنگ جاری رکھی جائے جو محض یہ فیصلہ کرنے کے لئے لڑی جا رہی ہے کہ ''طاقتور اور امیر قوموں کے درمیان ان کمزور قوموں کو کس طرح

تقسیم کیا جائے جن پر انھوں نے فتح حاصل کی ھے۔ ،، سوویت حکومت نے جنگ میں حصہ لینےوالی تمام قوموں کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ وہ فوراً منصفانہ اور جمہوری صلح کر لیں یعنی وہ کسی علاقے کا الحاق کئے بغیر، کسی غیرملک کی زمین پر قبضہ جمائے بغیر، کمزور قوموں کے زبردستی انضمام اور تاوان جنگ کے بغیر صلح کر لیں۔ ساتھ ھی سوویت حکومت نے اعلان کیا کہ وہ یہ تجویزیں الٹی‌میٹم کی طرح نہیں پیش کر رھی ھے اور جنگ میں حصہ لینےوالوں کی اور بھی صلح کی تجویزوں پر غور کرنے کے لئے تیار ھے۔

امن کے فرمان میں پرامن بقائےباھم کی پالیسی کے بنیادی اصول تھے اور اس طرح وہ تاریخ میں پھلی مرتبہ ایک ریاست کی سرکاری طور پر اعلان کی ھوئی اور متواتر عمل میں آنےوالی پالیسی بنی۔ امن کے فرمان نے تمام قوموں اور حکومتوں کو بتایا کہ نئی سوشلسٹ ریاست جنگ نہیں امن چاھتی ھے، کہ وہ مضبوط اور پائدار امن کی خواھاں ھے اور کوئی جارحانہ اور قبضہ‌گیر مقاصد نہ تو رکھتی ھے اور نہ رکھ سکتی ھے، کہ وہ الحاق یا قبضہ‌گیر پالیسی کی اٹل مخالف ھے، کہ وہ ھر اس جنگ کو مجرمانہ سمجھتی ھے جو کمزور قوموں کے علاقوں پر قبضے کےلئے ھو، کہ وہ خفیہ سیاست سے دست‌بردار ھونے کی تجویز کرتی ھے کیونکہ جو معاھدے عوام سے راز میں رکھے جاتے ھیں وہ غیرملکوں کے علاقوں اور قوموں پر قبضے کے لئے ھوتے ھیں۔ سوویت حکومت نے اس کی پھلی مثال قائم کی: اس نے خفیہ سیاست کو ختم کر دیا، اعلان کر دیا کہ زارشاھی اور عارضی حکومتوں کے خفیہ معاھدوں میں وہ تمام دفعات جو دوسروں کے علاقوں کے الحاق کے بارے میں ھیں فوراً اور غیرمشروط طریقے پر منسوخ کئے جاتے ھیں۔ اور اس نے تمام خفیہ معاھدوں کو شایع کر دیا۔

اس طرح بین‌اقوامی معاملات میں سوویت حکومت کے پھلے قدم نے اس کی خارجہ پالیسی کے جمھوری اور پرامن اصولوں کی تشکیل کی۔

لیکن سامراجی طاقتوں نے اس امن کے فرمان کی طرف کیا رویہ اختیار کیا جس نے عالمی جنگ سے باھر نکلنے کےلئے ایک حقیقت‌پسندانہ، سادہ اور انسانیت سے بھرپور راستہ دکھایا تھا، ایسا راستہ جو قوموں کی مصیبتوں کا خاتمہ کر دیتا؟

انھوں نے سوویت حکومت کی اپیل کا کوئی جواب ھی نہ دیا اور جنگ جاری رکھی۔ برطانیہ، جرمنی، فرانس اور ریاستھائے متحدہ امریکہ کے سامراجی صلح کی بات‌چیت کرنا نہیں چاھتے تھے کیونکہ وہ ابھی اپنا ھی جھگڑا نہیں طے کر چکے تھے، وہ جھگڑا جس کے لئے انسانی خون کی ندیاں بہہ چکی تھیں، اس بات پر کہ افریقہ کی کونسی نوآبادیاں جرمنی کی ملکیت ھوں اور کونسی برطانیہ اور فرانس کی، اس جھگڑے پر کہ آیا مشرق قریب کی قومیں جرمن کروپس کی ماتحت ھوں یا انگریزی، فرانسیسی، امریکی آرم‌اسٹرانگ، روتھس‌شیلڈ اور روک‌فیلر کی۔ سامراجیوں کے زبردست مفادات کا تقاضہ یہ تھا کہ جنگ جاری رھے اور یہ مفادات عوام کے مفادوں کے خلاف تھے۔

* * *

پرامن بقائےباھم کی پالیسی، کرۂ ارض پر مضبوط اور پائدار امن کے قیام کی جدوجہد ''عارضی،، پالیسی نہیں ھے۔ یہ سوویت حکومت کی کوئی ''چال،، نہیں ھے جیسا کہ سامراجی بدنام کرنے کےلئے کہتے ھیں۔ پرامن بقائےباھم کی پالیسی ایسی پالیسی ھے جو قطعی طور پر سائنسی سوشلزم کے پورے نظرئے سے پیدا ھوتی ھے۔ یہ ایسی پالیسی ھے جو سوشلسٹ سماج کے بنیادی مفادات کے مطابق ھے۔

سوویت دشمن اور کمیونسٹ دشمن لوگوں کی تہمت‌تراشیوں میں ایک بات خاص کر کہی جاتی ھے کہ سوشلسٹ ریاست دوسرے ملکوں پر مسلح حملے کے منصوبے تیارکرتی ھے تاکہ ان پر سوشلسٹ نظام زبردستی مسلط کر سکے۔

یہ جھوٹ لاعلم لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے تراشا گیا ھے جن کو سوشلسٹ ریاستوں کے اصلی خیالات، نظریات، اعمال، منصوبوں اور ارادوں کا کوئی علم نہیں ھے۔ پورے مارکسی لیننی نظرئے کےلئے اس خیال سے زیادہ متضاد اور کوئی چیز نہیں ھو سکتی کہ سوشلزم کو بیرونی حملے کے ذریعہ مسلط کیا جاسکتا ھے۔

مارکسزم لینن‌ازم سب سے پہلے ایک سائنس ھے اور دوسری سائنسوں کی طرح اس کے عملی نتائج ایسے نظریاتی دعوؤں پر مشتمل ھیں جن کی آزماکر تصدیق کرلی گئی ھے۔ مارکسزم لینن‌ازم کے ایک

اهم دعوے میں کہا گیا ہے کہ سوشلزم اسی وقت نمودار ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے جبکہ نئے سوشلسٹ سماجی نظام کے لئے تبدیلی کے ضروری معاشی اور سیاسی حالات پختہ ہو جاتے ہیں۔ یہ ہے مارکس اور لینن کے نظرئے کا سنگ بنیاد۔ لینن نے لکھا ہے کہ ''سوشلزم کوئی خواب دیکھنےوالوں کی اختراع نہیں ہے بلکہ موجودہ سماج میں پیداواری طاقتوں کے ارتقا کا آخری مقصد اور لازمی نتیجہ ہے۔،،

واحد طاقت جو سوشلسٹ انقلاب کر سکتی ہے وہ مزدور طبقے کی سربراہی میں متعلقہ ملک کے عوام ہیں۔ صرف اسی وقت جب ملک کے محنت کش عوام خود سوشلزم کی ضرورت محسوس کرتے ہیں اور سوشلزم میں تبدیلی کےلئے اپنی جدوجہد شروع کرتے ہیں سوشلسٹ انقلاب عملی جامہ پہن سکتا ہے۔ یہ خیال کہ سوشلسٹ سماجی نظام کسی بیرونی طاقت کے ذریعہ ''رائج،، کیا جاسکتا ہے، کہ سوشلسٹ انقلاب ایک ملک سے دوسرے ملک میں اس طرح ''درآمد،، کیا جا سکتا ہے جیسے کپاس کی گانٹھ، ایسا مضحکہانگیز اور مارکسزم لیننازم کے بنیادی مقصد کے خلاف خیال ہے کہ ایسے لوگوں کی ابھی تک موجودگی پر حیرت ہوتی ہے جو اس کمیونسٹدشمن جھوٹ کو مارکسزم کی ''تنقید،، میں شامل کرتے ہیں۔

مارکس، اینگلس اور لینن نے باربار اس سوال پر روشنی ڈالی ہے۔ مثال کے طور پر اینگلس کا خط کاؤتسکی کے نام لے لیجئے جو ۱۲ ستمبر ۱۸۸۲ء کو لکھا گیا تھا۔ اس میں اینگلس نے کہا ہے کہ جب ترقییافتہ سرمایہدار ملکوں کا مزدور طبقہ سوشلسٹ انقلاب کریگا تو وہ نوآبادیوں کو آزادی دے دیگا۔ ''لیکن پھر وہ ملک (جو پہلے نوآبادی تھے) سوشلسٹ تنظیم تک پہنچنے سے پہلے کن سماجی اور سیاسی منزلوں سے گذریں گے، میرے خیال میں ہم آج اس کے بارے میں صرف بےمعنی مفروضات پیش کر سکتے ہیں۔ صرف ایک بات قطعی ہے: فاتح پرولتاریہ خود اپنی فتح کو نقصان پہنچائے بغیر اپنی رحمتوں کو کسی دوسری قوم پر نازل نہیں کر سکتا،،۔

مارکس، اینگلس اور لینن نے قطعی طور پر اس سوال کا فیصلہ اسی طرح کیا۔ انھوں نے دوسری قوموں پر کمیونزم ''مسلط،، کرنے کے امکانات سے قطعی طور پر انکار کیا۔

لینن نے متواتر مارکسزم کے لئے اس ناقابل قبول خیال پر کڑی تنقید کی کہ گویا سوشلسٹ انقلاب کو نئی جنگوں کے ذریعہ ''آگے ڈھکیلنے،، کی ضرورت ہے۔ ''بائیں بازو کے کمیونسٹوں،، اور تروتسکی کے حامیوں کے خلاف، جو ۱۹۱۸ء میں سوویت روس اور سامراجی جرمنی کے درمیان معاہدۂ امن کی مخالفت کر رہے تھے، لینن نے اپنے سخت مضامین میں ان کو ایسے ''احمق یا اشتعال دلانے والے،، کہا جو یہ تجویز کرتے تھے کہ ''بین‌اقوامی انقلاب کا یہ تقاضہ ہے کہ اسکو آگے ڈھکیلا جائے خواہ یہ ڈھکیلنا جنگ ھی کی صورت میں کیوں نہ ظاھر ھو،،۔

■ ■ ■

بہرحال، اب ھم کو ان واقعات کی طرف واپس جانا چاھئے جو امن کے فرمان کی اشاعت کے بعد ھوئے۔

جیساکہ ھم کہہ چکے ھیں ایک بھی سامراجی ملک نے سوویت حکومت کو جواب نہیں دیا۔ صلح کی گفتگو شروع کرنے کی تجویز مسترد کردی گئی۔

تب سوویت حکومت نے اپنے عوام کی مرضی کے مطابق جرمنی سے معاہدۂ امن کر لیا۔ سوویت عوام کو سانس لینے کا موقع ملا اور وہ پرامن محنت میں لگ گئے۔

پھر بھی برطانیہ، فرانس، ریاستہائے متحدہ امریکہ اور جاپان کی سامراجی حکومتوں نے نوخیز سوویت ریپبلک کے خلاف جنگ چھیڑ دی۔ ان کا خیال تھا کہ روس جرمنی سے چار سال جنگ کرکے بالکل تھک کر چور ھو گیا ہے، معاشی تباھی اور قحط میں اس حدتک مبتلا ہے کہ وہ مداخلت کے خلاف کوئی ٹھوس دفاع نہیں کر سکےگا۔ اتحاد ثلاثہ نے انقلاب‌دشمن روسی طاقتوں کومجتمع کر لیا، ان روسی جاگیرداروں اور سرمایہ‌داروں میں سے جن کو عوام نے نکال باھر کیا تھا روس کے شمال، مشرق اور جنوب میں ''حکومتیں،، قائم کردیں، چیکوسلوواکیائی دستوں کی سوویت دشمن بغاوت کو مالی امداد دی اور ان انقلاب دشمن فوجوں کو اسلحہ فراھم کئے جن کی قیادت دینیکن، کولچاک، یودینچ اور زار کے دوسرے جنرل کر رہے تھے۔ ساتھ ھی اتحاد ثلاثہ کے

ملکوں نے اپنی فوجیں بھی روس کو بھیجیں - ۱۹۱۸ء کی بہار میں برطانوی اور امریکی فوجیں روس کے شمال میں مورمانسک اور آرخانگیلسک میں اتر گئیں - ۵ اپریل ۱۹۱۸ء کو جاپان نے اپنی فوج ولادی‌وستوک میں اتار دی اور اسی سال اگست میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کی فوجیں جنرل گریوز کی کمان میں ولادی‌وستوک پہنچ گئیں - ۲ جولائی ۱۹۱۸ء کو اتحاد ثلاثہ کی اعلی کمان نے جو حکم جاری کیا اس میں مشرق بعید پر قبضے کے مقاصد کا کھلم کھلا اعلان کیا گیا تھا - ''اتحادیوں کو سائبیریا پر کنٹرول کرنے کے موقع سے فائدہ اٹھانا چاہئے کیونکہ شاید یہ موقع آئندہ ھاتھ آئے نہ آئے''- ۱۹۱۸ء کی گرمیوں میں برطانوی فوجوں نے باکو پر قبضہ کرنے کی کوشش کی اور فرانسیسی جنگی جہازوں نے بحیرۂ اسود میں داخل ہوکر اودیسا میں فوجیں اتاردیں -

سوویت روس چاروں طرف سے دشمنوں سے گھر گیا اور محنت‌کش لوگ متحد ہوکر اپنے سوشلسٹ وطن کے دفاع کےلئے اٹھ کھڑے ہوئے -

مداخلت کیسے ختم ہوئی اب یہ بات تاریخ کا جز بن چکی ھے - سامراجیوں نے باربار سوویت روس پر حملے کئے اور ہر مرتبہ ان کو پیچھے ڈھکیل دیا گیا - بھوکی، چیتھڑوں لگی، پھٹے پرانے جوتوں میں اور ناکافی ھتیاروں سے مسلح سرخ فوج نے اتحاد ثلاثہ کی اچھی تربیت‌یافتہ، سامان جنگ سے خوب لیس فوجوں کو باربار شکست دی - مداخلت کرنےوالوں کو مجبور ہوکر اپنی بچی کھچی فوجیں سوویت روس کے علاقے سے واپس بلانا پڑیں - ۱۹۲۰ء کی بہار میں کلیمانسو اور چرچل نے ایک اور کوشش کی - وہ پولینڈ کی حکومت کو روس پر حملہ کرنے کے لئے ورغلانے میں کامیاب ہو گئے - لیکن پولستانی مہم کا بھی وھی حشر ھوا جو پہلی مہموں کا ہو چکا تھا یعنی سوویت روس کی فتح ہوئی -

اس طرح سوویت عوام نے یہ بہت اچھی طرح دکھا دیا کہ سامراجیوں کےلئے ان کے اپنے مفاد کے نقطۂنظر سے بھی یہی بہتر ہوگا کہ اسلحہ کو الگ رکھ کر اس حقیقت کو تسلیم کرلیں کہ دنیامیں ایک نیا ملک ابھرا ھے، کہ اس کا وجود ھے اور رھےگا، ایک

ایسا ملک جس میں نئے، سوشلسٹ سماجی اور معاشی تعلقات قائم کئے گئے تھے۔

مداخلت سے پہلے اور اس کے دوران اور سوویت علاقے سے اتحادثلاثہ کی فوجوں کو نکالنے کے بعد مزدوروں اور کسانوں کی روسی حکومت نے اتحادثلاثہ کے سامنے صلح کرنے اور سوشلسٹ اور سرمایہ‌دار ملکوں کے درمیان تجارتی تعلقات قائم کرنے کی بہت سی تجویزیں پیش کیں۔ ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۰ء تک سوویت حکومت نے بیس سے زیادہ امن کی تجویزیں پیش کیں۔ مفاهمتی گفتگو کے لئے تمام امکانات کو استعمال کیا گیا، تمام ذرائع تلاش کئے گئے تاکہ فرانس، برطانیہ، جاپان اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کی حکومتوں کو معقولیت کی طرف لایا جاسکے۔ ۵ دسمبر ۱۹۱۹ء کو سوویتوں کی ساتویں کانگرس نے بین‌اقوامی سیاست پر ایک تجویز میں کہا کہ سوویت روس ''تمام قوموں کے ساتھ امن سے رہنا اور اپنی تمام کوششیں اندرونی تعمیر میں لگانا چاهتا هے تاکہ پیداوار، ٹرانسپورٹ اور سماجی انصرام کو سوویت نظام کی بنیاد پر بحال کیا جاسکے جس میں ابھی تک اتحادثلاثہ کی مداخلت اور بھوکوں مارنے والی ناکہ‌بندی حائل تھی۔،، اس تجویز میں امن کی ان بہت سی تجویزوں کو گنوایا گیا تھا جو سوویت حکومت نے اتحادثلاثہ کے ملکوں کے سامنے پیش کی تھیں۔

صلح کی دوسری تجویزوں کی طرح سوویتوں کی ساتویں کانگرس کی تجویز کا بھی کوئی جواب نہیں ملا۔

یہ سچ هے کہ مارچ ۱۹۱۹ء میں امریکی سیاست‌داں ولیم بلیٹ ماسکو آئے۔ انھوں نے کہا کہ وہ صدر ولسن کی هدایت پر روس کی حکومت سے معاهدۂ امن کے شرائط کے بارے میں بات چیت کرنے آئے هیں۔ بلیٹ کے ساتھ لینن اور چیچیرین کی گفتگو کے نتیجے میں صلح کے معاهدے کا مسودہ تیار کیا گیا جس کو بلیٹ اتحادثلاثہ کی حکومتوں کے دستخط حاصل کرنے کےلئے اپنے ساتھ لے گئے۔ جب وہ واشنگٹن واپس پہنچے تو ولسن نے ان سے ملنے سے انکار کر دیا اور انکا مشن بےسود هوا۔ ولسن کے ''مزاج،، میں اس تبدیلی کی وجہ بالکل سیدھی سادی تھی: ۱۹۱۹ء کی بہار میں کولچاک کی فوج نے، جس کو اتحادثلاثہ نے مالی امداد اور اسلحہ دئے تھے، سوویت روس پر حملہ

کر دیا اور امریکی صدر کو روسی انقلاب‌دشمنوں کی فتح کی توقع تھی۔ لیکن آئندہ واقعات نے دکھا دیا کہ یہ امیدیں موہوم تھیں۔

۱۹۲۰ء کی خزاں سے، جبکہ اندرونی انقلاب‌دشمنی اور بیرونی مداخلت کو قطعی طور پر شکست دی جا چکی تھی، سوویت عوام کو بالآخر اپنا خاص فریضہ شروع کرنے کا موقع ملا یعنی روسی معیشت کی بحالی، جس کو متواتر جنگوں نے تباہ کر دیا تھا، اور سوشلزم کی تعمیر۔

سوویت ریپبلک ارتقا کی ایک نئی منزل میں داخل ہو رہی تھی۔ ''ہمیں نہ صرف سانس لینے کا موقع ملا ہے،، لینن نے ۲۱ نومبر ۱۹۲۰ء کو کہا تھا ''بلکہ ہم ایک نئے دور میں داخل ہوئے ہیں جس میں ہم نے سرمایہ‌دار ریاستوں کے جال کے درمیان اپنی بین اقوامی حیثیت بڑی حد تک حاصل کی ہے۔،، عالمی تاریخ میں یہ دور شروع ہوا تھا جب ''سوشلسٹ اور سرمایہ‌دار ریاستیں پہلو بہ پہلو اپنا وجود قائم رکھ سکتی تھیں،، ، یہ سوشلسٹ اور سرمایہ‌دار ریاستوں کے پرامن بقائےباھم کا دور تھا یا جیسے لینن کبھی کبھار کہتے تھے ''ساتھ رہنے کا دور،، تھا۔

سوویت عوام نے سوشلسٹ سماج کی تعمیر بڑے ولولے کے ساتھ شروع کی۔ اس کے امکانات صرف امن اور پرامن بقائےباھم کے حالات میں تھے۔ سوویت عوام کےلئے جنگ بےسود تھی۔ جنگ صرف ان کی ترقی کو روک سکتی تھی اور ان کے خاص فریضے یعنی سوشلزم کی تعمیر کی تکمیل میں حائل ہو سکتی تھی۔

اور محض پرامن محنت ھی کیوجہ سے سوویت ریپبلک کا اثر دوسرے ملکوں پر زیادہ سے زیادہ پڑتا گیا۔ سوویت ریپبلک نے اپنا اثر دوسری قوموں پر زبردستی یا جنگوں کے ذریعہ نہیں ڈالا بلکہ پرامن سوشلسٹ تعمیر کے کارناموں سے جنھوں نے سرمایہ‌دارانہ نظام کے مقابلے میں سوشلزم کے فائدوں کا واضح اور معقول طور پر مظاھرہ کیا۔ معیشت اور تہذیب کی ترقی میں سوشلسٹ ملک کے کارنامے جتنے ھی زیادہ ہوں گے اس کی بین‌اقوامی ساکھ اتنی ھی زیادہ مضبوط ہوگی۔ لینن نے مثال کی طاقت کا سوال اٹھایا۔ دنیا میں زیادہ سے زیادہ لوگ مثال کی طاقت سے اس کے قائل ہوں گے کہ ایسے سماج کی

جس کی بنیاد استحصال اور نابرابری پر ہے اس سماج میں تبدیلی ضروری ہے جس میں نہ تو استحصال ہے اور نہ غریبی، نابرابری اور جنگیں ہیں۔ سوشلزم کی تعمیر کرکے ہم ''یہ مثال فراہم کریں گے کہ یہ کیسے کیا جاتا ہے،،--- لینن نے اس مسئلے کو اس طرح پیش کیا۔

''ہم نے ہمیشہ کہا اور پھر کہتے ہیں کہ 'سوشلزم مثال کی طاقت رکھتا ہے،۔ تشدد کی طاقت ان کے واسطے ہے جو اپنا اقتدار بحال رکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن تشدد کی اہمیت نہیں تک محدود ہے اور اس کے بعد اثر اور مثال ہی طاقتور رہ جاتے ہیں۔ ہمیں عملی طور پر، مثال کے ذریعہ کمیونزم کی اہمیت ثابت کرنی چاہئے۔،،

لینن نے باربار یہ بتایا کہ سامراجی ملک سوویت رپبلک کے ساتھ امن سے رہنے کےلئے تیار نہیں ہیں، کہ سوویت عوام اور ان کی حکومت نہیں بلکہ سامراجی ملک پرامن معاشی مقابلے کے خیال کو متواتر ردکر رہے ہیں اور اس یقین کو ترجیح دیتے ہیں کہ وہ مسلح طاقت سے سوشلزم اور کمیونزم کو شکست دے سکتے ہیں۔

بالآخر صلح ہو گئی لیکن پرامن بقائےباہم کا مطلب محض یہ نہیں ہے کہ مختلف سماجی اور معاشی نظام رکھنےوالے ملکوں کے درمیان جنگ نہ ہو بلکہ پرامن بقائےباہم کا مطلب ان ریاستوں کے درمیان باقاعدہ پائدار معاشی اور تہذیبی تعلقات بھی ہیں۔ ۱۹۲۰ء میں لینن نے مغرب کے ساتھ معاشی تعلقات کا پورا پروگرام تیار کیا تھا۔ اس میں تجارت کی جگہ سب سے پہلی تھی۔ روس کی صنعت کےلئے مشینوں اور انجنوں کی ضرورت تھی۔ مغرب کو روس کی خام اشیا درکار تھیں۔ سوویت حکومت غیرملکی سرمایہ‌داروں کو صنعتی مراعات بھی دینے کے لئے تیار تھی۔ اس بات کی پرواہ نہ کرکے کہ فرانس، برطانیہ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے حکمراں حلقے اب بھی غرور اور بالادستی کا رویہ رکھتے تھے، سوویت حکومت نے سرمایہ‌دار دنیا کے ساتھ معاشی تعلقات بڑھانے کی کوشش کی۔ سرمایہ‌دار پریس چیخ رہا تھا کہ سوویت روس کو تسلیم کرنے کا کوئی سوال نہیں ہے (جیسے اس کے وجود کا انحصار ان کے تسلیم کرنے ہی پر تھا)۔ سامراجی اپنے کو اس خواب سے تسکین دے رہے تھے کہ معاشی ناکہ‌بندی سے، روس کے ساتھ تجارت سے انکار سے اس کا خاتمہ جلد ہو جائے گا۔

ساتھ ھی وہ سوویت روس پر نئے حملے کے منصوبے بناتے رہے۔ ان کو شکست ھوئی تھی اور انھوں نے فی‌الحال ھتھیار الگ رکھ دئے تھے۔ وہ اس وقت کا انتظار کر رہے تھے جب وہ زیادہ سازگار حالات میں پھر سوشلسٹ ملک کے خلاف حملے کی کوشش کر سکیں گے۔ لینن نے اس بات کو سمجھا کہ ''کمیونسٹ تحریک جتنی ھی گہری اور طاقتور ھوتی جائے گی اتنی ھی زیادہ اور اکثر کوششیں ھماری رپبلک کا گلا گھونٹنے کےلئے ھونگی۔'' اور پھر لینن نے یہ انتباہ کیا ''سرمایہ‌دار لڑائی کا بہانہ ڈھونڈھیں گے...'' ''ھمیں اس کےلئے تیار رھنا چاھئے کہ حالات میں ذرا سی تبدیلی ھوتے ھی سامراجی بھیڑئے ھمارے اوپر پھر ٹوٹ پڑینگے''۔ سوویتوں کی آٹھویں کل‌روس کانگرس میں اپنی رپورٹ پیش کرتے ھوئے لینن نے کہا ''سرمایہ‌دار ملکوں کے ساتھ ایک سوویت رپبلک کا وجود سرمایہ‌دارانہ نظام کےلئے ایسی ناقابل برداشت چیز ھے کہ سرمایہ‌دار اس کے خلاف جنگ کےلئے ھر موقع استعمال کریں گے۔ آج قومیں سامراجی جنگ سے تھک چکی ھیں، وہ اس بات کی دھمکی دے رھی ھیں کہ اگر جنگ جاری رکھی گئی تو وہ اپنی ناراضگی کا مؤثر طریقے سے اظہار کرینگی لیکن اس بات کے امکان کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا کہ چند سال کے وقفے کے بعد سرمایہ‌دار پھر اس کو چھیڑ دیں گے۔''

فروری ۱۹۲۰ء میں ایک امریکی اخبار کے نامہ‌نگار نے لینن سے پوچھا ''کیا روس کو بیرونی انقلاب‌دشمنی سے اب بھی خطرہ ھے؟''

اور لینن نے جواب دیا ''بدقسمتی سے ھے کیونکہ سرمایہ‌دار احمق اور لالچی ھیں۔ انھوں نے مداخلت کی ایسی متعدد احمقانہ اور حریصانہ کوششیں کی ھیں کہ ھم کو ان کے اعادے سے ڈرنا چاھئے جب تک کہ تمام ملکوں کے مزدور اور کسان اپنے سرمایہ‌داروں کی پوری طرح دوبارہ تربیت نہ دےلیں۔''

بعد کی تاریخ نے یہ ثابت کر دیا کہ لینن کی پیش گوئی کتنی ٹھیک تھی۔ بہت برسوں تک نازی جرمنی نے سوویت یونین کے خلاف جنگ کی تیاری کی اور جرمن سامراجیوں اور ان لوگوں کے منصوبوں کے مطابق‌جن کی میونخ پالیسی جرمن سامراجیوں کو مدد دیتی تھی یہ جنگ دنیا کی پہلی سوشلسٹ حکومت کو تباہ کرنے کے لئے تھی۔

تاریخ نے ان کے تخمینے کو غلط ثابت کیا جیسا کہ اکثر پہلے بھی ہو چکا تھا۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد ایک سوشلسٹ ملک کے بجائے عالمی سوشلسٹ نظام ابھرا۔ لیکن جو لوگ ضد کے ساتھ تاریخ کو پیچھے کی طرف ڈھکیلنے کے لئے اڑے ہیں وہ ان سبقوں کی پرواہ نہیں کرتے جو تاریخ نے دئے ہیں اس لئے آج ہم پھر سامراجی کیمپ میں ایسے پاگل دیکھتے ہیں جو ایک اور عالمی جنگ چھیڑنے کی کوشش کر رہے ہیں جو اس بار نیوکلیائی جنگ ہوگی۔

۱۹۲۰ء اور ۱۹۲۱ء میں برطانوی اور امریکی اخباروں کے نمائندے اکثر ماسکو آتے تھے۔ اخبارنویسوں سے لینن کی بات‌چیت کا خاص موضوع امن، پرامن بقائےباہم، روس اور سرمایہ‌دار دنیا کے درمیان پائدار اور طویل مدتی معاشی تعلقات قائم کرنے کا مسئلہ ہوتا تھا۔ امریکی خبررساں ایجنسی Universal Service کے برلن کے نامہ‌نگار نے لینن سے پوچھا کہ سوویت یونین اور امریکہ کے درمیان صلح کی بنیاد کیا ہوگی؟

لینن نے جواب دیا ''امریکی سرمایہ‌دار ہمارا پیچھا چھوڑ دیں۔ ہم بھی ان کو نہ چھیڑینگے۔ ہم ان کو مشینوں اور آلات وغیرہ کے لئے جو ہماری صنعت اور ٹرانسپورٹ کے واسطے کارآمد ہیں سونے تک میں قیمت ادا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم صرف سونے ہی میں نہیں بلکہ خام اشیا کی صورت میں بھی ان کی قیمت دینے کے لئے تیار ہیں۔،،

پھر نامہ‌نگار نے سوال کیا کہ ایسے سمجھوتے میں کیا رکاوٹیں ہیں؟

''ہماری طرف سے کچھ نہیں،، لینن نے جواب دیا ''امریکی اور دوسرے سرمایہ‌داروں کی طرف سے سامراج کی شکل میں رکاوٹ ہے۔،،

لینن نے جو انٹرویو غیرملکی نامہ نگاروں کو دئے ان میں انھوں نے باربار اس بات کا اعلان کیا کہ سوویت ریپبلک نے کبھی کسی پر حملہ نہیں کیا اور نہ تو اس کا ایسا کرنے کا ارادہ ہے، کہ اس کا مقصد پرامن معاشی ترقی ہے، کہ اس نے کبھی غیرملکوں کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کی اور نہ اس کا ایسا ارادہ ہے۔ لینن کا ہر انٹرویو سوویت خارجہ پالیسی کے بنیادی اصولوں کی شاندار، باتحمل اور سادہ وضاحت ہوتا تھا، ایسی وضاحت جو ان ''احمق اور لالچی سرمایہ‌داروں،،

کے لئے طنز سے بھری ہوتی تھی جو اب بھی سوویت ریپبلک پر حملہ کرنے کے خواب دیکھتے تھے۔

''میں کوئی وجہ نہیں دیکھتا کہ ہماری جیسی سوشلسٹ ریاست بلا کسی پابندی کے سرمایہ‌دار ملکوں سے تجارت کیوں نہیں کر سکتی،، لینن نے لنکن آئر سے کہا ''ہم سرمایہ‌داروں سے انجن اور زراعتی مشینیں لینے میں کوئی عذر نہیں رکھتے تو پھر ان کو کیوں ہمارا سوشلسٹ گیہوں، پٹسن اور پلیٹنم لینے سے انکار ہونا چاھئے؟ سوشلسٹ اناج کا مزا بھی دوسرے اناجوں کی طرح ہوتا ھے، ھے نا؟،،

بہرحال مغربی ریاستوں کے جارحانہ حلقوں نے سوویت روس سے تجارتی تعلقات کے اضافے میں چاھے جتنی رکاوٹیں کیوں نہ ڈالی ہوں یہ تعلقات برابر بڑھتے گئے۔ مارچ ۱۹۲۱ء میں برطانیہ سے ایک تجارتی معاھدہ ہوا۔ جرمنی، سویڈن اور دوسرے ملکوں سے بھی تجارت زیادہ جاندار ہو گئی۔ ''اگر اس طرح کی تشبیہہ متعدد باقاعدہ اور مستقل تجارتی تعلقات، نمائندوں اور معاھدوں وغیرہ کے لئے دی جا سکتی ہو تو روس میں بہت سی شاخیں پھوٹی ھیں،، لینن نے سوویتوں کی نویں کانگرس میں کہاتھا۔ لینن کی پرامن بقائےباھم کی پالیسی قوموں کی سب سے اھم اور فوری ضرورتوں کے مطابق تھی اس‌لئےان لوگوں کی کوئی بھی چالیں سوویت روس اور سرمایہ‌دار دنیا کے درمیان معاشی تعلقات مضبوط کرنے کو نہ روک سکیں جو اس پالیسی کے خلاف تھے۔ چاھے تم چاھو یا نہ چاھو تمھیں ھمارے ساتھ تجارت کرنی پڑیگی کیونکہ تمھاری خوشی اور ناخوشی سے زیادہ مضبوط طاقتیں موجود ھیں یعنی تمھارے ملکوں کی معاشی ضرورتیں۔ مغربی یورپ کی معاشی بحالی روس سے تجارت کے بغیر ناممکن ھے۔ اس دور کے بیانوں میں لینن نے اس خیال پر زور دیا ھے۔

بالآخر یہ حقیقت اتحادثلاثہ کی اعلی کونسل پر بھی روشن ہو گئی۔ جنوری ۱۹۲۲ء کی کانس کی کانفرنس میں کونسل نے ایک معاشی اور مالیاتی کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا جس میں سوویت روس کو بھی شریک ہونا تھا۔

یہ کانفرنس ۱۰ اپریل ۱۹۲۲ء کو جنوآ میں شروع ہوئی۔ لینن کو سوویت وفد کا صدر مقرر کیا گیا لیکن وہ جنوآ کا سفر نہیں

کر سکتے تھے اس لئے صدر کی جگہ امور خارجہ کے عوامی کمیسار چیچیرین کو دی گئی۔ چیچیرین نے بین‌اقوامی سیاست اور معاشیات کے انتہائی اہم سوالوں پر کانفرنس کے سامنے کئی تجویزیں پیش کیں۔ ان کی تجویزیں دراصل مختلف سماجی اور سیاسی نظام رکھنےوالے ملکوں کے پرامن بقائےباہم کے وسیع پروگرام کی حیثیت رکھتی تھیں۔ کانفرنس کے افتتاح پر چیچیرین نے پرامن بقائےباہم کے خاص نظرئے کو مندرجہ ذیل الفاظ میں پیش کیا ''کمیونزم کے اصولوں کا وفادار رہتے ہوئے روسی وفد اس بات کو تسلیم کرتا ھے کہ موجودہ تاریخی دور میں، جس میں پرانے نظام اور نوخیز سماجی نظام کا وجود ساتھ ساتھ ممکن ھے، عام معاشی بحالی کےلئے جائداد کی ملکیت کے ان دو نظاموں کی نمائندگی کرنےوالی ریاستوں کے درمیان معاشی تعاون بےحد ضروری ھے۔''

اس مجموعے کے ضمیمے کے طور پر ہم قارئین کے لئے وہ خط پیش کر رھے ھیں جو چیچیرین نے جنوآ روانہ ھونے سے کچھ پہلے لینن کو لکھا تھا۔ اس خط میں چیچبرین نے اس خاص نظرئے کا خاکہ پیش کیا ھے جو سوویت وفد کو جنوآ میں پیش کرنا تھا۔

اس میں یہ تجویزیں تھیں: ایک ایسی بین‌اقوامی تنظیم بنانا ''جس میں دنیا کی تمام قومیں بالکل مساوی بنیاد پر، خودارادیت کے حق اور تمام مظلوم قوموں کے بالکل علحدہ ہو جانے یا ہوم‌رول پانے کے حق کے اعلان کی بنیاد پر، حصہ لیں''، اس بات کی ضمانت دینا کہ ''نیگرو اور دوسری نوآبادیاتی قومیں یورپی قوموں کے ساتھ مساوی طور پر کانفرنسوں اور کمیشنوں میں حصہ لیں اور اپنے اندرونی معاملات میں مداخلت کو روکنے کا حق رکھیں''۔ بین‌اقوامی تنظیموں میں ''رضاکارانہ تعاون ھونا اور کمزور کو بلاماتحت بنائے ھوئے طاقتور سے مدد ملنا چاھئے۔'' اور آخر میں سوویت وفد نے عام ترک اسلحہ کے ذریعہ نئی جنگوں کو روکنے کی تجویز پیش کی تھی۔

فرانس اور برطانیہ کی حکومتوں نے سوویت تجویزوں کو مسترد کرکے کانفرنس کو ناکام بنا دیا۔

* * *

آج بھی، پچاس سال پہلے کی طرح، سوویت حکومت پائدار امن کے لئے اور جنگ کے خطرے کو روکنے کے لئے ہر امکانی کوشش کر رہی ہے۔

اکتوبر ۱۹۶۱ء میں سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی ۲۲ ویں کانگرس نے جو نیا پروگرام منظور کیا ہے اس میں کہا گیا ہے:

''سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی سمجھتی ہے کہ اس کی خارجہ پالیسی کی سرگرمیوں کا خاص مقصد سوویت یونین میں کمیونسٹ سماج کی تعمیر اور عالمی سوشلسٹ نظام کو ترقی دینے کے لئے پرامن حالات فراہم کرنا اور دوسری امن پسند قوموں کے ساتھ ملکر انسانیت کو قطعی طور پر تباہ کن عالمی جنگ سے بچانا ہے۔''

سوویت عوام آئندہ بھی تمام اور ہرطرح کی قبضہ گیر جنگوں کی مخالفت کرینگے جن میں سرمایہ‌دار ریاستوں کے درمیان ایسی جنگیں اور مقامی لڑائیاں شامل ہیں جنکا مقصد عوامی تحریک آزادی کا گلا گھونٹنا ہے۔ سوویت عوام اسکو اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ وہ مظلوم قوموں کی مقدس جدوجہد اور سامراجی کے خلاف انکی منصفانہ جنگ آزادی کی حمایت کریں۔

نئی عالمی جنگ کا خطرہ سامراج شاہی سے پیدا ہوتا ہے۔ سامراجی، اورسب سے پہلے ریاستہائے متحدہ امریکہ کے سامراجی جو بین‌اقوامی رجعت‌پسندی کے خاص پشت‌پناہ ہیں، اسلحہ کے زبردست ذخیرے جمع کر رہے ہیں، دنیا کے تمام حصوں میں فوجی اڈے قائم کر رہے ہیں اور جارحانہ فوجی بلاک بنا رہے ہیں۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ، برطانیہ اور فرانس کی حکومتیں ارادہ کر رہی ہیں کہ وہ نیوکلیائی ہتیار مغربی جرمنی کی فوج کو سونپ دیں جس کی قیادت ہٹلر کے افسر اور جنرل کر رہے ہیں اور جن کا مقصد محض انتقام اور نئی عالمی جنگ ہے۔ ہمارے زمانے میں نئی عالمی جنگ کا مطلب تھرمونیوکلیائی جنگ ہے۔ اس جنگ کی تیاری سامراجی کر رہے ہیں، ایسی جنگ کی جو ساری انسانیت کےلئے بےمثال مصیبت ہوگی، ایسی جنگ جس کا مطلب لاکھوں کروڑوں انسانوں کی موت ہوگی۔

اس کو ہر قیمت پر روکنا چاہئے، اس کو شروع نہ ہونے دینا

چاہئے — یہ ہے سوویت خارجہ پالیسی کا مرکزی خیال ۔ ستمبر ۱۹۶۰ ء میں سوویت حکومت نے ادارۂ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے پندرھویں اجلاس میں عام اور مکمل ترک اسلحہ کی تجویز پیش کی ۔ عام اور مکمل ترک اسلحہ ھی دنیا میں پائدار امن کا ضمانت دار ھو سکتا ھے ۔ ایٹمی بمباری کی جو آفت ھیروشیما اور ناگاساکی کے باشندوں پر نازل ھوئی اسکو پھر کبھی نہ ھونا چاھئے ۔ امن کے حامیوں کی تحریک زیادہ سے زیادہ مضبوط ھوتی جا رھی ھے، کرۂارض کے کونے کونے سے لاکھوں کروڑوں لوگ گرمجوشی کے ساتھ عام اوز مکمل ترک اسلحہ کی حمایت کر رھے ھیں ۔

کیا نئی عالمی جنگ کو روکا جا سکتا ھے؟ اس کا جواب مثبت میں ھے ۔ امن اور سوشلزم کے اس طاقتور کیمپ کے وجود کیوجہ سے نئی عالمی جنگ کو روکا جا سکتا ھے جو امن کے لئے انتھک جدوجہد کر رھا ھے ۔ سوشلسٹ ملکوں میں کوئی ایسے طبقے، گروہ یا افراد نہیں ھیں جن کو جنگ سے مفاد ھو ۔ جو غیرملکی سوویت یونین آتے ھیں، حتی کہ وہ بھی جو سوشلزم کے خلاف ھیں، ان کو یہ ماننا پڑتا ھے کہ سوویت یونین میں جنگ کے علمبردار نہیں ھیں، کہ سوویت عوام امن چاھتے ھیں ۔

جنگ روکی جاسکتی ھے کیونکہ سوشلسٹ ملکوں اور ایشیا اور افریقہ کے ان ملکوں کا اثر جو نئے نئے آزاد ھوئے ھیں دنیا کے امور پر زیادہ پڑتا جا رھا ھے اور تمام ملکوں کے لاکھوں آدمی امن کی تحریک میں شامل ھوتے جاتے ھیں ۔ سامراجی طاقتوں پر سوشلزم کی طاقتوں کی برابر بڑھتی ھوئی برتری، جنگ کی طاقتوں پر امن کی طاقتوں کی برتری قوموں میں یہ امید پیدا کرتی ھے کہ سامراجیوں کے جنگی منصوبے جنکا رخ انسانیت کے خلاف ھے پورے نہ ھوں گے ۔ ''کرۂارض پر امن کا ایک وسیع منطقہ بن گیا ھے ،، سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کے نئے پروگرام میں کہا گیا ھے ''اور امن کا یہ منطقہ جن طاقتوں پر مشتمل ھے وہ سامراجیوں کو روکنے کے لئے ھمت اور ایثار سے اور ھمیشہ سے زیادہ سرگرمی سے کام کر رھی ھیں ۔ وہ عام اور مکمل ترک اسلحہ کے لئے جدوجہد کر رھی ھیں ،، ۔ عام اور مکمل ترک اسلحہ اور امن کی جو عالمی کانگرس جولائی ۱۹۶۲ء میں

ماسکو میں ہوئی اس میں ۱۲۰ ملکوں سے زیادہ کے نمائندوں نے حصہ لیا۔ کانگرس نے عام اور مکمل ترک اسلحہ کےلئے اور تمام قوموں سے امن کی جدوجہد میں سرگرمی کے ساتھ شامل ہونے کے لئے اپیل کی۔

تمام قومیں اگست ۱۹۶۳ء کے ماسکو کے اس معاھدے کا خیرمقدم کرتی ھیں جو فضا، فضائے کائنات اور تہہ‌آب نیوکلیائی اسلحہ کی آزمائشوں کو ممنوع قرار دینے کے بارے میں ہوا۔ یہ معاھدہ جس پر کرۂ ارض کے ملکوں کی زبردست اکثریت نے دستخط کئے امن کو استوار کرنے میں ایک بڑا قدم تھا۔

امریکی سامراج نوآبادیاتی اور نیم‌نوآبادیاتی نظام کے جوے سے آزادشدہ ایشیا، لاطینی امریکہ اور افریقہ کی قوموں کے خلاف جو جنگ کر رہا ھے اس سے ساری ترقی‌پسند انسانیت کو سخت تشویش ھے۔ بہادر کیوبا کے خلاف جنگی مداخلت کی متعدد کوششیں، وہ گندی جنگ جو امریکہ ویت‌نامی لوگوں کے خلاف کر رہا ھے، بےحیائی کے ساتھ ڈومینکن ریپبلک کے اندرونی معاملات میں مسلح مداخلت — امریکی سامراج نے اس طرح کے بےحساب جرائم پچھلے دنوں کئے ھیں۔ لیکن سارے سوشلسٹ ملک، جمہوریت، امن اور سوشلزم کی ساری عالمی طاقتیں مظلوم قوموں کی اس بہادرانہ جدوجہد کی حامی ھیں جو وہ اپنی آزاد اور خودمختاری کے لئے کر رھی ھیں اور امریکی سامراج کی کوئی بھی بربریت تاریخ کو پیچھے کی طرف نہیں ڈھکیل سکتی اور قومی کی جیتی ہوئی خودمختاری کو پھر نوآبادکاروں کے جوئے تلے نہیں لا سکتی۔

* * *

ہم قارئین کی توجہ لینن کی اس کتاب کی طرف دلانا چاھتے ھیں۔ عظیم انسان دوست اور انتہائی دانش‌مند سیاست‌داں لینن کے خیالات، جو مستقبل کو حیرت‌انگیز دوراندیشی سے دیکھ سکتے تھے، موجودہ دور کے اہم واقعات کو بہتر طریقے سے سمجھنے میں مدد دیتے ھیں۔ ان خیالات کے متعلق معلومات ان لوگوں کو قوت بخشیں گے جو نیوکلیائی جنگوں کو روکنے اور امن اورسوشلزم کے حامی ھیں جس کی ساری دنیا میں فتح انسانیت کو جنگ سے ھمیشہ کے لئے نجات دلا دیگی۔

مزدوروں اور سپاهیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی دوسری کل‌روس کانگرس کے سامنے امن کے سوال پر رپورٹ (۱)

۲۶ اکتوبر (نئے کلنڈر کے مطابق ۸ نومبر) ۱۹۱۷ ء

امن کا سوال همارے زمانے کا ایک اهم اور سنگین سوال هے۔ اس موضوع پر بهت کچھ کہا اور لکھا جا چکا هے اور یقیناً آپ سب لوگوں نے بھی اس بحث میں اچھا خاصا وقت صرف کیا هوگا۔ سو مجھے اجازت دیجئے کہ میں وہ علان پڑھ کرسناؤں جس کو وہ حکومت جاری کریگی جو آپ منتخب کرینگے۔

فرمان امن

مزدوروں اور کسانوں کی حکومت جسے ۲۴ — ۲۵ اکتوبر کے انقلاب نے جنم دیا هے اور جو مزدوروں، سپاهیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی بنیاد پر قائم هے، تمام شریک جنگ قوموں اور ان کی حکومتوں کے سامنے تجویز پیش کرتی هے کہ وہ فوراً منصفانہ اور جمهوری امن کے لئے گفت‌وشنید شروع کر دیں۔

منصفانہ یا جمهوری امن سے حکومت کا مطلب هے ایسا فوری امن جو تاوان جنگ اور علاقائی قبضہ اور الحاق سے پاک هو (یعنی

جس میں دوسرے ملکوں پر قبضہ نہ کیا جائے اور دوسری قوموں کو بزور اپنے اندر ضم نہ کیا جائے)— یہ وہ امن ھے جس کے لئے تمام شریک جنگ ملکوں کے جنگ کے ستائے اور مارے ہوئے، تھکے ماندے، خستہ حال مزدوروں اور محنت کش طبقوں کی بہت بڑی اکثریت بےتاب اور آرزومند ھے اور جس کا پر اصرار مطالبہ روسی مزدور اور کسان، زارشاھی حکومت کا تختہ الٹنے کے بعد سے برابر کر رھے ھیں۔

سو اس قسم کے امن کے فوری قیام کی تجویز روسی حکومت تمام شریک‌جنگ قوموں کے سامنے رکھ رھی ھے۔ وہ اپنی اس آمادگی کا اظہار کرتی ھے کہ تمام ملکوں اور قوموں کے عوامی نمائندوں کی بااقتدار سبھاؤں کی امن کی ان تمام شرائط کی آخری توثیق اور منظور ہونے تک فوراً، ذرا بھی تامل یا توقف کے بغیر، تمام فیصلہ کن قدم اٹھائے گی۔

عام طور پر تمام جمہوریت پسندوں اور خصوصاً محنت کش طبقوں کے ذھن میں جو انصاف کا تصور ھے اس کے مطابق ھماری حکومت بالکل صاف صاف، سو فی‌صدی اور اپنی خوشی سے ظاھر کی ہوئی رضامندی اور خواھش کے بغیر ھر چھوٹی یا کمزور قوم کے کسی بڑی یا طاقت‌ور ریاست میں ضم ھو جانے کو پرائے علاقوں کا بزور الحاق یا ان پر قبضہ سمجھتی ھے— قطع نظر اس سے کہ یہ بزور شمولیت کس وقت واقع ہوئی، کسی ریاست میں بزور شامل کی ہوئی یا زبردستی اس کی حدود کے اندر رکھی ہوئی قوم کتنی ترقی یافتہ یا پس ماندہ ھے اور اس چیز سے قطع نظر کہ اس قوم کا مسکن یورپ ھے یا کوئی دور دراز سمندر پار کا ملک۔

اگر کسی بھی قوم کو زبردستی کسی ریاست کی حدود کے اندر رھنے پر مجبور کیا جاتا ھے، اگر اپنی خواھش کے اظہار کے باوجود — خواہ اس خواھش کا اظہار اخباروں یا عام جلسوں میں کیا گیا ھو، خواہ یہ خواھش پارٹیوں کے فیصلوں میں ظاھر ہوئی ھو، خواہ قومی ظلم و زبردستی کے خلاف احتجاج اور بغاوتوں میں اس کا اظہار ھوا ھو — اس قوم کو اس بات کا حق نہیں دیا جاتا کہ وہ ھر قسم کے دباؤ کے بغیر اور ایسی آزاد ووٹنگ کے ذریعے اپنے لئے ریاست کی موزوں شکل طے کر سکے جب اسے اپنے اندر ضم کرنے والی

یا زیادہ طاقتور قوم کی فوجیں پوری طرح اس کی سرزمین سے ہٹا لی گئی ہوں تو ایسی شمولیت بزور الحاق، یعنی قبضہ اور تشدد، کے مرادف ہے۔

طاقت‌ور اور دولت مند قوموں کے درمیان مغلوب و مفتوح کمزور قومیتوں کے کس طرح حصے بخرے کئے جائیں، اس سوال پر جنگ جاری رکھنا ہماری حکومت کے نزدیک انسانیت کے خلاف سب سے سنگین جرم ہے۔ حکومت باضابطہ طور پر اعلان کرتی ہے کہ وہ امن کی مجوزہ شرائط پر، جو بلا استثنا سب قومیتوں کے لئے یکساں منصفانہ ہیں، جنگ ختم کرنے کے لئے فوراً صلحنامہ پر دستخط کرنے کا پکا ارادہ رکھتی ہے۔

ساتھ ہی ساتھ حکومت یہ بھی اعلان کرتی ہے کہ وہ مذکورۂ بالا شرائط امن کو الٹی‌میٹم نہیں سمجھتی۔ دوسرے الفاظ میں وہ اور کسی بھی قسم کی دوسری شرائط امن پر غور کرنے کے لئے تیار ہے۔ مگر اس بات پر ضرور اصرار کرتی ہے کہ ایسی دوسری شرائط امن کوئی نہ کوئی شریک‌جنگ قوم جلد سے جلد پیش کر دے اور دوسرے یہ کہ وہ قطعی صاف اور غیرمبہم ہوں اور ہر قسم کے ابہام، الجھاؤ اور خفیہ عناصر سے پاک ہوں۔

ہماری حکومت خفیہ ڈپلومیسی کو بالکل ختم کرتی ہے اور جہاں تک اس کا تعلق ہے وہ یہ اعلان کرتی ہے کہ وہ بالکل کھلے عام، سب لوگوں کی آنکھوں کے سامنے تمام گفت و شنید کرنے کے لئے تیار ہے۔ ہماری حکومت فوراً ان تمام خفیہ معاہدوں کو پوری طرح شائع کرنا شروع کرے گی جو زمین‌داروں اور سرمایہ‌داروں کی حکومت نے فروری سے ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء تک کئے تھے۔ حکومت اعلان کرتی ہے کہ وہ فوراً خفیہ معاہدوں کی ان تمام دفعات کو مکمل طور پر منسوخ کرتی ہے جن کا مقصد روسی زمین‌داروں اور سرمایہ‌داروں کے لئے مراعات حاصل کرنا اور مہاروسیوں کے کئے ہوئے بزور علاقائی الحاق کو برقرار رکھنا یا بڑھانا تھا — اور زیادہ تر دفعات کا مقصد یہی تھا۔

تمام ملکوں کی حکومتوں اور لوگوں کو فوراً صلح کی کھلی گفت و شنید شروع کرنے کی دعوت دینے میں خود حکومت اپنی اس

آمادگی کا اظہار کرتی ہے کہ وہ خط اور تار وغیرہ کے ذریعے بھی اور مختلف ملکوں کے نمائندوں کے درمیان گفتگو یا ان نمائندوں کی کانفرنس میں بات چیت کے ذریعے بھی صلح کی گفت و شنید کرے گی۔ اس قسم کی گفت و شنید میں سہولت پیدا کرنے کے لئے حکومت غیر جانبدار ملکوں میں اپنا سفارتی نمائندہ مقرر کر رہی ہے۔

ہماری حکومت تمام شریک جنگ ملکوں کی حکومتوں اور لوگوں سے کہتی ہے کہ وہ جلد از جلد عارضی صلح کر لیں اور خود اس بات کو ترجیح دیتی ہے کہ یہ صلح تین مہینے سے کم کے لئے نہ کی جائے، یعنی کم از کم اتنی مدت کے لئے کی جائے جو امن کی گفت و شنید مکمل ہونے کے لئے کافی ہو، جس میں بلا استثنا ان تمام ملکوں یا قوموں کے نمائندے حصہ لیں جو جنگ میں حصہ لینے پر مجبور ہوئے تھے یا جو اس کی لپیٹ میں آ گئے تھے۔ اسی طرح یہ مدت اتنی لمبی ہونی چاہئے کہ اس میں تمام ملکوں کے عوامی نمائندوں کی کافی اختیارات اور اقتدار رکھنے والی سبھائیں منعقد کی جا سکیں تاکہ وہ صلحنامہ کی شرائط کی آخری توثیق کر سکیں۔

سارے شریک جنگ ملکوں کی حکومتوں اور لوگوں کے سامنے امن کا یہ سجھاؤ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ روس کی مزدوروں اور کسانوں کی عارضی حکومت دنیا کی تین سب سے زیادہ ترقی یافتہ قوموں اور موجودہ جنگ میں حصہ لینے والی تین سب سے بڑی ریاستوں، یعنی برطانیہ، فرانس اور جرمنی کے طبقاتی شعور رکھنے والے مزدوروں سے خاص طور پر اپیل کرتی ہے۔ ان ملکوں کے مزدوروں نے ترقی اور سوشلزم کے آدرش کو بہت کچھ دیا ہے، انہوں نے اس میں سب سے اہم اضافے کئے ہیں، انگلستان میں چارٹسٹ تحریک، فرانس میں وہاں کے پرولتاریہ کے کئے ہوئے کئی تاریخی اہمیت رکھنے والے انقلاب اور جرمنی میں سوشلسٹ دشمن قانون کے خلاف سورمائی سنگھرش اور ملک میں عام پرولتاری تنظیمیں قائم کرنے کا طول طویل اور مسلسل کام جس میں بڑے ڈسپلن کی ضرورت تھی اور جو تمام دنیا کے مزدوروں کے لئے نمونہ کی حیثیت رکھتا ہے — یہ سب کچھ انہیں ملکوں کے پرولتاریوں کی دین ہے۔ پرولتاری سرفروشی اور تاریخی اہمیت رکھنے والے تخلیقی کام کی یہ تمام مثالیں اس بات کی ضمانت

هیں کہ ان مذکورۂ بالا ملکوں کے مزدوروں کو اپنے فرض کا، یعنی تمام انسانیت کو جنگ اور اس کے نتائج کی ہولناکیوں اور تباہ‌کاریوں سے بچانے کے فرض کا، جو انہیں درپیش ہے، احساس ہوجائے گا اور یہ مزدور اپنی ایسی سرگرمیوں اور عمل کے ذریعے جو ہمہ گیر، توانائی اور قوت سے بھرپور اور مضبوط ارادے پر مبنی ہو، امن کے آدرش کو کامیابی سے حاصل کرنے کے کام میں ہماری مدد کریں گے۔ اسی طرح وہ ظلم اور استحصال کا شکار، آبادی کی محنت‌کش جنتا کو ہر قسم کی غلامی اور ہر نوع کے استحصال سے آزادی دلانے کے کام میں ہمارے معاون ہوں گے۔

* * *

مزدوروں اور کسانوں کی حکومت کو، جسے ۲۴ — ۲۵ اکتوبر کے انقلاب نے جنم دیا ہے اور جو مزدوروں، کسانوں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی بنیاد پر قائم ہے، چاہئے کہ وہ فوراً امن کی گفت و شنید شروع کردے۔ ہماری اپیل حکومتوں سے بھی ہونی چاہئے اور عوام سے بھی۔ ہم حکومتوں کو نظر انداز نہیں کر سکتے کیونکہ اس طرح صلحنامہ کی تکمیل کے امکانات دور جا پڑتے ہیں اور ایک عوامی حکومت ایسی بات کرنے کی ہمت نہیں کر سکتی۔ لیکن ساتھ ہی ہمیں یہ حق بھی نہیں ہے کہ ہم عوام سے اپیل نہ کریں۔ ہر جگہ حکومت اور عوام کے درمیان اختلافات ہیں، سو ہمیں چاہئے کہ جنگ اور امن کے سوالوں میں دخل دینے میں عوام کی مدد کریں۔ بلاشبہ ہم اپنے پورے پروگرام پر — بزور علاقائی الحاق اور تاوان جنگ کے بغیر صلح کے پروگرام پر — اصرار کریں گے۔ ہم اس سے جو بھر پیچھے نہیں ہٹیں گے، لیکن ہمیں اپنے دشمنوں کو یہ کہنے کا موقع نہیں دینا چاہئے کہ ان کی شرائط امن ہماری شرائط امن سے مختلف ہیں لہذا ہمارے ساتھ گفت و شنید شروع کرنا لاحاصل ہوگا۔ نہیں، ہمیں چاہئے کہ ان کو اس سنہرے موقع سے محروم کر دیں اور اپنی شرائط کو الٹی‌میٹم کی شکل میں نہ پیش کریں۔ اسی وجہ سے یہ دفعہ شامل کی گئی

ہے کہ ہم ساری شرائط امن اور ساری تجاویز پر غور کریں گے۔ ہم ان پر غور کریں گے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ لازمی طور پر انہیں قبول بھی کر لیں گے۔ ہم ان شرائط امن اور تجاویز کو غور وخوض کے لئے دستورساز مجلس کے سامنے پیش کر دیں گے اور اس کو یہ فیصلہ کرنے کا حق ہوگا کہ کیا رعایتیں دی جا سکتی ہیں اور کیا نہیں دی جا سکتیں۔ ہم ان حکومتوں کے دھوکے اور فریب کے خلاف لڑ رہے ہیں جو زبان سے تو امن اور انصاف کی حامی ہیں لیکن حقیقت میں بزور علاقائی الحاق اور غارت گری کی جنگیں کرتی ہیں۔ کوئی حکومت اپنے سارے خیالات کا اظہار نہیں کرتی۔ لیکن ہم بہر حال خفیہ ڈپلومیسی کے خلاف ہیں اور ہم سب لوگوں کی آنکھوں کے سامنے کھلے عام سب کریں گے۔ ہم نے کٹھنائیوں کی طرف سے نہ کبھی آنکھیں بند کی ہیں نہ آئندہ کریں گے۔ جنگ اس طرح ختم نہیں ہو سکتی کہ اس سے انکار کر دیا جائے، نہ ہی اسے صرف ایک فریق ختم کر سکتا ہے۔ ہم تین مہینے کے لئے صلح کا سجھاؤ پیش کر رہے ہیں لیکن اس سے چھوٹی مدت کو بھی مسترد نہیں کریں گے تاکہ تھکی ماندی، خستہ حال فوج کچھ نہیں تو تھوڑے ہی دن کو دم لے سکے اور اس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ تمام مہذب ملکوں میں ان شرائط پر بحث و مباحثہ کرنے کے لئے عام جلسے ہونے چاہئیں۔

فوری صلح کی تجویز رکھتے ہوئے ہم ان ملکوں کے طبقاتی شعور رکھنے والے مزدوروں سے اپیل کرتے ہیں جنہوں نے پرولتاری تحریک کی ترقی اور نشو و نما کے لئے اتنا کچھ کیا ہے۔ ہم انگلستان کے مزدوروں سے اپیل کرتے ہیں جہاں چارٹسٹ تحریک نے جنم لیا۔ ہم فرانس کے مزدوروں سے اپیل کرتے ہیں جنہوں نے اپنی پے درپے بغاوتوں کے ذریعے اپنی طبقاتی جاگرتی کا ثبوت دے دیا اور ہم جرمنی کے مزدوروں سے اپیل کرتے ہیں جنہوں نے سوشلسٹ دشمن قانون کے خلاف جہاد کیا اور طاقت ور تنظیمیں قائم کیں۔

۱۴ مارچ کے منشور (۲) میں ہم نے بینکروں کا قلع قمع کرنے کا نعرہ دیا لیکن خود اپنے بینکروں کا قلع قمع تو درکنار، ہم نے ان

سے اور اتحاد کر لیا تھا۔ لیکن اب ہم نے بینکروں کی حکومت کا تختہ الٹ دیا ہے۔

حکومتیں اور بورژوا طبقہ تو اپنی قوتوں کو متحد کر کے مزدوروں اور کسانوں کے انقلاب کو خون میں ڈبونے کی اپنی سی پوری کوشش کریں گے۔ لیکن جنگ کے تین سال عوام کے لئے بہت سبق آموز ثابت ہوئے ہیں: دوسرے ملکوں میں سوویت تحریک اور جرمن بحری فوج کی بغاوت جسے جلاد ولہلم کے یونکروں نے کچل دیا، اس کی مثالیں ہیں۔ اس کے علاوہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہم افریقہ کے جنگلوں میں نہیں رہتے بلکہ یورپ میں رہتے ہیں جہاں خبریں تیزی سے پھیل سکتی ہیں۔

مزدوروں کی تحریک کامراں اور فتح یاب ہو گی اور امن اور سوشلزم کے لئے راستہ صاف کرے گی۔ (دیر تک تالیاں۔)

''مرکزی انتظامیہ کمیٹی کا ایزویستیا،، شمارہ ۲۰۸، ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۷ء اور ''پراودا،، شمارہ ۱۷۱، ۱۰ نومبر (پرانے کلنڈر کے مطابق ۲۸ اکتوبر) ۱۹۱۷ء

لینن کی تصانیف کا چوتھا روسی ایڈیشن، جلد ۲۶، صفحات ۲۱۷ — ۲۲۱

مزدوروں اور سپاهیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی دوسری کل‌روس کانگرس میں امن کی رپورٹ پر اختتامی تقریر

۲۶ اکتوبر (۸ نومبر) ۱۹۱۷ء

میں اعلان کے عام کردار کے متعلق کچھ نہیں کہوں گا۔ آپ کی کانگرس جو حکومت قائم کریگی، وہ اس اعلان کے غیراهم نکات میں تبدیلیاں بھی کر سکتی ہے۔

میں اس بات کے خلاف زور دونگا کہ امن کے متعلق همارا مطالبه الٹی‌میٹم کی حیثیت رکھے۔ الٹی‌میٹم همارا سارا مقصد ختم کر سکتا ہے۔ هم کو ایسا نہ کرنا چاهئے کہ اپنے مطالبوں سے ذرا بھی هٹنے سے سامراجی حکومتوں کو یہ کہنے کا بہانہ هاتھ آجائے کہ همارے غیر مصالحانہ رویہ کی وجہ سے امن کی بات‌چیت ناممکن هوگئی۔

هم اپنی اپیل سب کو بھیجیں گے اور هر شخص کو اس کا علم هوگا۔ ان شرائط کو چھپانا ممکن نہ هوگا جو هماری مزدوروں اور کسانوں کی حکومت نے پیش کی هیں۔

همارے مزدور کسان انقلاب کی حقیقت چھپانا ممکن نہیں ہے جس نے بینکروں اور جاگیرداروں کی حکومت کا تختہ الٹا ہے۔

اگر هم الٹی‌میٹم دیں تو ممکن ہے کہ دوسری حکومتیں اس کا جواب نہ دیں لیکن همارے بیان کا جواب تو انہیں دینا هی

پڑیگا۔ ہر انسان کو جاننا چاہئے کہ اس کی حکومت کیا سوچتی ہے۔ ہم رازداری نہیں برتنا چاہتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ حکومت ہمیشہ اپنے ملک کی رائےعامہ کے کنٹرول میں رہے۔

کسی دوردراز صوبے کا کسان کیا کہے گا اگر اس کو ہمارے الٹی‌میٹم کی وجہ سے یہ نہیں پتہ چل سکے گا کہ دوسری حکومت کیا چاہتی ہے۔ وہ کہے گا: ساتھیو، آپ نے امن کے متعلق تمام طرح کے شرائط پیش کرنے کے امکانات کیوں ختم کر دئے۔ میں بھی ان پر بحث‌مباحثہ کرتا، ان کی تفصیلات میں جاتا اور اس کے بعد اپنے نمائندوں کو ہدائت کرتا کہ ان کو دستورساز مجلس میں کیا کرنا چاہئے۔ اگر حکومتیں ان معقول شرائط کو نہیں مانتیں تو میں ان کے لئے انقلابی طریقے سے جدوجہد کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن بعض ملک ایسے شرائط پیش کر سکتے ہیں کہ میں ان کی حکومتوں سے یہ سفارش کرنے کےلئے تیار ہو جاؤں کہ وہ خود جدوجہد جاری رکھیں۔ ہمارے خیالات کی تکمیل کا تمام انحصار صرف پورے سرمایہ‌دارانہ نظام کا تختہ الٹنے پر ہے۔ کسان ہم سے یہ کہہ سکتا ہے اور ہمارے اوپر ضرورت سے زیادہ ضدی ہونے اور دوسری چھوٹی چھوٹی باتوں کا الزام لگا سکتا ہے جبکہ ہمارے لئے سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم بورژوازی کی تمام گندگی اور شرانگیزی کا پردہ فاش کریں اور اس کے بادشاہوں اور افسروں کا جو برسر اقتدار ہیں، جور وظلم دکھائیں۔

ہم کو نہ تو اس بات کا حق ہے اور نہ ایسا کرنا چاہئے کہ دوسری حکومتوں کو ہم یہ موقع دیں کہ وہ ہماری ضد کی آڑ لیں اور اپنے عوام سے یہ بات چھپائیں کہ ان کو قتل و غارت میں حصہ لینے کےلئے کیوں بھیجا گیا ہے۔ یہ ایک قطرہ ہے لیکن نہ تو ہمیں اس کا حق ہے اور نہ ہمیں اس قطرے کو ہاتھ سے جانے دینا چاہئے جو بورژوا راج کے پتھر کو کھوکھلا بنا رہا ہے۔ الٹی میٹم ہمارے مخالفین کی پوزیشن کو بہت آسان بنا دے‌گا۔ لیکن ہم اپنے تمام شرائط عوام کے سامنے پیش کر دیں گے۔ ہم اپنے شرائط تمام حکومتوں کے سامنے پیش کر دیں گے، اب اپنے عوام کو جواب دینا ان کا کام ہے۔ ہم امن کے متعلق تمام تجویزیں دستورساز مجلس کے فیصلے کےلئے پیش کریں گے۔

ایک اور بات بھی ھے جس پر آپ تمام ساتھیوں کو خاص طور سے غور کرنا چاھئیے۔ خفیہ معاھدوں کو منظر عام پر لانا چاھئیے (۳)۔ زبردستی علاقائی الحاق اور تاوان جنگ کے شرائط ان معاھدوں سے نکال دینا چاھئیے۔ ساتھیو، ان معاھدوں میں مختلف شرائط ھوتے ھیں کیونکہ استحصال کرنے والی حکومتوں نے صرف لوٹ کھسوٹ کےلئے معاھدے نہیں کئیے ھیں بلکہ انھوں نے ان میں معاشی معاھدے اور بھلے پڑوسیوں جیسے تعلقات کے طرح طرح کے دوسرے شرائط بھی ملا دئیے ھیں۔

ھم اپنے کو کسی معاھدے کا پابند نہیں بنا رھے ھیں۔ ھم اپنے کو کسی معاھدے میں پھنسائیں گے نہیں۔ ھم ان تمام شرائط کو رد کرتے ھیں جو لوٹ کھسوٹ اور زورظلم سے تعلق رکھتے ھیں لیکن وہ تمام شرائط جو بھلے پڑوسیوں جیسے تعلقات اور معاشی معاھدے سے تعلق رکھتے ھیں، ھم بخوشی منظور کرتے ھیں، ھم ان کو رد نہیں کر سکتے۔ ھم تین مہینے کےلئے التوائے جنگ کی تجویز پیش کر رھے ھیں۔ ھم نے اتنی لمبی مدت اس‌لئے تجویز کی ھے کیونکہ لوگ تھک چکے ھیں، وہ اس قتل و غارت سے چھٹکارا پاکر آرام کے خواھاں ھیں جو چار سال سے جاری ھے۔ ھم کو یہ سمجھنا چاھئیے کہ قوموں کےلئے اپنی اپنی پارلیمنٹوں میں امن کے شرائط پر بحث کرنا اور اپنی مرضی کا اظہار کرنا ضروری ھے اور اس کےلئے کافی مدت دینا چاھئیے۔ ھم التوائےجنگ کی طویل مدت کا مطالبہ کرتے ھیں تاکہ محاذ پر پڑی ھوئی فوج مسلسل اور ھولناک قتل و غارت سے چھٹکارا پاکر آرام کر سکے لیکن ھم قلیل مدت کےلئے التوائےجنگ کی تجویز کو بھی نہیں رد کرتے۔ ھم اس پر غور کریں گے اور ھمیں اس کو منظور کرنا ھوگا چاھے یہ التوا ایک ڈیڑھ مہینے ھی کےلئے کیوں نہ ھو۔ التوائےجنگ کے متعلق ھماری تجویز الٹی‌میٹم بھی نہ ھونا چاھئیے کیونکہ ھم اپنے دشمنوں کو اس کا موقع نہیں دینا چاھتے کہ وہ ھماری ضد کی آڑ لیکر عوام سے سچ کو چھپا سکیں۔ اس کو الٹی‌میٹم نہ ھونا چاھئیے کیونکہ وہ حکومت مجرم ھے جو التوائےجنگ نہیں چاھتی۔ اگر ھم التوائےجنگ کی اپنی تجویز کو الٹی‌میٹم کے طور پر نہیں پیش کریں گے تو ان

حکومتوں کو خود ان کے عوام کی نگاہ میں مجرم بنا دیں گے، ایسے مجرم جن کے ساتھ عوام رعایت نہیں برتتے۔ ہم پر اعتراض کیا جاتا ھے کہ الٹی‌میٹم نہ دینے سے ہماری کمزوری کا اظہار ھوتا ھے لیکن اب وقت آ گیا ھے کہ عوام کی طاقت کے متعلق بات‌چیت میں ہم بورژوا ریاکاری کو ترک کردیں۔ بورژوازی کے خیالات کے مطابق طاقت وہ ھے جب عوام آنکھیں بند کرکے سامراجی حکومتوں کے اشارے پر خون‌ریز جنگ کے میدان میں کود پڑیں۔ بورژوازی اسی وقت ریاستی نظام کو طاقتور سمجھتی ھے جبکہ سارا نظام ریاست اپنی پوری طاقت کے ساتھ عوام کو وہاں جھونک دیتا ھے جہاں بورژوا لیڈر چاہتے ھیں۔ طاقت کے متعلق ہمارا خیال دوسرا ھے۔ ہم سمجھتے ھیں کہ ریاستی نظام عوام میں شعور پیدا ھونے سے مضبوط ھوتا ھے۔ وہ اس وقت مضبوط ھوتا ھے جب عوام سب کچھ جانتے ھیں، سب باتوں کے متعلق فیصلہ کر سکتے ھیں اور ہر بات سمجھ بوجھ کر کرتے ھیں۔ ہمیں یہ کہنے سے نہ ڈرنا چاہئے کہ ہم تھک گئے ھیں کیونکہ کون سا ملک اس وقت نہیں تھکا ھے اور کون سی قوم اس کے متعلق کھلم کھلا نہیں کہتی؟ اٹلی کو لےلیجئے جہاں اسی تھکن کی وجہ سے لمبی انقلابی تحریک چلی جس نے یہ مطالبہ کیا کہ قتل و غارت ختم کیا جائے۔ کیا جرمنی میں مزدوروں کے عام مظاہرے نہیں ھو رہے ھیں جن میں جنگ بند کرنے کے نعرے لگائے جاتے ھیں؟ کیا یہ تھکن جرمنی کے بیڑے کی بغاوت کا سبب نہیں بنی جس کو ولہم اور اس کے ظالم حاشیہ‌برداروں نے بڑی بےرحمی سے دبا دیا؟ اگر ایسے عجیب واقعات جرمنی جیسے ڈسپلن رکھنے‌والے ملک میں ممکن ھیں کہ وہ تھکن اور جنگ بند کرنے کے متعلق چرچا کریں تو ہمیں اس کو کھلم کھلا کہنے میں کیا ڈر ھے کیونکہ یہ سچ ھے اور ہمارے لئے بھی اسی طرح سچ ھے جیسے لڑائی میں تمام حصہ لینے والے یا نہ لینے‌والے ملکوں کےلئے۔

''پراودا،، شمارہ ۱۷۱، ۱۰ نومبر (۲۸ اکتوبر) ۱۹۱۷ء

لینن کی تصانیف کا چوتھا روسی ایڈیشن، جلد ۲۶، صفحات ۲۲۳ — ۲۲۲

سب کو ریڈیو سے پیغام

تمام رجمنٹوں، ڈویژنوں، دستوں، فوجوں وغیرہ کی کمیٹیوں کو، انقلابی فوج کے تمام سپاھیوں اور انقلابی بیڑے کے تمام ملاحوں کو

۷ نومبر کی رات کو عوامی کمیساروں کی کونسل نے اعلی کمانڈر دوخونین (۳) کو ریڈیو کے ذریعہ ایک پیغام بھیجا جس میں اس کو هدایت کی گئی تھی کہ وہ جنگ میں حصہ لینےوالے تمام ملکوں کے سامنے (اتحادی ملکوں اور همارے خلاف لڑنےوالے ملکوں سے) فوراً سرکاری طور پر التوائےجنگ کی تجویز پیش کرے۔

یہ پیغام فوجی هیڈکوارٹر کو ۸ نومبر کو صبح پانچ بجکر پانچ منٹ پر ملا۔ دوخونین کو هدایت کی گئی تھی کہ وہ عوامی کمیساروں کی کونسل کو گفتگو کے متعلق برابر مطلع کرتا رهے اور عارضی سمجھوتے پر اسی وقت دستخط کرے جب اس کی تصدیق عوامی کمیساروں کی کونسل کر دے۔ ساتھ هی عارضی سمجھوتہ کرنے کی ایسی هی تجویز سرکاری طور پر اتحادی ملکوں کے ان سفارتی نمائندوں کے سامنے پیش کی گئی تھی جو پیتروگراد میں موجود تھے۔

۸ نومبر کی شام تک دوخونین کا جواب نہ ملنے پر عوامی کمیساروں کی کونسل نے لینن، استالن اور کریلینکو کو یہ اختیار دیا کہ وہ

براہ راست ٹیلی‌فون کے ذریعہ دوخونین سے تاخیر کا سبب دریافت کریں۔

۹ نومبر کو رات کے دو بجے سے صبح کے ساڑھے چار بجے تک بات‌چیت ہوئی (۵)۔ دوخونین نے اس بات کی بہتیری کوششیں کیں کہ وہ اپنے رویے کی وضاحت سے گریز کرے اور حکومت کی ھدایات کا ٹھیک ٹھیک جواب نہ دے لیکن جب دوخونین کو قطعی طور پر یہ حکم دیا گیا کہ وہ التوائے‌جنگ کے سمجھوتے کے لئے فوراً سرکاری بات‌چیت شروع کر دے تو اس نے حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر روسی رپبلک کی حکومت کی طرف سے اور عوامی کمیساروں کی کونسل کی ھدایت پر اس سے کہا گیا کہ حکومت کے احکام ماننے سے انکار کرنے پر اور ایسا رویہ اختیار کرنے پر، جو تمام ملکوں کے محنت‌کش عوام کےلئے اور خصوصاً فوجوں کےلئے انتہائی مصیبتوں کا باعث ھے، اس کو اپنے عہدے سے برطرف کیا جاتا ھے۔ ساتھ ھی دوخونین کو حکم دیا گیا کہ وہ اس وقت تک کام چلاتا رھے جب تک نیا اعلی کمانڈر یا کوئی ایسا شخص وھاں نہ پہنچ جائے جس کو اعلی کمانڈر نے کام سنبھالنے کا اختیار دیا ھو۔ کریلینکو کو نیا اعلی کمانڈر مقرر کیا گیا۔

سپاھیو! امن کا کاز تمھارے ھاتھ میں ھے۔ انقلاب دشمن جنرلوں کو امن کا مقصد تباہ کرنے کی اجازت نہ دو، ان کو ایک گارڈ کے ذریعہ حراست میں لے لو تاکہ خود سپاھی ان کا فیصلہ نہ کردیں جو انقلابی فوج کے لئے نازیبا ھے اور ان جنرلوں کو ان مقدموں سے بچا لیں جو ان پر چلنے والے ھیں۔ سخت انقلابی اور فوجی نظم قائم رکھو۔

محاذ کی رجمنٹیں دشمن سے سرکاری طور پر التوائے جنگ کے سمجھوتے کی بات‌چیت کرنے کے لئے فوراً اپنے نمائندے چن لیں۔

عوامی کمیساروں کی کونسل تم کو اس بات کا اختیار دیتی ھے۔

مفاھمتی گفتگو کے ھر قدم سے ھمیں ھر امکانی طریقے سے مطلع کرو۔ التوائے جنگ کے مختتم سمجھوتے پر دستخط کا اختیار صرف عوامی کمیساروں کی کونسل کو ھے۔

سپاهیو! امن کا کاز تمهارے هاته میں هے! چوکسی، تحمل اور جوش کی ضرورت هے اور پهر امن کے مقصد کی جیت هوگی!

روسی ریپبلک کی حکومت کی طرف سے

عوامی کمیساروں کی کونسل کے صدر
و۔ اولیانوف (لینن)

فوجی امور کے عوامی کمیسار اور اعلی کمانڈر کریلینکو

۹ (۲۲) نومبر ۱۹۱۷ء کو لکھا گیا۔ ۹ (۲۲) نومبر ۱۹۱۷ء کو اخبار ''مزدور اور سپاهی،، کے شماره ۲۰ میں شایع هوا

لینن کی تصانیف کا چوتها روسی ایڈیشن، جلد ۲۶، صفحات ۲۷۹ — ۲۸۰

فوجی بحری بیڑے کی
پہلی کل روس کانگرس میں
تقریر سے

۲۲ نومبر (۵ دسمبر) ۱۹۱۷ء

''اب میں جنگ کے سوال کی طرف آتا ہوں۔ ہم نے اس جنگ کے خلاف باعزم جدوجہد شروع کردی ہے جو لٹیروں کے درمیان مال غنیمت کی تقسیم پر ہو رہی ہے۔ اب تک تمام پارٹیاں اس جدوجہد کے بارے میں کہہ چکی ہیں لیکن کوئی بھی لفاظی اور مکاری سے آگے نہیں بڑھی ہے۔ اب امن کی جدوجہد شروع ہوئی ہے۔ یہ جدوجہد سخت ہے۔ اگر کسی کو یہ خیال تھا کہ امن آسانی سے مل سکتا ہے، کہ امن کا ذکر کرتے ہی بورژوازی پلیٹ میں رکھ کر ہمیں اس کو نذر میں پیش کریگی، تو وہ بہت ہی بھولا آدمی ہے۔ جس نے اس خیال کو بالشویکوں سے منسوب کیا اس کا مقصد دھوکا دینا تھا۔ سرمایہ‌دار لوٹ‌مار کی تقسیم میں ایک دوسرے سے دست‌وگریبان ہیں۔ یہ بات بالکل صاف ہے کہ جنگ کو روکنے کا مطلب سرمائے کو شکست دینا ہے اور سوویت اقتدار نے اسی خیال کو لیکر اپنی جدوجہد شروع کی ہے۔ ہم نے خفیہ معاہدوں کو شایع کر دیا ہے اور ان کو برابر شایع کرتے رہیں گے۔ کوئی بھی بدی اور جھوٹ ہم کو یہ کرنے سے نہیں روک سکے گا۔ بورژوا حضرات غصے سے گرجتے ہیں کیونکہ عوام دیکھ سکتے ہیں کہ ان کو خونیں لڑائی میں کس

لئے جھونکا جاتا ہے۔ بورژوازی ایک نئی جنگ کی دھمکی دیکر ملک کو ڈرا رہی ہے جس میں روس تن تنہا رہ جائیگا۔ لیکن ہم اس سخت نفرت کیوجہ سے نہیں رکیں گے جس کا اظہار بورژوازی ہمارے لئے اور ہماری امن کی تحریک کے لئے کر رہی ہے۔ بورژوازی ایک دوسرے کے خلاف جنگ کے چوتھے سال میں قوموں کو جھونکنے کی کوشش کر لے! اس کو اس میں کامیابی نہیں ہوگی۔ صرف روس میں نہیں بلکہ جنگ میں حصہ لینےوالے تمام ملکوں میں ان کی سامراجی حکومتوں کے خلاف جدوجہد پیدا ہو رہی ہے۔ حتی کہ جرمنی میں، جہاں سامراجی دسیوں برسوں سے اس کو فوجی کیمپ میں تبدیل کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں، جہاں عوامی ناراضگی کی ذرا سی علامت کو شروع ہی میں کچل دینے کے لئے حکومت کی پوری مشینری استعمال کی جاتی ہے، وہاں بھی بحری بیڑے کی کھلی بغاوت تک نوبت پہنچ چکی ہے۔ اس بغاوت کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے آدمی کو جرمنی میں پولیس کی دہشت انگیزی کے متعلق جاننے کی ضرورت ہے۔ بہرحال، انقلاب حکم دینے سے تو نہیں آتے۔ انقلاب نتیجہ ہوتا ہے عوام کی ناراضگی بھڑک اٹھنے کا۔ حالانکہ رومانوف اور راسپوتین (٦) جیسے قابل رحم، نیم پاگل لوگوں کے گروہ سے نبٹنا آسان تھا لیکن جرمنی کے تاجدار اور بے تاج سامراجیوں کے منظم اور طاقتور گروہ کے خلاف جدوجہد کرنا کہیں زیادہ مشکل ہے۔ لیکن ہم تمام ملکوں کے محنت کشوں کے انقلابی طبقے کے ساتھ مل کر کام کر سکتے ہیں اور ہمیں کرنا چاہئے۔ یہی راستہ سوویت حکومت نے اختیار کیا جب اس نے خفیہ معاہدوں کو مشتہر کرکے یہ دکھا دیا کہ تمام ملکوں کی حکومتیں لٹیری ہیں۔ یہ لفظی پروپیگنڈا نہیں بلکہ عملی پروپیگنڈا ہے۔،،
(پرزور تالیاں۔)

پھر مقرر نے صلح کی گفتگو (٧) کے سوال کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا:

’’جب جرمنوں نے ہمارے اس مطالبے کا جواب کہ فوجیں مغربی اور اطالوی محاذ کو منتقل نہ کی جائیں ٹال مٹول سے دیا تو ہم نے گفتگو ختم کر دی اور اس کی تجدید بعد کو کریں گے۔ اور جب ہم اس کا ساری دنیا کے سامنے اعلان کریں گے تو ہر جرمن مزدور

کو پتہ چلے گا کہ صلح کی گفتگو ختم ہو جانے میں ہمارا کوئی قصور نہ تھا ۔ اگر ہم یہ تصور کر لیں کہ جرمن مزدور طبقہ اپنے لٹیرے سامراجیوں کی حکومت کی حمایت کریگا اور ہم کو جنگ جاری رکھنے کی ضرورت پیش آئے گی تو روسی عوام، جنھوں نے زبان پر حرف شکایت لائے بغیر اپنا خون بہایا ہے، یہ جانے بغیر کہ وہ کیوں اور کن مقاصد کے لئے لڑ رہے ہیں اس حکومت کی مرضی پوری کی ہے جو ان پر ظلم کر رہی تھی، وہ روسی عوام سوشلزم کے لئے لڑنے کے واسطے، اس آزادی کے لئے جنگ کی غرض سے جس کے خلاف بین اقوامی بورژوازی نے اپنی سنگینیں تان لی ہیں دس گنے جوش اور دس گنی بہادری سے لڑیں گے ۔ بہرحال، ہم محنت کش لوگوں کے بین‌اقوامی اتحاد پر بھروسہ رکھتے ہیں ۔ یہ لوگ سوشلزم کی جدوجہد میں تمام رکاوٹوں اور مشکلوں کو دور کردیں گے ۔،، (پرزور تالیاں ۔)

مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے ''ایزویستیا،، کے شمارے ۲۳۵ میں ۲۵ نومبر ۱۹۱۷ء کو شایع ہوا

لینن کی تصانیف کا چوتھا روسی ایڈیشن، جلد ۲۶، صفحات ۳۱۱ — ۳۱۰

کرنل روبنس (۸) کے نام خط

۱۳ مئی ۱۹۱۸ء

کرنل روبنس کو

ڈیر مسٹر روبنس،

میں آپ کو امریکہ کے ساتھ اپنے معاشی تعلقات (۹) کا ابتدائی منصوبہ بھیج رہا ہوں۔ یہ ابتدائی منصوبہ تفصیلی طور پر ہماری قومی معیشت کی اعلی کونسل کے بیرونی تجارت کے کمیشن نے تیار کیا ہے۔

میرے خیال میں یہ ابتدائی منصوبہ امریکی وزارت‌خارجہ اور امریکی برآمدی ماہرین کے ساتھ آپ کی بات چیت میں کارآمد ہو سکتا ہے۔

بے حد شکرئے کے ساتھ

آپ کا پرخلوص لینن

پہلی مرتبہ ۱۹۲۰ء میں انگریزی زبان میں شایع کیا گیا۔
دیکھئے «Russian—American Relations. March, 1917—March 1920. Documents and papers.» New York, p. 204

روسی زبان میں پہلی مرتبہ ۱۹۵۷ء میں ''سوویت یونین کی خارجہ پالیسی کی دستاویزیں،، نامی کتاب میں شایع کیا گیا (ماسکو)۔ جلد ۱، صفحات ۲۹۹ — ۳۰۰

امریکی جرنلسٹ کے سوالوں کا جواب (۱۰)

میں پانچ سوالوں کا جواب جو مجھ سے کئے گئے تھے یہ تحریری وعدہ پورا کرنے کی شرط پر دے رہا ہوں کہ میرے مکمل جواب ریاستہائے متحدہ امریکہ کے سو سے زیادہ اخباروں میں شایع کئے جائیں گے۔

۱ — سوویت حکومت کا سرکاری پروگرام اصلاحی نہیں بلکہ انقلابی ہے۔ اصلاحات ایسی چھوٹ ہیں جو حکمراں طبقے سے حاصل کی جاتی ہیں اور اس کی حکومت برقرار رہتی ہے۔ انقلاب کا مطلب حکمراں طبقے کو ختم کرنا ہے۔ اسلئے اصلاحی پروگراموں میں عام طور پر جزوی اهمیت کی بہت سی باتیں ہوتی ہیں۔ ہمارے انقلابی پروگرام میں صحیح طور پر ایک عام بات ہے یعنی جاگیرداروں اور سرمایہداروں کے جوئے کا خاتمہ، ان کے اقتدار کا تختہ الٹنا اور ان استحصال کرنے والوں سے محنت کش لوگوں کی نجات۔ اس پروگرام کو ہم نے کبھی نہیں بدلا ہے۔ کچھ ایسے جزوی اقدامات میں اس مقصد سے تبدیلی کی گئی ہے کہ پروگرام کو پورا کیا جائے۔ ان کی گنتی کے لئے پورے دفتر کی ضرورت ہے۔ میں صرف یہ کہونگا کہ ایک اور عام نکتہ ہماری حکومت کے پروگرام میں ہے جس کی وجہ سے شاید جزوی اقدام میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ یہ نکتہ استحصال کرنے والوں کی مزاحمت کو دبانا ہے۔ ۲۵ اکتوبر (۷نومبر) ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے بعد ہم نے بورژوا اخباروں تک کو نہیں بند کیا اور کسی دہشتانگیزی کا ذکر نہیں تھا۔ ہم نے نہ صرف کیرینسکی کے بہت سے وزیروں کو رہا کر دیا بلکہ کراسنوف

کو بھی چھوڑ دیا جس نے ہم سے جنگ کی تھی۔ جب استحصال کرنےوالوں یعنی سرمایہ‌داروں نے اپنی مزاحمت بڑھائی صرف اس وقت ہم نے ان کی مزاحمت کچلنا شروع کی اور دھشت کا بھی استعمال کیا۔ یہ تھا پرولتاریہ کا جواب بورژوازی کی ایسی کارروائیوں پر جیسے جرمنی، برطانیہ، جاپان، امریکہ اور فرانس کے سرمایہ‌داروں سے سازش تاکہ روس میں استحصال کرنےوالوں کا راج بحال کیا جاسکے، برطانیہ اور فرانس کے پیسے سے چیکوسلوواکیا کے لوگوں کو رشوت دینا اور جرمنی اور فرانس کے پیسے سے مینرھائم اور دینیکن وغیرہ کو رشوت پہنچانا وغیرہ (۱۱) - تازہ‌ترین سازشوں میں سے ایک یہ تھی جس کی وجہ سے ''تبدیلی،، ہوئی، بلکہ بالکل ٹھیک یہ کہنا ہوگا جس کا نتیجہ پیتروگراد کی بورژوازی کے خلاف زیادہ دھشت تھی، یعنی بورژوازی نے مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کے ساتھ مشترکہ کارروائی کی۔ ان کی سازش کا تعلق پیتروگراد کو دشمن کے حوالے کرنے، کراسنایا گورکا پر سازش کرنےوالے افسروں کے قبضے اور سوئٹزرلینڈ کے سفارت‌خانے کے ملازمین اور بہت سے روسی ملازمین کو رشوت پہنچانے وغیرہ سے تھا جو برطانیہ اور فرانس کے سرمایہ‌دار دے رہے تھے۔

۲ — ہماری سوویت ریپبلک ہندستان، افغانستان اور روس سے باھر کے دوسرے اسلامی ملکوں میں بھی وھی کچھ کرتی ھے جو وہ خود روس میں رھنے والے بےشمار مسلمانوں اور دوسری غیر روسی قومیتوں کے ساتھ کرتی ھے۔ مثال کے طور پر ہم نے بشکیریا کے عوام کو روس کے اندر اپنی ایک خودمختار ریپبلک قائم کرنے کے قابل بنا دیا۔ ہم ہر قومیت کی خودمختاری اور آزاد ارتقا میں اور مختلف دیسی زبانوں میں ادب کے پھلنے پھولنے، بڑھنے اور پھیلنے میں ہر ممکن طریقے سے مدد کر رہے ہیں۔ ہم اپنے سوویت دستوراساسی کا ترجمہ کر رہے ہیں اور اسے مقبول‌عام بنا رہے ہیں — اور یہ دستوراساسی ھے جو بدقسمتی سے نوآبادیات کے اور ساری دست‌نگر، مظلوم و مجبور اور غیر مساوی قوموں کے ایک ارب لوگوں کے لئے بورژوا ''جمہوری،، ملکوں کے ''مغربی یورپی،، یا امریکی قسم کے دستورھائے اساسی سے زیادہ کشش اور جاذبیت رکھتا ھے کیونکہ اس قسم کے دستورھائے اساسی تو اس لئے ہوتے ہیں کہ وہ زمین اور سرمائے کی شخصی ملکیت کو استوار

اور مستحکم کریں، یعنی خود اپنے ملکوں کے محنت کشوں کو دبانے اور کچلنے کو اور افریقہ، ایشیا وغیرہ کی نوآبادیوں کے کروڑوں باسیوں کو دبانے اور ستانے میں اور زیادہ شدت اور تیزی پیدا کرنے میں مٹھی بھر ''مہذب،، سرمایہ‌داروں کی مدد کریں۔

۳ — جہاں تک ریاستہائے متحدہ امریکہ اور جاپان کا تعلق ہے ہمارا پہلا سیاسی مقصد یہ ہے کہ ہم روس پر ان کے شرمناک، مجرمانہ اور سفاکانہ حملے کو پیچھے ڈھکیل دیں جو صرف ان کے سرمایہ‌داروں کو امیر بنانے میں کام آتا ہے۔ ہم نے متعدد بار ان دونوں ملکوں سے صلح کی سنجیدہ تجویزیں پیش کیں لیکن انہوں نے ان کا جواب تک نہیں دیا اور ہمارے خلاف لڑائی جاری کئے ہوئے ہیں، دینیکن اور کولچاک (۱۲) کی مدد کر رہے ہیں، مورمان اور ارخانگیلسک کو لوٹ رہے ہیں اور مشرقی سائبیریا کو خاص طور سے تباہ کر رہے ہیں جہاں روسی کسان جاپان اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے سرمایہ‌دار لٹیروں کے خلاف بڑی بہادری سے لڑ رہے ہیں۔

ہمارا مزید سیاسی اور معاشی مقصد تمام قوموں سے، جن میں ریاستہائے متحدہ امریکہ اور جاپان بھی شامل ہیں، بلا استثنا تمام ملکوں کے مزدوروں اور محنت کش لوگوں سے، برادرانہ اتحاد ہے۔

۴ — ہم نے بہت سے موقعوں پر ان شرائط کی بالکل ٹھیک، صاف اور تحریری وضاحت کی ہے جن پر ہم کولچاک، دینیکن اور مینرھائم سے صلح کرنا چاہتے ہیں۔ مثلاً بلیٹ (۱۳) سے جو ریاستہائے متحدہ امریکہ کی طرف سے ہم سے مفاھمتی گفتگو کر رہے تھے (اور ذاتی طور پر مجھ سے ماسکو میں) اور نانسن (۱۴) کے خط وغیرہ میں۔ یہ ہمارا قصور نہیں ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ اور دوسرے ملکوں کی حکومتیں ان تحریروں کو پورا پورا شایع کرنے سے ڈرتی ہیں اور لوگوں سے سچ کو چھپاتی ہیں۔ میں صرف اپنی بنیادی شرط کی یاد دلاؤنگا: ہم فرانس اور دوسرے ملکوں کے تمام قرض ادا کرنے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ واقعی صلح ہو، محض لفظی نہیں یعنی اس پر برطانیہ، فرانس، ریاستہائے متحدہ امریکہ، جاپان اور اٹلی کی حکومتیں باقاعدہ دستخط کریں اور اس کی تصدیق کیونکہ دینیکن،

کولچاک، مینرهائم وغیره تو ان حکومتوں کے هاتھ میں محض شطرنج کے مہرے هیں۔

۵ — سب سے زیادہ میں مندرجہ ذیل بات امریکی پبلک سے کہنا چاهتا هوں:

جاگیرداری کے مقابلے میں سرمایہ‌دارانہ نظام ''آزادی،،، ''مساوات،،، ''جمہوریت،، اور ''تمدن،، کی سڑک پر تاریخی لحاظ سے پیش‌قدمی تھا۔ پھر بھی سرمایہ‌دارانہ نظام اجرت کی غلامی کا، موجودہ دور کے غلام مالکوں، جاگیرداروں اور سرمایہ‌داروں کی حقیر سی اقلیت کے هاتھوں کروڑوں محنت کشوں، مزدوروں اور کسانوں کی غلامی کا نظام تھا اور اب بھی ھے۔ بورژوا جمہوریت نے جاگیرداری کے مقابلے میں اس معاشی غلامی کی صورت بدل دی، اس کے لئے ایک شاندار پردہ بنا دیا لیکن اس کی خاصیت کو نہ تو بدلا اور نہ بدل سکتا تھا۔ سرمایہ‌داری اور بورژوا جمہوریت اجرت کی غلامی هیں۔

ٹکنالوجی کی زبردست ترقی نے عام طور پر اور ذرائع ٹرانسپورٹ کی ترقی نے خاص طور پر، سرمائے اور بینکوں کے زبردست اضافہ کے ساتھ مل کر سرمایہ‌دارانہ نظام کو پختہ سے پختہ‌تر کیا۔ وہ اپنی عمر پوری کرنے کے باوجود زندہ ھے۔ وہ انسانی ترقی کے لئے انتہائی رجعت پسندانہ رکاوٹ بن گیا ھے۔ وہ مٹھی‌بھر کروڑ پتیوں اور ارب‌پتیوں کے هاتھ میں قطعی طاقت بن کر رہ گیا ھے جو پوری پوری قوموں کو یہ طے کرنے کے لئے خون میں نہلا دیتے هیں کہ آیا جرمن یا برطانوی فرانسیسی لٹیروں کا گروہ سامراج کی لوٹ، نوآبادیوں پر اقتدار، مالیاتی ''حلقہ هائے اثر،،، یا ''حکمرانی کے اختیارات،، وغیرہ حاصل کرے۔

۱۸ — ۱۹۱۴ء کی جنگ میں کروڑوں آدمی اس وجہ سے اور صرف اسی وجہ سے مارے گئے یا لنج اپاهج هو گئے۔ اس حقیقت کا شعور ناقابل تسخیر طاقت اور تیزی سے تمام ملکوں کے محنت کشوں میں پھیل رہا ھے اور اس وجہ سے اور بھی زیادہ ھے کہ جنگ هر جگہ بےمثال تباهی کا باعث هوئی اور هر جگہ، حتی کہ ''فاتح،، قوموں کو بھی جنگ کے قرضوں کا سود ادا کرنا پڑا۔یہ سود کیا ھے؟ یہ لاکھوں انسانوں کا ان کروڑپتی حضرات کو خراج ھے جنھوں نے مہربانی کرکے لاکھوں کروڑوں مزدوروں اور کسانوں کو اس بات کی اجازت دی

کہ وہ سرمایہداروں کے منافع کی تقسیم کا سوال طے کرنے کے لئے ایک دوسرے کی جانیں لیں اور اپاہج بنائیں۔

سرمایہدارانہ نظام کی تباھی ناگزیر ہے۔ عوام کی انقلابی بیداری ہر جگہ پھیلتی جارھی ہے۔ اس کی ہزاروں نشانیاں ھیں۔ ایک چھوٹی سی نشانی جو اگرچہ غیراہم ہے لیکن عام آدمی کے لئے متاثر کن ہوگی وہ ناول ھیں جو ھنری باربیوس نے لکھے ھیں («Le feu» اور «Clarté») جو لڑائی پر جاتے وقت ایک پرامن، منکسر مزاج، قانون کا پابند، نچلے متوسط طبقے کا عامیانہ خیال کا تنگ نظر آدمی تھا۔

سرمایہدار اور بورژوازی ''زیادہ سے زیادہ ،، کسی ملک میں لاکھوں مزدوروں اور کسانوں کی مزید بھینٹ چڑھا کر سوشلزم کی فتح کو ملتوی رکھ سکتے ھیں لیکن وہ سرمایہدارانہ نظام کو بچا نہیں سکتے۔ سوویت ریپبلک نے سرمایہدارانہ نظام کی جگہ لےلی ہے، وہ ریپبلک جو محنت کشوں کو اور صرف محنت کشوں کو اقتدار دیتی ہے جو پرولتاریہ کو محنت کشوں کی نجات کے لئے رہنمائی سونپتی ہے، جو زمین، فیکٹریوں اور دوسرے ذرائع پیداوار کی نجی ملکیت کو ختم کرتی ہے کیونکہ یہی نجی ملکیت چند لوگوں کے ھاتھوں بہت سے لوگوں کے استحصال کا سرچشمہ ہے، عام غریبی کا سرچشمہ ہے، قوموں کے درمیان سفاکانہ جنگوں کا سرچشمہ ہے، ایسی جنگوں کا جو صرف سرمایہداروں کی تجوریاں بھرتی ھیں۔

بینالاقوامی سوویت ریپبلک کی فتح قطعی ہے۔

آخر میں ایک چھوٹی سی مثال ہے: امریکی بورژوازی اپنے ملک کی آزادی، مساوات اور جمہوریت کی ڈینگ مارکر عوام کو دھوکہ دے رھی ہے۔ لیکن نہ تو یہ اور نہ کوئی دوسری بورژوازی اور نہ دنیا کی کوئی حکومت حقیقی آزادی، مساوات اور جمہوریت کی بنیاد پر ھماری حکومت سے مقابلہ کر سکے گی۔ وہ ڈرے گی۔ فرض کیجئے کہ ایک سمجھوتہ ھماری حکومت اور کسی حکومت کو یہ آزادی دیتا ہے کہ حکومت کی طرف سے کسی زبان میں ایسے پمفلٹ شایع کئے جائیں جن میں مذکورہ ملک کے قوانین، آئین اور دوسروں پر اس کی فوقیت کی وضاحت ہو۔

دنیا کی کوئی بورژوا حکومت ایسا پرامن، مہذب، آزاد، مساوی اور جمہوری معاہدہ ہمارے ساتھ کرنے کی جرأت نہیں کریگی۔

کیوں؟ کیونکہ وہ سب، سوائے سوویت حکومتوں کے، جور و ظلم سے اور عوام کو دھوکے میں مبتلا رکھ کر برسر اقتدار ھیں۔ لیکن ۱۹۱۴ - ۱۸ ء کی عظیم جنگ نے اس عظیم دھوکے کا پردہ فاش کر دیا ھے۔

لینن

۲۰ جولائی ۱۹۱۹ ء

اخبار ''پراودا،،	لینن کی تصانیف کا
شمارہ ۱۶۲،	چوتھا روسی ایڈیشن،
۲۵ جولائی ۱۹۱۹ ء	جلد ۲۹، صفحات ۳۸۰ - ۳۷۶

امریکی مزدوروں سے

ساتھیو، تقریباً ایک سال گذرے میں نے "امریکی مزدوروں کے نام خط"،(۱۵) (۲۰ اگست ۱۹۱۸ ء) میں آپ سے سوویت روس کی صورت حال اور اس کے فریضوں کی وضاحت کی تھی۔ یہ جرمنی کے انقلاب سے پہلے کی بات ہے۔ اس کے بعد عالمی واقعات نے اس تخمینے کی تصدیق کی جو بالشویکوں نے ۱۸ — ۱۹۱۴ ء کی سامراجی جنگ کے لئے بالعموم اور اتحاد ثلاثہ کے سامراج کے متعلق بالخصوص پیش کیا تھا۔ اس وقت سے سوویت اقتدار نے تمام دنیا کے مزدوروں کے دل و دماغ پر کافی زیادہ اثر کیا ہے اور قابل فہم بن گیا ہے۔ ہر جگہ مزدوروں کی کثیر تعداد کو پرانے، تنگ نظر قوم‌پرستی اور موقع‌پرستی میں ڈوبے ہوئے لیڈروں کے اثر کے باوجود، یہ یقین ہو گیا ہے کہ بورژوا پارلمینٹیں فرسودہ ہو چکی ہیں اور سوویت اقتدار، محنت کشوں کا اقتدار، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ انسانیت کو سرمایہ‌داری کے جوئے سے نجات دلانے کےلئے ضروری ہے۔ سوویت اقتدار کی ساری دنیا میں فتح ہوگی، تمام ملکوں کی بورژوازی چاہے جتنا سر دھنے اور پاگلوں کی طرح دانت پیسے۔ وہ روس کو خون سے رنگ رہی ہے، ہم سے لڑ رہی ہے، رجعت‌پسندوں کو ہمارے اوپر للکار رہی ہے جو سرمایہ‌داری کا جوا پھر ہمارے کندھوں پر رکھنا چاہتے ہیں۔ بورژوازی ناکہ‌بندی اور رجعت‌پسندوں کی حمایت کے ذریعہ روس کے محنت کش عوام کو بڑی اذیت پہنچا رہی ہے لیکن ہم نے کولچاک کو کچل دیا ہے اور فتح کے مکمل یقین کے ساتھ دینیکن سے لڑ رہے ہیں۔

ن ۔ لینن

۲۳ ستمبر ۱۹۱۹ ء

* * *

اکثر مجھ سے سوال کیا جاتا ہے کہ کیا وہ امریکی حق پر ہیں جن میں صرف مزدور نہیں بلکہ خاص طور پر وہ بورژوا ہیں، جو روس سے جنگ کے خلاف ہیں جب وہ ہم سے معاهدۂ امن کی صورت میں صرف تجارتی تعلقات پھر سے قائم کرنے کی توقع نہیں رکھتے بلکہ روس میں خصوصی مراعات پانے کے امکانات بھی دیکھتے ہیں۔ میں دھراتا ہوں کہ وہ حق پر ہیں۔ مضبوط معاهدۂامن روس میں محنت کش عوام کی پوزیشن کو اتنا سہل بنا دےگا کہ یہ عوام قطعی طور پر، خصوصی مراعات دینے پر بھی راضی ہو جائیں گے۔ معقول شرائط پر ایسے مراعات ہم بھی دینا چاهتے ہیں جن سے زیادہ ترقی‌یافتہ ملکوں کی ٹکنیکی مدد روس کی طرف اس دور میں کھنچ سکے جب سوشلسٹ اور سرمایہ‌دار ریاستوں کا وجود ساتھ ساتھ رہےگا۔

۲۳ ستمبر ۱۹۱۹ء

ن۔ لینن

Soviet Russia نامی انگریزی زبان کے رسالےکے شمارہ ۳۰ میں ۲۷ دسمبر ۱۹۱۹ ءکو شایع ہوا اور پہلی بار روسی زبان میں ''پراودا،، کے شمارہ ۳۰۸ میں ۷ نومبر ۱۹۳۰ ء کو چھپا

لینن کی تصانیف کا چوتھا روسی ایڈیشن، جلد ۳۰، صفحات ۲۱ — ۲۰

امریکی اخبار The Chicago Daily News کے نامہ‌نگار کے سوالوں کا جواب

۵ اکتوبر ۱۹۱۹ء

میری خراب انگریزی زبان کے لئے مجھے معاف کیجئےگا۔ میں بڑی خوشی سے آپ کے سوالوں کا جواب دونگا۔

۱ — امن کے مسئلے کے متعلق سوویت حکومت کی موجودہ پالیسی کیا ہے؟

۲ — عام طور پر امن کے شرائط کے متعلق سوویت روس کی تجاویز کیا ہیں؟

ہماری امن کی پالیسی پہلے جیسی ہے، یعنی ہم نے مسٹر بلیٹ کی امن کی تجویز (۱۶) مان لی ہے۔ ہم نے اپنے امن کے شرائط میں کبھی تبدیلی نہیں کی (دوسرا سوال) وہی جو مسٹر بلیٹ کے ساتھ ملکر تیار کئے گئے تھے۔

ہم نے مسٹر بلیٹ کے آنے سے پہلے بھی کئی بار سرکاری طور پر اتحاد ثلاثہ سے امن کی تجویز کی۔

۳ — کیا سوویت حکومت اس بات کی قطعی گارنٹی دیتی ہے کہ وہ غیرملکوں کے اندرونی حالات میں مداخلت نہ کریگی؟

ہم یہ ضمانت دینے کے لئے تیار ہیں۔

۴ — کیا سوویت حکومت یہ بات ثابت کرنے کے لئے تیار ہے کہ وہ روسی قوم کی اکثریت کی نمائندگی کرتی ہے؟

ہاں، سوویت حکومت دنیا کی تمام حکومتوں میں سب سے زیادہ جمہوری ہے۔ ہم اس کو ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں۔

۵ — امریکہ سے معاشی تعلقات کے سمجھوتے کے متعلق سوویت حکومت کی کیا پوزیشن ہے؟

ہم امریکہ سے معاشی سمجھوتہ قطعی چاہتے ہیں — تمام ملکوں سے لیکن خاص طور سے امریکہ سے۔

اگر ضرورت ہو تو ہم آپ کو اپنے امن کے شرائط کا پورا مسودہ دے سکتے ہیں جو ہماری حکومت نے مسٹر بلیٹ کے ساتھ مل کر تیار کیا ہے۔

ولادیمیر اولیانوف (ن۔ لینن)

امریکی اخبار *The Chicago Daily News*
کے شمارہ ۲۰۷ میں
۲۷ اکتوبر ۱۹۱۹ء میں
اور روسی زبان میں ۱۹۳۲ء میں
شایع ہوا

لینن کی تصانیف کا
چوتھا روسی ایڈیشن،
جلد ۳۰، صفحات ۳۳ — ۳۲

روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی آٹھویں کل‌روس کانفرنس میں بین‌اقوامی سیاست کے مسئلے پر قرارداد کا مسودہ(۱۷)

روسی سوشلسٹ فیڈرل سوویت ریپبلک تمام قوموں کے ساتھ امن سے رہنا اور اپنی تمام کوششیں اندرونی تعمیر میں لگانا چاہتی ہے تاکہ پیداوار، ٹرانسپورٹ اور سماجی انصرام کو سوویت نظام کی بنیاد پر بحال کیا جا سکے جس میں ابھی تک اتحاد ثلاثہ کی مداخلت اور بھوکوں مارنے والی ناکہ‌بندی حائل تھی۔

مزدور کسان حکومت نے اتحاد ثلاثہ کی طاقتوں کے سامنے صرف ایک بار صلح کی تجویز نہیں پیش کی۔ مثلاً ۵ اگست ۱۹۱۸ء کو خارجہ امور کی عوامی کمیساریت کی اپیل امریکی نمائندے مسٹر پول سے؛ ۲۴ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو صدر امریکہ ولسن سے؛ ۳ نومبر ۱۹۱۸ء کو غیرجانبدار ملکوں کے نمائندوں کے ذریعہ اتحاد ثلاثہ کے تمام ملکوں سے؛ ۷ نومبر ۱۹۱۸ء کو سوویتوں کی چھٹی کل روس کانگرس کے نام سے؛ ۲۳ دسمبر ۱۹۱۸ء کو اسٹاک‌ھوم میں لیتوینوف کا نوٹ اتحاد ثلاثہ کے تمام نمائندوں کے نام۔ اس کے بعد ۱۲ جنوری، ۱۷ جنوری، ۴ فروری ۱۹۱۹ء کی اپیلیں اور ۱۲ مارچ ۱۹۱۹ء کو بلیٹ کے ساتھ سمجھوتے کا مسودہ، ۷ مئی ۱۹۱۹ء کو نانسن کے ذریعہ۔

عوامی کمیساروں کی کونسل اور خارجہ امور کی عوامی کمیساریت کے ان متعدد اقدامات کی مکمل تصدیق کرتے ہوئے سوویتوں کی ساتویں

کانگرس ایک بار پھر امن کی اٹل خواهش کی تصدیق کرتی ہے، ایک بار پھر اتحاد ثلاثہ کی تمام طاقتوں، انگلستان، فرانس، ریاستہائے متحدہ امریکہ ، اٹلی، جاپان کے سامنے اجتماعی اور انفرادی طور پر یہ تجویز پیش کرتی ہے کہ صلح کی گفتگو فوراً شروع کر دی جائے اور کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی کو، عوامی کمیساروں کی کونسل اور خارجہ امور کی عوامی کمیساریت کو یہ کام سپرد کرتی ہے کہ وہ اس امن کی پالیسی کو باقاعدہ جاری رکھیں (یا : امن کی پالیسی باقاعدہ جاری رکھیں اور اس کی کامیابی کے لئے ہر امکانی اقدام کریں) -

۲ دسمبر ۱۹۱۹ء کو
لکھا گیا اور پہلی
مرتبہ ۱۹۳۲ء میں
شایع ہوا

لینن کی تصانیف
کا چوتھا روسی
ایڈیشن، جلد ۳۰،
صفحات ۱۷۰ — ۱۶۹

سوویتوں کی ساتویں کل‌روس کانگرس میں کل‌روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی اور عوامی کمیساروں کی کونسل کی رپورٹ

(اقتباس)

۵ دسمبر ۱۹۱۹ء

ساتھیو، جو کچھ ھماری بین‌اقوامی فتوحات کی بابت میں نے کہا ھے اس سے نتیجہ یہ نکلتا ھے — اور مجھے محسوس ھوتا ھے کہ مجھے اس کے متعلق بہت کچھ نہیں کہنا پڑیگا — کہ ھمیں انتہائی عملی اور پرسکون طریقے سے اپنی امن کی تجویز کو دھرانا چاھئے۔ ھمیں یہ کرنا چاھئے کیونکہ ھم اس طرح کی تجویز متعدد بار پیش کر چکے ھیں۔ اور جتنی بار ھم نے ایسا کیا ھر تعلیم یافتہ انسان کی آنکھوں میں چاھے یہ ھمارا دشمن ھی کیوں نہ ھو، ھم نے وقعت حاصل کی اور تعلیم یافتہ انسان کے چہرے پر شرم سے رنگ دوڑ گیا۔ ایسا ھوا جب بلیٹ یہاں آئے، جب کامریڈ چیچیرین (۱۸) ان سے ملے، ان سے اور مجھ سے باتیں ھوئیں اور جب ھم نے چند گھنٹے میں معاھدۂ امن کا ابتدائی مسودہ تیار کرلیا۔ اور انھوں نے ھم کو یقین دلایا (ان لوگوں کو ڈینگ مارنا پسند ھے) کہ بس امریکہ ھی ھے، بھلا امریکی طاقت کے سامنے فرانس کو کون پوچھتا ھے؟ اور جب ھم نے معاھدے پر دستخط کئے تو فرانسیسی اور انگریزی وزیروں نے یہ حرکت کی (لینن نے پیر پٹک کر دکھایا۔ قہقہہ ھوا۔)، بلیٹ کے ھاتھ میں یہ معاھدہ بیکار کاغذ بن گیا اور ان سے کہا گیا ''کس کو یہ توقع تھی کہ تم ایسے بدھو اور احمق ھوگے کہ انگلستان اور

فرانس کی جمہوریت میں یقین کر لوگے!،، (تالیاں ۔) اور نتیجہ یہ ہوا کہ میں نے اسی شمارے میں فرانسیسی زبان میں بلیٹ کے ساتھ معاہدے کا پورا مسودہ پڑھا — اور یہ سب انگریزی اور امریکی اخباروں میں بھی شائع ہوا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے خود اپنے کو ساری دنیا کے سامنے چوروں یا لونڈوں کی حیثیت سے پیش کردیا — جو چاہو سمجھ لو ! (تالیاں۔) اور سب کی ہمدردی ہمارے ساتھ ہو گئی حتی کہ تنگ‌نظر لوگوں کی، انتہائی کم‌تعلیم‌یافتہ بورژوازی کی بھی جب اس نے یاد کیا کہ وہ بھی اپنے زاروں اور بادشاہوں سے لڑی تھی کیونکہ ہم نے عملی طور پر دنیا کے انتہائی سخت امن کے شرائط پر دستخط کر دئے اور کہا ''ہمارے لئے اپنے مزدوروں اور سپاہیوں کا خون بہت قیمتی ہے۔ ہم تم کو سوداگر سمجھ کر امن کے لئے بھاری خراج ادا کریں گے۔ ہم بھاری خراج ادا کریں گے تاکہ مزدوروں اور کسانوں کی زندگی بچا سکیں۔ ،، اس لئے میں خیال کرتا ہوں کہ ہمیں زیادہ باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور آخر میں اس تجویز کا مسودہ (۱۹) پڑھتا ہوں جو سوویتوں کی کانگرس کی طرف سے امن کی سیاست پر عمل کے متعلق ہماری اٹل خواہشوں کا اظہار کرتا ہے۔ (تالیاں۔)

''پراودا،، کے شماروں ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷ میں ۷، ۹، ۱۰ دسمبر ۱۹۱۹ء کو شایع ہوئی

لینن کی تصانیف کا چوتھا روسی ایڈیشن، جلد ۳۰، صفحات ۱۹۹ — ۲۰۰

امریکی خبررساں ایجنسی Universal Service کے برلن کے نامہ‌نگار کارل ویگاند کے سوالوں کے جواب (۲۰)

۱ — ''کیا ہم پولینڈ اور رومانیہ پر حملے کا ارادہ رکھتے ہیں؟،،

نہیں۔ ہم نے انتہائی زوردار طریقے سے اور سرکاری طور پر، عوامی کمیساروں کی کونسل اور کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی کی طرف سے اپنے پرامن ارادوں کا اعلان کردیا ہے۔ یہ بات بہت قابل افسوس ہے کہ فرانس کی سرمایہ‌دار حکومت پولینڈ کو (اور غالباً رومانیہ کو بھی) ہمارے اوپر حملے کے لئے اکسارہی ہے۔ اس کے متعلق تو لیون سے کئی امریکی ریڈیو بھی کہہ چکے ہیں۔

۲ — ''ایشیا میں ہمارے کیا منصوبے ہیں؟،،

وہی جو یورپ میں ہیں: یعنی ان تمام قوموں کے مزدوروں اور کسانوں اور پوری جنتا کے ساتھ پرامن بقائے باہم جو جاگ کر، چونک کر ایک نئی زندگی کی طرف آ رہی ہیں، ایک ایسی زندگی کی طرف جو لوٹ کھسوٹ سے اور زمین‌داروں، سرمایہ‌داروں اور تاجروں کے وجود سے آزاد ہے۔ ۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء کی سامراجی جنگ نے — جو دنیا کے بٹوارے کے لئے انگریزی فرانسیسی (اور روسی) گروہ کے سرمایہ‌داروں کی جرمن آسٹریائی گروہ کے سرمایہ‌داروں سے جنگ تھی — ایشیا کو بیدار کر دیا، چونکا دیا اور دنیا کے دوسرے حصوں کی طرح وہاں بھی

آزادی اور پرامن محنت کی اور مستقبل میں جنگ روکنے کی کوشش میں اور بھی شدت پیدا کر دی۔

۳ — ''امریکہ سے صلح کی بنیاد کیا ہوگی؟،،

امریکی سرمایہ‌دار ہمارا پیچھا چھوڑ دیں۔ ہم بھی ان کو نہ چھیڑینگے۔ ہم ان کو مشینوں اور آلات وغیرہ کے لئے جو ہماری صنعت اور ٹرانسپورٹ کے واسطے کارآمد ہیں سونے تک میں قیمت ادا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم صرف سونے ہی میں نہیں بلکہ خام اشیا کی صورت میں بھی ان کی قیمت دینے کے لئے تیار ہیں۔

۴ — ''ایسی صلح میں کیا رکاوٹیں ہیں؟،،

ہماری طرف سے کوئی نہیں۔ امریکی اور دوسرے سرمایہ‌داروں کی طرف سے سامراج کی شکل میں رکاوٹ ہے۔

۵ — ''امریکہ سے روسی انقلابیوں کو واپس بھیجنے کے بارے میں ہمارے خیالات کیا ہیں؟،،

ہم نے ان کو لے لیا ہے۔ ہم اپنے ملک میں انقلابیوں سے نہیں ڈرتے۔ دراصل ہم کسی سے بھی نہیں ڈرتے اور اگر امریکہ اپنے چند سو یا ہزار شہریوں سے ڈرتا ہے تو ہم اس بات کے لئے بات چیت شروع کر سکتے ہیں کہ ہم ہر اس شہری کو لے لیں جس کو امریکہ خطرناک سمجھتا ہے (ہاں، سوائے جرائم پیشہ لوگوں کے)۔

۶ — ''روس اور جرمنی کے درمیان معاشی اتحاد کے کیا امکانات ہیں؟،،

بدقسمتی سے زیادہ نہیں ہیں۔ شیڈمان کی قسم کے لوگ اچھے اتحادی نہیں ہیں۔ ہم بلااستثنا تمام ملکوں کے ساتھ اتحاد کے حق میں ہیں۔

۷ — ''اتحادیوں کے اس مطالبے کے بارے میں ہمارے خیالات کیا ہیں کہ جنگی مجرموں کو واپس کر دیا جائے؟''

اگر ہم جنگی جرم کی بات سنجیدگی کے ساتھ کرتے ہیں تو تمام ملکوں کے سرمایہ‌دار مجرم ہیں۔ ہمیں آپ سب ایسے زمیندار جن کے پاس سو ہیکٹر سے زیادہ آراضی ہے اور ایک لاکھ فرانک سے زیادہ سرمایہ رکھنےوالے سرمایہ‌دار حوالے کر دیجئے اور ہم ان کو کارآمد محنت کی تربیت دینگے اور ان کو اس قابل بنائیں گے کہ استحصال کرنےوالے اور نوآبادیوں کی تقسیم کے لئے جنگوں کو بھڑکانے والے شرمناک، ذلیل اور خونیں رول سے اپنا ناتہ توڑ لیں۔ تو پھر جنگیں جلد ہی قطعی ناممکن ہو جائیں گی۔

۸ — ''روس کے ساتھ صلح کرنے سے یورپ کی معاشی حالت پر کیا اثر پڑیگا؟''

اناج، پٹسن اور دوسری خام اشیا کے تبادلے میں مشینیں — میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا یہ یورپ کے لئے غیرمفید ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ اس سے فائدہ کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

۹ — ''عالمی طاقت کی حیثیت سے سوویتوں کی آئندہ ترقی کے بارے میں ہماری رائے کیا ہے؟''

ساری دنیا میں مستقبل سوویت نظام کا ہے۔ واقعات نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ آپ صرف ان پمفلٹوں، کتابوں، اشتہاروں اور اخباروں کی بڑھتی ہوئی تعداد، مثال کے لئے سہ‌ماہیوں میں شمار کر لیجئے جو ہر ملک میں سوویتوں کی حمایت یا ہمدردی میں شایع ہو رہے ہیں۔ اس کے سوا اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ ایک مرتبہ شہروں میں مزدور، گاؤں کے مزدور، بےکھیت کسان اور روزانہ اجرت پر کام کرنے والے، اور چھوٹے کسان (یعنی جو اجرت پر محنت کا استحصال نہیں کرتے) — ایک مرتبہ محنت کش عوام کی یہ زبردست اکثریت یہ سمجھ لے کہ سوویت نظام تمام طاقت ان کے ہاتھوں میں دیتا ہے، ان کو زمینداروں اور سرمایہ‌داروں کے جوے سے نجات دلاتا ہے تو

بھلا کوئی کیسے ساری دنیا میں سوویت نظام کی جیت کو روک سکتا ہے؟ کم از کم میں تو اس کو روکنے کا کوئی ذریعہ نہیں جانتا۔

۱۰ — ''کیا روس کو اب بھی باہر سے انقلاب دشمنی کا ڈر ہے؟،،

بدقسمتی سے ہے کیونکہ سرمایہ‌دار احمق اور لالچی ہیں۔ انہوں نے مداخلت کی ایسی متعدد احمقانہ اور حریصانہ کوششیں کی ہیں کہ ہم کو ان کے اعادے سے ڈرنا چاہئے جب تک تمام ملکوں کے مزدور اور کسان اپنے سرمایہ‌داروں کو پوری طرح دو باره تربیت نہ دے لیں۔

۱۱ — ''کیا روس امریکہ کے ساتھ کاروباری تعلقات کے لئے تیار ہے؟،،

ہاں وہ ایسا کرنے کو تیار ہے اور تمام دوسرے ملکوں کے ساتھ بھی۔ استونیا کے ساتھ صلح نے، جس کی باتیں ہم نے بڑی حدتک مان لی ہیں، ہماری اس تیاری کو ثابت کر دیا ہے جو کاروباری تعلقات کے لئے حتی کہ بعض شرائط کے ساتھ صنعتی مراعات کے لئے بھی ہے۔

۱۸ فروری ۱۹۲۰ء

و۔ اولیانوف (ن۔ لینن)

انگریزی زبان میں
New York Evening Journal
کے شمارہ ۱۲۶۷۱ میں ۲۱
فروری ۱۹۲۰ء کو شایع ہوا
روسی زبان میں ''پراودا،،
شمارہ ۱۱۲ میں ۲۲ اپریل
۱۹۵۰ء کو چھپا

لینن کی تصانیف کا چوتھا روسی
ایڈیشن، جلد ۳۰، صفحات
۳۴۰—۳۴۲

انگریزی اخبار Daily Express کے نامہ‌نگار کے سوالوں کا جواب (۲۱)

۱ – ''ناکہ‌بندی اٹھانے کے بارے میں ہمارا رویہ کیا ہے؟،،

ہم اس کو آگے کی طرف ایک بڑا قدم سمجھتے ہیں۔ اس سے ہمارے لئے یہ امکان پیدا ہوتا ہے کہ ہم اس جنگ کی جگہ، جو ہمارے اوپر اتحاد ثلاثہ کی سرمایہ‌دار حکومتوں نے مسلط کی تھی، پرامن تعمیر شروع کریں جو ہمارے لئے سب سے اہم ہے۔ ملک کی معاشی زندگی کی تعمیر نو پر زور دیتے ہوئے، جس کو پہلے درۂ دانیال کے لئے اور پھر نوآبادیوں کے لئے سرمایہ‌داروں کے درمیان جنگ نے، پھر اتحاد ثلاثہ اور روس کے سرمایہ‌داروں کی روسی مزدوروں کے خلاف جنگ نے تباہ کر دیا ہے، ہم سائنس‌دانوں اور ماہرین ٹکنیک کی مدد سے روس کی بجلی بندی کا منصوبہ تیار کر رہے ہیں۔ یہ منصوبہ بہت برسوں کے لئے ہوگا۔ بجلی‌بندی سے روس کا نوجیون ہوگا۔ سوویت نظام کے تحت بجلی‌بندی مختتم فتح ہوگی ہمارے ملک میں کمیونزم کی بنیاد کی، متمدن زندگی کی بنیاد کی جس میں لوٹ کھسوٹ کرنے والے، سرمایہ‌دار، جاگیردار اور سوداگر نہ ہونگے۔

ناکہ‌بندی اٹھنے سے بجلی‌بندی کے منصوبے کو عملی‌جامہ پہنانے میں مدد ملے گی۔

۲ – ''اتحادیوں کے اس فیصلے کا اثر کیا ہوا ہے کہ وہ سوویت حکومت کے حملوں کا جواب نہ دیں گے؟،،

ہمارے اوپر اتحادثلاثہ، اس کے اتحادیوں اور چاکروں نے حملہ کیا یعنی کولچاک، دینیکن اور ہمارے اطراف کے ملکوں کے

سرمایہداروں نے۔ ہم نے کسی پر حملہ نہیں کیا۔ حتی کہ ہم نے استونیا سے مادی قربانیاں کرکے معاہدۂامن کیا۔

ہم بےچینی سے اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ اتحادیوں کے ''فیصلے،، کی تصدیق عمل سے ہو۔ بدقسمتی سے صلح نامۂ ورسائی اور اس کے نتائج یہ دکھاتے ہیں کہ اتحادیوں کے قول ان کے فعل سے مختلف ہیں اور ان کے فیصلوں کی حد کاغذ تک ہے۔

۳ — ''کیا ہم موجودہ صورتحال کو سوویت سیاست کے لئے قابل اطمینان سمجھتے ہیں؟،،

ہاں، کیونکہ سیاست میں ہر موجودہ صورت حال کا مطلب ہے پرانے سے نئے کی طرف عبور۔ اس وقت کی صورت حال کا مطلب بہت سی باتوں میں جنگ سے امن کی طرف عبور ہے۔ ایسی تبدیلی کے ہم خواہاں ہیں۔ اسیلئے اور اسی حد تک ہم موجودہ صورت حال کو قابل اطمینان سمجھتے ہیں۔

۴ — ''اتحادیوں کی طرف سے فوجی اقدامات ختم ہونے کے سلسلے میں ہمارے مقاصد کیا ہیں؟،،

ہمارا مقصد جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے، پرامن معاشی تعمیر ہے۔ اس کا تفصیلی منصوبہ، جو بجلیبندی کی بنیاد پر ہے، اس وقت سائنسدانوں اور ماہرینتکنیک کا کمیشن (بلکہ یہ کہنا ٹھیک ہوگا کہ کئی کمیشن) تیار کر رہا ہے جو فروری ۱۹۲۰ء کے کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے اجلاس کی تجویز کے مطابق ہے۔

۱۸ فروری ۱۹۲۰ء کو لکھا گیا۔ انگریزی زبان میں ۲۳ فروری ۱۹۲۰ء کے *Daily Express* نمبر ۶۱۹۸ میں اور روسی زبان میں پہلی بار ۲۲ اپریل ۱۹۵۰ء کے ''پراودا،، نمبر ۱۱۲ میں شایع ہوا

لینن کی تصانیف کا چوتھا روسی ایڈیشن، جلد ۳۰، صفحات ۳۴۴ — ۳۴۳

امریکی اخبار The World کے نامہ نگار لنکن ائر سے گفتگو (۲۲)

اتحادی ''شطرنج کھیل،، رہے ہیں

یہ رپورٹ پاکر کہ اتحادیوں نے ناکہ‌بندی ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے (۲۳) لینن نے کہا:

''ایسی مبہم تجویز کے خلوص پر یقین کرنا مشکل ہے جبکہ بظاہر اس کے ساتھ ھی پولینڈ کے ذریعہ ہمارے اوپر حملے کی تیاریاں کی جا رہی ہوں۔ پہلی نظر میں اعلی کونسل کی تجویز کافی معقول معلوم ہوتی ہے یعنی روسی کوآپریٹیو تنظیموں کے ذریعہ تجارتی تعلقات پھر سے قائم کرنا۔ لیکن اب تو کوآپریٹیو تنظیموں کا وجود ھی نہیں رہا، ان کو سامان تقسیم کرنےوالے سوویت اداروں سے منسلک کر دیا گیا ہے۔ تو جب اتحادی کوآپریٹیو تنظیموں سے کاروبار کرنے کی بات کرتے ہیں تو ان کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ یقیناً یہ بات صاف نہیں ہے۔

''اس لئے میں کہتا ہوں کہ گہرے تجزئے کے بعد ہم کو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ پیرس کا فیصلہ صرف اتحادیوں کی شطرنج کی چال ہے جس کا مقصد ابھی تک صاف نہیں ہے۔،،

لینن ذرا دیر کے لئے رکے اور پھر ہنسکر کہا:

''مثلاً مارشل فوش کے وارسا کے مجوزہ دورے سے بھی زیادہ ناصاف۔ ''

میں نے سوال کیا کہ کیا وہ پولینڈ کے حملے کے امکانات کو سنگین سمجھتے ہیں؟ (یہ یاد رکھنا چاہئے کہ روس میں اس کا چرچا تھا کہ پولینڈ بالشویکوں کے خلاف حملہ کریگا نہ کہ اس کے برعکس۔)

''بلاشبہ'' لینن نے جواب دیا۔ ''کلیمانسو اور فوش بہت ھی سنجیدہ حضرات ھیں اور ایک نے جارحانہ اسکیم سوچی ھے اور دوسرا اس پر عمل کرنے والا ھے۔ یہ واقعی سنگین خطرہ ھے لیکن ہم نے اس سے زیادہ سنگین خطروں کا مقابلہ کیا ھے۔ ہمیں اس پر خوف سے زیادہ ناامیدی ھے کہ اتحادی اب بھی ناممکن بات کے پیچھے پڑے ھیں۔ کیونکہ پولینڈ کا حملہ بھی روسی مسئلے کو ان کی خواھش کے مطابق اسی طرح حل نہیں کر سکتا جیسے کہ کولچاک اور دینیکن کے حملوں نے اسے طے نہیں کیا ھے۔ یہ بھی یاد رکھئے کہ پولینڈ کی اپنی بھی مشکلات ھیں۔ اور یہ بھی صاف ھے کہ اس کو اپنے پڑوسیوں سے جن میں رومانیہ بھی شامل ھے کوئی مدد نہیں مل سکتی۔ ''

''پھر بھی پہلے کے مقابلے میں اب صلح زیادہ قریب معلوم ھوتی ھے'' میں نے کہا۔

''ھاں، یہ ٹھیک ھے۔ اگر صلح ھمارے ساتھ تجارت کا قدرتی نتیجہ ھے تو اتحادی اس کو زیادہ دن تک نظرانداز نہیں کر سکتے۔ میں نے سنا ھے کہ کلیمانسو کے جانشین ملیران اس پر راضی ھیں کہ وہ روس کے ساتھ تجارتی تعلقات کے مسئلے پر غور کریں۔ شاید یہ فرانسیسی سرمایہداروں میں موڈ کی تبدیلی کا نقیب ھے۔ لیکن انگلینڈ میں چرچل اب بھی مضبوط ھے اور لائڈجارج جو غالباً ہم سے تجارت کرنا چاھتے ھیں چرچل کی پالیسی کی حمایت کرنےوالے سیاسی اور مالیاتی مفادات سے کھلم کھلا ٹکر لینے کا خطرہ مول لینے کی جرائت نہیں کر سکتے۔ ''

ریاستہائے متحدہ امریکہ سوشلسٹوں کو دباتا ہے

''اور امریکہ؟''

''وہاں کیا ہو رہا ہے یہ صاف دیکھنا مشکل ہے۔ آپ کے بینکروں کو ہم سے ہمیشہ سے زیادہ ڈر لگ رہا ہے۔ بہرحال، آپ کی حکومت نہ صرف سوشلسٹوں کے خلاف بلکہ عام طور پر مزدور طبقے کے خلاف کسی اور حکومت کے مقابلے میں، حتی کہ رجعت‌پسند فرانسیسی حکومت کے مقابلے میں زیادہ شدید ظالمانہ اقدام کر رہی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ وہ غیر ملکیوں کو نشانہ بنا رہی ہے۔ پھر بھی، امریکہ غیر ملکوں سے آنے والے مزدوروں کے بغیر کیا ہو سکتا ہے؟ وہ آپ کی معاشی ترقی کے لئے قطعی طور پر ضروری ہیں۔

''بہر نوع کچھ امریکی کارخانےداروں کی سمجھ میں یہ آنے لگا ہے کہ روس سے جنگ کرنے کے مقابلے میں روس میں پیسہ کمانا زیادہ سمجھداری کی بات ہے۔ یہ ایک اچھی علامت ہے۔ ہم کو امریکی صنعتی سامان کی اور کسی دوسرے ملک کے سامان کے مقابلے میں زیادہ ضرورت ہوگی — انجنوں، موٹروں وغیرہ کی۔ ''

''اور آپ کے صلح کے شرائط کیا ہیں؟''

''ان کے بارے میں مزید بات‌چیت بیکار ہے''، لینن نے زور دیکر کہا۔ ''ساری دنیا جانتی ہے کہ ہم ایسے شرائط پر صلح کے لئے تیار ہیں جن کے منصفانہ ہونے سے انتہائی سامراجی سرمایہ‌داروں کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ ہم اپنی امن کی خواہش، امن کی ضرورت کو، غیرملکی سرمائے کو انتہائی فیاضانہ مراعات اور ضمانتیں دینے پر آمادگی کو باربار دہراتے رہے ہیں۔ لیکن ہم امن کے لئے اپنا گلا گھونٹوانا نہیں چاہتے۔

''میں کوئی وجه نہیں دیکھتا که هماری جیسی سوشلسٹ ریاست بلا کسی پابندی کے سرمایهدار ملکوں سے تجارت کیوں نہیں کرسکتی۔ هم سرمایهداروں سے انجن اور زراعتی مشینیں لینے میں کوئی عذر نہیں رکھتے تو پھر ان کو کیوں همارا سوشلسٹ گیہوں، پٹ سن اور پلیٹنم لینے سے انکار هونا چاهئے؟ سوشلسٹ اناج کا مزا بھی دوسرے اناجوں کی طرح هوتا هے، هے نا؟ یه سچ هے که ان کو خوفناک بالشویکوں سے یعنی سوویت حکومت سے تجارتی تعلقات قائم کرنا هوں گے۔ لیکن امریکی کارخانهداروں کے لئے، مثلاً دھات کے کارخانهداروں کے لئے سوویت ملک سے کاروبار کرنا اتنا مشکل نه هوگا جتنا که اتحادثلاثه کی حکومتوں سے جنگ کے زمانے میں لڑائی کا سامان فراهم کرنے کے سلسلے میں کاروبار مشکل تھا۔''

یورپ روس کا محتاج

''اسی وجه سے کوآپریٹیو تنظیموں کے ذریعه روس کے ساتھ پھر سے تجارت شروع کرنے کی بات همکو پرخلوص نہیں معلوم هوتی یا کم از کم صاف نہیں هے۔ یه شطرنج کی ایک چال معلوم هوتی هے نه که ایک کھلی هوئی سیدھی سادی تجویز جس کو فوراً منظور کرکے اس پر عمل درآمد کیا جا سکتا هو۔ مزید برآں، اگر اعلی کونسل ناکهبندی ختم هی کرنا چاهتی هے تو وہ همیں اپنے ارادوں سے کیوں نہیں مطلع کرتی؟ همیں پیرس سے کوئی سرکاری اطلاع نہیں ملی هے۔ تھوڑا بہت جو کچھ بھی هم جانتے هیں وہ همارے ریڈیو سے حاصل کی هوئی اخباری خبریں هیں۔

''اتحادثلاثه اور ریاستہائے متحده کے سیاستداں غالباً یه نہیں سمجھتے که روس کی موجوده معاشی تباهی عالمی معاشی تباهی کا محض ایک جز هے۔ جب تک معاشی مسئلے پر عالمی نقطهٔنظر سے نہیں غور کیا جاتا بلکه محض کچھ قوموں یا قوموں کے گروهوں کے نقطهٔنظر سے دیکھا جاتا هے اس وقت تک اس کا حل ناممکن هے۔ روس کے بغیر

یورپ اپنے پیروں پر نہیں کھڑا ہو سکتا۔ اور گرے ہوئے یورپ کیوجہ سے امریکہ کی حالت نازک ہو جاتی ہے۔ امریکہ کی ساری دولت کس کام کی اگر وہ اس سے اپنی ضرورت کی چیزیں نہیں خرید سکتا؟ امریکہ نے جو سونا جمع کیا ہے اس کو وہ کھا پہن تو نہیں سکتا ہے، ہے نا؟ وہ اس وقت تک یورپ کے ساتھ نفع‌بخش تجارت نہیں کر سکتا، یعنی اس بنیاد پر جو اس کے لئے واقعی فائدہ‌مند ہو، جب تک ان چیزوں کے تبادلے میں جو امریکہ دینا چاہتا ہے یورپ اس کو وہ چیزیں نہیں دے سکتا جو امریکہ کو چاہئیں۔ اور یورپ اس کو یہ چیزیں اس وقت تک نہیں دے سکتا جب تک وہ معاشی طور پر اپنے پیروں پر نہ کھڑا ہو جائے۔''

دنیا کو روسی سامان کی ضرورت ہے

''روس میں ہمارے پاس گیہوں، پٹسن، پلیٹنم، پوٹاش اور بہت سی ایسی معدنیات ہیں جن کی ساری دنیا کو سخت ضرورت ہے۔ بالشویزم ہو کہ نہ ہو دنیا کو آخرکار ان کے لئے ہمارے پاس آنا ہے۔ اس بات کی علامتیں پائی جاتی ہیں کہ اس حقیقت کا شعور رفتہ رفتہ پیدا ہو رہا ہے۔ پھر بھی اس دوران میں نہ صرف روس میں بلکہ سارے یورپ میں انتشار ہے لیکن اعلی کونسل اب بھی حیلے حوالے سے کام لے رہی ہے۔ یورپ کی طرح روس کو بھی سخت تباہی سے بچایا جا سکتا ہے لیکن اسکے لئے کارروائی فوراً شروع کرنی چاہئے اور تیزی سے کام کرنا چاہئے اور اعلی کونسل بہت ہی سست‌رفتار ہے، بہت ہی سست۔ اور میرے خیال میں دراصل یہ بلا کوئی فیصلہ کئے بغیر ختم کر دی گئی ہے اور اس کے فرائض سفیروں کی کونسل کو دے دئے گئے ہیں۔ اس کی جگہ صرف مجلس اقوام (۲۳) کو لینا چاہئے جس کا وجود نہیں ہے اور جو پیدائش سے ہی بے‌جان ہے۔ کیا مجلس اقوام ریاستہائے متحدہ امریکہ کے بغیر اپنے فرائض ادا کر سکتی ہے جسکو اسے سب سے زیادہ سہارا دینا چاہئے؟''

میں نے پوچھا کہ کس حد تک سوویت حکومت فوجی حالات سے مطمئن ہے؟

لینن نے فوراً جواب دیا ''بہت زیادہ۔ ہمارے خلاف مزید فوجی حملے کی نشانیاں صرف پولینڈ سے ہیں جن کے متعلق میں کہہ چکا ہوں۔ اگر پولینڈ نے یہ مہم شروع کی تو طرفین کو مزید صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑیگا، بلا ضرورت زیادہ جانیں ضایع ہوں گی۔ لیکن فوش بھی پولینڈ کو فتح سے ہم کنار نہیں کر سکتا۔ اگر چرچل خود بھی پولستانیوں کے ساتھ لڑے تب بھی وہ ہماری سرخ فوج کو شکست نہیں دے سکتے۔ ''

یہاں لینن اپنا سر اٹھا کر افسردگی سے ہنسے۔ پھر انہوں نے زیادہ سنجیدہ لہجے میں کہا:

''یہ سچ ہے کہ ہم کو کوئی بھی بڑی اتحادی طاقت کچل سکتی ہے اگر وہ اپنی فوجیں ہمارے خلاف بھیج سکیں۔ لیکن وہ اس کی ہمت نہیں کر سکتیں۔ طرفہ بات تو یہ ہے کہ روس نے جو اتحادیوں کے لامحدود وسائل کو دیکھتے ہوئے کمزور ہے، نہ صرف ہر فوجی طاقت کو توڑ پھوڑ دیا ہے جس میں برطانوی، امریکی اور فرانسیسی فوجیں بھی شامل تھیں جو اس کے خلاف بھیجی گئی تھیں بلکہ اس نے محاصرہ کرنےوالے ملکوں پر سفارتی اور اخلاقی فتوحات بھی حاصل کی ہیں۔ فن لینڈ نے ہمارے خلاف لڑنے سے انکار کر دیا ہے۔ ہم نے استونیا سے بھی صلح کرلی ہے اور جلد ہی سربیا * اور لیتھوینیا سے صلح ہونے والی ہے۔ اتحادثلاثہ نے ان چھوٹے ملکوں کو مادی لالچ اور سخت دھمکیاں دیں لیکن انہوں نے ہمارے ساتھ صلح جو یانہ تعلقات کو ترجیح دی۔ ''

---

* اخبار میں غلطی ہو گئی ہے۔ سربیا اور سوویت روس کے درمیان جنگ نہیں تھی۔ غالباً یہاں لیتویا کا ذکر تھا۔ (ایڈیٹر۔)

اندرونی حالت امیدافزا ہے

''اس سے بلاشبہ اس اخلاقی طاقت کا اظہار ہوتا ہے جو ہم رکھتے ہیں۔ بالٹک کی ریاستیں، جو ہماری سب سے قریبی پڑوسی ہیں، یہ سمجھتی ہیں کہ صرف ہم ہی ان کی آزادی اور بہبودی کے خلاف کوئی منصوبہ نہیں رکھتے۔''

''اور روس کی اندرونی حالت؟''

''وہ نازک لیکن امیدافزا ہے۔ بہار تک غذائی قلت کو کم ازکم اس حد تک دور کر لیا جائےگا کہ شہروں کو قحط سے بچا لیا جائے۔ تب تک ایندھن بھی کافی ہو جائےگا۔ سرخ فوج کے زبردست کارناموں کی وجہ سے عوامی معیشت کی بحالی کا دور شروع ہو گیا ہے۔ اب اس فوج کا ایک حصہ کام کرنے والی فوجوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسا غیرمعمولی مظہر ہے جو صرف ایسے ہی ملک میں ممکن ہے جو ایک اعلی آدرش کے لئے جدوجہد کر رہا ہو۔ یقیناً یہ سرمایہ‌دار ملکوں میں ممکن نہیں ہے۔ ماضی میں ہم نے اپنے مسلح دشمنوں پر فتح حاصل کرنے کے لئے سب کچھ قربان کر دیا۔ اب ہم کو اپنی پوری طاقت معاشی بحالی میں لگانا چاہئے۔ اس میں برسوں لگ جائیں گے لیکن آخر میں ہماری جیت ہوگی۔''

''آپ کے خیال میں روس میں کمیونزم کی تکمیل کب ہوگی؟''
میرے خیال میں یہ سوال مشکل تھا لیکن لینن نے فوراً جواب دیا۔

''ہم اپنے پورے صنعتی نظام کی بجلی‌بندی اورال اور دوسری جگہوں پر بجلی گھروں کے ذریعہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے انجنیر کہتے ہیں کہ اس میں دس سال لگیں گے۔ بجلی‌بندی کی تکمیل عوامی معاشی زندگی کو کمیونسٹ تنظیم کے راستے پر لانے کی پہلی اہم منزل ہوگی۔ ہماری تمام صنعتیں اپنی چلانےوالی طاقت ایک مشترکہ سرچشمے سے حاصل کریں گی جو ان سب کو حسب ضرورت طاقت

مہیا کر سکے گا۔ اس سے ایندھن کی تلاش میں بےسود مقابلہ ختم ہو جائے گا اور سامان بنانےوالے کارخانے مضبوط معاشی بنیاد پر قائم ہو جائیں گے جس کے بغیر ضروری سامان کا تبادلہ اس بڑے پیمانے تک نہیں پہنچ سکتا جو کمیونسٹ اصولوں کے مطابق ھے۔

''برسبیل تذکرہ، ھمارا اندازہ ھے کہ تین سال میں روس بھر میں پانچ کروڑ بجلی کے لیمپ روشن نظر آئیں گے۔ میرے خیال میں ریاستھائے متحدہ میں سات کروڑ ھیں۔ لیکن ایسے ملک میں جس میں ابھی بجلی بندی کی ابتدا ھے امریکی لیمپوں کی دو تہائی سے زیادہ تعداد ھونا بڑا کارنامہ ھے۔ میرے خیال میں جو بڑے فریضے ھمارے سامنے ھیں ان میں بجلی بندی سب سے اھم فریضہ ھے۔''

سوشلسٹ لیڈروں پر کڑی تنقید

ھماری گفتگو کے آخرمیں لینن نے، اشاعت کے لئے نہیں بلکہ نجی بات‌چیت میں، یورپ اور امریکہ کے بعض سوشلسٹ لیڈروں پر کڑی تنقید کی جس سے یہ پتہ چلا کہ ان کو ان حضرات کی اس صلاحیت پر بھروسہ نہیں ھے کہ وہ عالمی انقلاب کو مؤثر طریقے سے آگے بڑھا سکتے ھیں حتی کہ وہ یہ بھی نہیں سمجھتے کہ یہ لوگ ایسا کرنے کی خواھش رکھتے ھیں۔ وہ غالباً محسوس کرتے ھیں کہ بالشویزم، سوشلزم کے ان ''سرکاری'' سرداروں کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کے باوجود قائم رھے گا۔

The World شمارہ ۲۱۳۶۸
۲۱ فروری ۱۹۲۰ء
روسی زبان میں پہلی مرتبہ
۱۹۵۷ء میں رسالہ ''کمیونسٹ''
شمارہ ۱۰ میں شایع ھوا

رسالہ ''کمیونسٹ'' کے متن کے مطابق یہاں شایع کیا جا رھا ھے

ہماری بیرونی اور اندرونی صورتحال اور پارٹی کے فریضے

روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی ماسکو صوبے کی کانفرنس میں ۲۱ نومبر ۱۹۲۰ء کی تقریر سے

اس صورت میں، ہم اپنی ساری بین‌اقوامی پوزیشن پر نظر ڈالتے ہوئے یہ دیکھتے ہیں کہ ہماری کامیابیاں کافی بڑی ہیں، کہ ہمیں صرف دم لینے کا موقع نہیں ملا ہے بلکہ اس سے کہیں زیادہ اہم بات حاصل ہوئی ہے۔ دم لینے کا موقع ہم اس مختصر سی مدت کو کہتے ہیں جس کے دوران سامراجی ملکوں کو متعدد بار ایسے امکانات ملے کہ وہ ہمارے خلاف جنگ کی زیادہ زوردار کوشش کریں۔ ہم اس وقت بھی یہ بات بھول نہیں سکتے اور اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ ہمارے معاملات میں آئندہ بھی سرمایہ‌دار ملکوں کی مداخلت کا امکان ہے۔ ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم ہر وقت اپنی فوج تیار رکھیں۔ لیکن اگر ہم ان حالات کو دیکھیں جن میں ہم نے روسی انقلاب دشمنوں کی ساری کوششوں کو خاک میں ملا دیا اور مغرب کے تمام ملکوں سے باقاعدہ معاہدۂامن کسی نہ کسی طرح حاصل کرلیا تو یہ بات صاف ہو جائے گی کہ ہمیں نہ صرف دم لینے کا موقع ملا ہے بلکہ ہم ایک نئے دور میں داخل ہوئے ہیں جس میں ہم نے سرمایہ‌دار ریاستوں کے جال کے درمیان اپنی بین اقوامی حیثیت بڑی حدتک حاصل

کی ہے۔ ایک بھی طاقتور سرمایہ‌دار ریاست اپنے اندرونی حالات کی وجہ سے اپنی فوج سے روس پر حملہ نہ کر سکی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان ملکوں کے اندر انقلاب پک کر تیار ہو گیا ہے اور ان کو اس بات کا موقع نہیں دیتا کہ وہ اتنی تیزی سے ہمارے اوپر فتح حاصل کرلیں جتنی تیزی سے وہ کر سکتے تھے۔ تین سال کے دوران روس کی سرزمین پر انگلستان، فرانس اور جاپان کی فوجیں آئیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان تین ملکوں کی چھوٹی سی چھوٹی کوشش بھی اس کے لئے قطعی کافی تھی کہ چند مہینوں میں نہیں چند ہفتوں میں ہمارے اوپر فتح حاصل کرلے۔ اگر ہم اس حملے کو روک سکے تو فرانسیسی سپاہیوں میں بددلی اور انگریزی اور جاپانی سپاہیوں میں افراتفری کی وجہ سے۔ ہم نے سامراجی مفادات کے اس تضاد کو برابر استعمال کیا۔ اگر ہم نے غیرملکی مداخلت پر فتح حاصل کی تو اس وجہ سے کہ خود ان کے مفادات نے ان میں نفاق پیدا کردیا اور ہم میں اتحاد اور استحکام پیدا ہوا۔ ہم نے اس سے دم لینے کا موقع حاصل کیا اور اس بات کو ناممکن بنا دیا کہ معاہدۂبریست کے زمانے میں جرمن سامراج کو مکمل فتح حاصل ہو سکے۔

اب چند دنوں سے یہ نفاق اور بھی زیادہ زور پکڑ گیا ہے خصوصاً اس سمجھوتے کے مسودے کے سلسلے میں جو امریکہ کے مگرمچھ سرمایہ‌داروں کے اس گروہ کو مراعات دینے سے متعلق ہے اور جس کی سربراھی ایک ارب‌پتی کر رہا ہے جو ارب‌پتیوں کے پورے گروہ کو مجتمع کرنا چاھتا ہے۔ ہم جانتے ھیں کہ اس وقت مشرق‌بعید سے تقریباً ایک بھی ایسی خبر نہیں آ رہی ہے جو یہ نہ دکھاتی ہو کہ جاپان میں اس سمجھوتے کے بارے میں انتہائی تلخی پیدا ہو گئی ہے حالانکہ ابھی یہ سمجھوتہ ہوا نہیں ہے صرف اس کا مسودہ تیار کیا گیا ہے۔ لیکن جاپان کی رائےعامہ میں بڑی گرمی پیدا ہو چکی ہے اور آج میں نے یہ خبر پڑھی کہ جاپان سوویت روس کو اس بات کا ملزم ٹھہراتا ہے کہ وہ امریکہ کے خلاف جاپان کو ورغلا رہا ہے۔

ہم نے سامراجی تضاد کی اس کشمکش کو صحیح طریقے پر سمجھا اور اپنے آپ سے کہا کہ ہمیں ان کے درمیان نفاق کو باقاعدہ استعمال کرنا چاھئے تاکہ ہمارے خلاف لڑائی مشکل ہو جائے۔

انگلستان اور فرانس کے درمیان سیاسی اختلاف اب طشت‌ازبام ہو گیا ہے۔ اس وقت ہم صرف ایک بار دم لینے کے موقع کی بات نہیں کر سکتے بلکہ ان اہم مواقع کا ذکر بھی کر سکتے ہیں جو کافی طویل مدت تک نئی تعمیر کے لئے ملیں گے۔ واقعی ہم ابھی تک بین‌اقوامی معاملات میں کوئی بنیاد نہیں قائم کر سکے تھے۔ اب ہم یہ بنیاد قائم کر چکے ہیں اور اس کا سبب ان چھوٹے ملکوں کی پوزیشن ہے جو بڑی طاقتوں کی فوجی اور معاشی معاملات میں قطعی محتاج ہیں۔ اب یہ ہوا کہ پولینڈ نے فرانس کے دباؤ کے باوجود ہم سے معاہدۂ امن کرلیا۔ پولینڈ کے سرمایہ‌دار سوویت حکومت سے سخت نفرت کرتے ہیں۔ وہ معمولی ہڑتالوں کو بھی بڑے وحشیانہ طریقے سے دبا دیتے ہیں۔ وہ روس سے لڑنے کی زبردست خواہش رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ اتحاد ثلاثہ کے شرائط کو پورا کرنے پر ہمارے ساتھ معاہدۂ امن کو ترجیح دیتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سامراجی ملک ساری دنیا پر اپنا تسلط جمائے ہوئے ہیں لیکن‌ساتھ ہی وہ کرۂارض کی آبادی کا انتہائی چھوٹا حصہ ہیں۔ اور اس واقعے نے کہ ایک ایسا ملک سامنے آیا جو تین سال سے عالمی سامراج کے خلاف ڈٹا ہوا ہے پوری دنیا کی بین اقوامی پوزیشن کو کافی بدل ڈالا ہے اور اسی لئے سارے چھوٹے ملک، کرۂارض پر جن کی آبادی کی اکثریت ہے، ہمارے ساتھ امن سے رہنا چاہتے ہیں۔

بہت بڑا عنصر جو ہمارے وجود کو اس پیچیدہ اور بالکل غیرمعمولی صورت‌حال میں قائم رکھتا ہے، یہ عنصر ہے کہ سوشلسٹ ملک سرمایہ‌دار ملکوں سے تجارتی تعلقات رکھتا ہے۔

میں نے دیکھا ہے کہ ایک امریکی سوشل قوم‌پرست نے، جو ہمارے دائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں سے قریب ہے، دوسری انٹرنیشنل کا کارکن ہے، امریکی سوشلسٹ پارٹی کا ممبر اسپارگو ہے، جس کو امریکی الیکسینسکی (۲۵) کہا جا سکتا ہے اور جس نے ڈھیروں کتابیں بالشویکوں کے خلاف لکھی ہیں، کیسے ہم پر یہ الزام لگایا ہے اور کمیونزم کی مکمل تباہی کا اس بات سے ثبوت دیا ہے کہ ہم سرمایہ‌دار ملکوں سے سمجھوتے کی بات کرتے ہیں۔ اس نے لکھا ہے: کمیونزم کی مکمل تباہی اور اس کے پروگرام کی تباہی کا اس سے بہتر ثبوت میں اور نہیں دے سکتا۔ لیکن میں محسوس کرتا

ہوں کہ جو بھی اس معاملے پر غور کریگا اس کے برخلاف کہے گا۔ دنیا بھر کے سرمایہداروں پر روسی سوویت ریپبلک کی مادی اور اخلاقی فتح کا اس سے بہتر اور کوئی ثبوت ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ طاقتیں جنھوں نے ہمارے خلاف ہماری دہشت انگیزی اور ہمارے نظام کی وجہ سے ہتیار اٹھائے تھے اپنی مرضی کے خلاف اس بات پر مجبور ہوگئیں کہ ہمارے ساتھ تجارتی تعلقات قائم کریں حالانکہ وہ جانتی ہیں کہ اس طرح وہ ہمیں مضبوط کر رہی ہیں۔ کمیونزم کی تباہی کا ثبوت پیش کرنا اس وقت ممکن ہوتا اگر ہم نے یہ وعدہ کیا ہوتا یا اس کا خواب دیکھا ہوتا کہ ہم تنہا روس کی طاقت سے پوری دنیا کو بدل دیں گے۔ لیکن ہم ایسے پاگل پن تک کبھی نہیں گئے اور ہمیشہ کہا کہ ہمارے انقلاب کی فتح اس وقت ہوگی جب اس کی حمایت تمام ملکوں کے مزدور کریں گے۔ ہوا یہ کہ انھوں نے ادھوری حمایت کی کیونکہ انھوں نے وہ ہاتھ کمزور کردئے جو ہمارے خلاف اٹھے تھے۔ بہرحال انھوں نے اس طرح بھی ہماری مدد کی۔

۱۹۲۰ء میں یہ روسی کمیونسٹ
پارٹی (بالشویک) کی
ماسکو کمیٹی کی طرف سے
''پارٹی کے موجودہ کاموں کے
فوری سوالات،، نامی پمفلٹ
میں شایع ہوئی

لینن کی تصانیف کا
چوتھا روسی ایڈیشن،
جلد ۳۱، صفحات ۳۸۷ — ۳۸۴

روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی ماسکو تنظیم کے سرگرم کارکنوں کے جلسے میں تقریر سے

۶ دسمبر ۱۹۲۰ء

اب میں معاشیات کی طرف آتا ہوں۔ جب ہم جرمنی کا مسئلہ لیتے ہیں تو ہمیں معاشیات کی طرف آنا ہی پڑتا ہے۔ معاہدۂورسائی کے بعد جرمنی کو معاشی طور پر پنپنے کا موقع نہیں ملا ہے اور صرف جرمنی ہی کو نہیں بلکہ دوسرے شکست خوردہ ملکوں کو بھی مثلاً آسٹریا ہنگری کو اپنی سابقہ سرحدوں میں (حالانکہ ملک کا ایک حصہ فاتحوں کے ہاتھ لگ چکا ہے)۔ یہ وسط یورپ میں سب سے بڑا گروپ ہے جس کی معاشی اور ٹکنیکی طاقت زبردست ہے۔ معاشی نقطۂنظر سے ان میں سے سب عالمی معیشت کی بحالی کے لئے ضروری ہیں۔ اگر ہم غور سے ۲۳ نومبر کا مراعات کا فرمان (۲۶) باربار پڑھیں تو یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ ہم نے عالمی معیشت کی اہمیت پر زور دیا ہے اور جان بوجھکر ایسا کیا ہے۔ یہ بلاشک و شبہ صحیح نقطۂنظر ہے۔ روسی خام اشیا کو عالمی معیشت بحال کرنے کے لئے استعمال کرنا چاہئے۔ ان خام اشیا کا استعمال ایسی بات ہے جس کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا — یہ معاشی لحاظ سے سچ ہے۔ اس کو ایک خالص بورژوا بھی مانتا ہے جو معاشیات کا مطالعہ کرتا ہے اور اس موضوع کو خالص بورژوا نقطۂنظر سے دیکھتا ہے۔ اس کو جان کینس بھی مانتے ہیں جنھوں نے ایک کتاب ''صلح کے معاشی نتائج'' لکھی ہے۔ اور وانڈرلیپ نے بھی جنھوں نے ایک امیر کاروباری کی

حیثیت سے یورپ کا دورہ کیا ہے، یہ بات تسلیم کی ہے کہ معیشت کو بحال نہیں کیا جاسکتا ہے کیونکہ دنیا میں خام اشیا کی بہت کمی ہے کیونکہ ان کو جنگ میں ضایع کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ روس پر تکیہ کرنا چاہئے۔ اس لئے اب روس ساری دنیا سے کہہ رہا ہے اور اعلان کر رہا ہے کہ ہم عالمی معیشت کو بحال کرنے کی زمےداری لینگے — یہ ہے همارا منصوبہ۔ یہ معاشی لحاظ سے صحیح ہے۔ جو وقت گذرا ہے اس میں سوویت اقتدار نے طاقت حاصل کی ہے، اس نے صرف خود طاقت نہیں حاصل کی ہے بلکہ وہ پوری عالمی معیشت کی بحالی کے لئے منصوبہ پیش کر رہا ہے۔ عالمی معیشت اور بجلی‌بندی کے منصوبے کے درمیان سائنسی نقطہ‌نظر سے صحیح طور پر رشتہ جوڑا گیا ہے۔ ہم اپنے منصوبے سے یقیناً صرف تمام مزدوروں ھی کی همدردی نہ حاصل کرینگے بلکہ سمجھدار سرمایہ‌داروں کی بھی حالانکہ ہم ان کے لئے ''خوفناک دہشت‌پسند بالشویک،، وغیرہ ھیں۔ اس لئے همارا معاشی منصوبہ ٹھیک ہے اور تمام پیٹی‌بورژوا ڈیموکریٹ همارا منصوبہ پڑھکر هماری طرف جھکیں گے کیونکہ سامراجی توآپس میں جھگڑا کر چکے ھیں اور یہاں ایک منصوبہ پیش کیا جا رہا ہے جس پر ٹکنیک اور معاشیات کے ماہرین کو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ہم معیشت کے میدان میں جا کر ساری دنیا کی ترقی کے لئے ایک تعمیری پروگرام کے ایسے امکانات پیش کر رہے ھیں جن کی بنیاد معاشی ہے اور جن پر روس نے پہلے کی طرح باقی تمام معیشت کو تباہ کرکے، دوسرے ملکوں کی معیشت تباہ کرکے خود غرضانہ مرکز کی حیثیت سے نہیں غور کیا ہے بلکہ اس روس نے اسے پیش کیا ہے جو معیشت کی بحالی کو ساری دنیا کے نقطۂ نظر سے دیکھتا ہے۔

ہم اس سوال کو سرمایہ‌دار دشمن شعبے میں لئے جا رہے ھیں۔ ہم کہتے کہ ہم دنیا کو معقول معاشی بنیادوں پر منظم کرنے کی ذمےداری لیں گے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ھیں وہ ٹھیک ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر کام ٹھیک سے کیا جائے، جدیدترین مشینیں استعمال کی جائیں اور سائنس کو کام میں لایا جائے تو ساری عالمی معیشت فوراً بحال کی جاسکتی ہے۔

جب ہم مالکوں سے یہ کہتے ہیں تو ایک طرح کا پیداواری پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ ''آپ کسی کام کے نہیں ہیں، سرمایہ‌دار دنیا کے حضرات، جب آپ تباہ ہو رہے ہیں تو ہم اپنے طریقے سے تعمیر کر رہے ہیں۔ اس لئے حضرات کیا اب وہ وقت نہیں آگیا ہے کہ آپ ہم سے سمجھوتہ کرلیں؟،، اس کا جواب دنیا کے سارے سامراجیوں کو اپنا سر کھجاکر دینا پڑیگا کہ ''شاید وقت آگیا ہے، اچھا ہم ایک تجارتی سمجھوتہ کرلیں۔ ،،

انگریزوں نے تو ہمیں ایک مسودہ تیار کرکے بھیج بھی دیا ہے۔ اس پر بحث ہو رہی ہے اور یہاں سے ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔ جنگ میں تو ان سے چوک ہوئی اور اب ان کو معاشی میدان میں لڑنا پڑ رہا ہے۔ ہم اس کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ ہم نے کبھی یہ تصور نہیں کیا کہ جنگ ختم ہوچکی ہے، امن قائم ہو گیا ہے اور اب سوشلسٹ بھیڑ اور سرمایہ‌دار بھیڑیا ایک دوسرے سے گلے ملیں گے۔ اس طرح کی کوئی چیز نہیں۔ یہ بات کہ آپ کو ہمارے خلاف معاشی میدان میں لڑنا پڑیگا بجائے خود بڑی ترقی ہے۔ ہم نے آپ کے سامنے ایک عالمی پروگرام رکھ دیا جو مراعات کا جائزہ عالمی معیشت کے نقطہ‌ٔنظر سے لیتا ہے۔ یہ بات معاشی لحاظ سے ناقابل تردید ہے۔ کوئی انجنیر، کوئی ماہرزراعت جو معیشت کا سوال اٹھاتا ہے اس سے انکار نہیں کرسکتا اور بہت سے سرمایہ‌دار کہتے ہیں ''روس کے بغیر سرمایہ‌دار ریاستوں کا مضبوط نظام نہیں ہوگا،،۔ لیکن ہم اپنا پروگرام مختلف لائنوں پر عالمی معیشت بنانےوالوں کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔ پروپیگنڈے کے لحاظ سے اس کی بڑی اہمیت ہے۔ اگر ایک بھی رعایت نہ مانی جائے — اور میرے خیال میں اس کا کافی امکان ہے — اگر چند پارٹی کے جلسوں اور فرمانوں کے علاوہ مراعات کے بارے میں اس شور سے ایک بھی رعایت نہ برآمد ہو تو بھی ہم کچھ نہ کچھ جیت لیں گے۔ ایک معاشی منصوبہ پیش کرنے کے علاوہ ہم اپنی طرف ان تمام ریاستوں کو کھینچ رہے ہیں جو جنگ میں تباہ ہو گئی ہیں۔ تیسری یعنی کمیونسٹ انٹرنیشنل کی کانگرس میں میں نے کہا تھا کہ دنیا مظلوم قوموں اور حکمراں قوموں میں تقسیم ہے۔ مظلوم قومیں دنیا کی کم سے کم ۷۰ فیصدی عالمی آبادی پر

مشتمل ھیں ۔ معاھدۂورسائی نے ان میں دس کروڑ یا پندرہ کروڑ آدمیوں کا اضافہ کر دیا ھے ۔

ھم اس وقت صرف سارے ملکوں کے پرولتاریہ کے نمائندوں کی حیثیت سے ھی سرگرم نہیں ھیں، بلکہ مظلوم و مجبور قوموں کے نمائندوں کی حیثیت سے بھی آگے بڑھ رھے ھیں ۔ کمیونسٹ انٹرنیشنل نے حال ھی میں ایک رسالہ ''مشرق کی قومیں،، نکالا ھے جس میں اس نے مشرق کی قوموں کے لئے یہ نعرہ پیش کیا ھے: ''سارے ملکوں کے مزدورو اور مظلوم و مجبور قومو، ایک ھو جاؤ!،، ایک ساتھی نے سوال کیا ھے ''انتظامیہ کمیٹی نے نعرے بدلنے کا فیصلہ آخر کب کیا؟،، سچ تو یہ ھے کہ مجھے ایسا کوئی فیصلہ یاد نہیں آتا ۔ اور ظاھر ھے کہ یہ نعرہ ''کمیونسٹ مینی‌فسٹو،، کے نقطۂنظر سے ٹھیک نہیں ھے ۔ لیکن ''کمیونسٹ مینی‌فسٹو،، بالکل مختلف حالات میں لکھا گیا تھا اور آج کی سیاست کے لحاظ سے یہ نعرہ صحیح ھے ۔ آج تعلقات شدید تر ھو گئے ھیں ۔ پورے جرمنی میں ابال آ رھا ھے، پورے ایشیا میں ابال آ رھا ھے ۔ آپ نے پڑھا کہ ھندستان میں انقلابی تحریک کیا شکل اختیار کر رھی ھے ۔ چین میں جاپانیوں اور امریکیوں کے خلاف شدید نفرت پائی جاتی ھے۔ جرمنی میں اتحاد ثلاثہ کے خلاف جو شدید اور دلی نفرت ھے وہ اسی وقت پوری طرح سمجھ میں آ سکتی ھے جب اس کا مقابلہ جرمن مزدوروں کی اپنے سرمایہ‌داروں سے نفرت کے ساتھ کیا جائے ۔ ان چیزوں نے روس کو دنیا کے سارے مظلوم و مجبور لوگوں کا براہ راست ترجمان بنا دیا ھے ۔ حالات و واقعات کی بدولت روس لوگوں کی نظر میں مرکز کشش بنتا جا رھا ھے ۔ ابھی حال ھی میں جارجیا کے ایک مینشویک اخبار نے لکھا ''دنیا میں دو قوتیں ھیں — اتحاد ثلاثہ اور سوویت روس ۔ ،، یہ مینشویک ھیں کون؟ یہ وہ لوگ ھیں جو بڑے غور سے ھوا کا رخ دیکھتے رھتے ھیں ۔ جب ھم بین اقوامی اعتبار سے کمزور تھے تو ان کا نعرہ تھا: ''بالشویکوں کو ختم کرو!،، جب ھم طاقت‌ور ھونا شروع ھوئے تو وہ لوگ چلانے لگے ''ھم غیر جانب‌دار ھیں!،، اور جب ھم نے اپنے دشمنوں کو شکست فاش دی تو یہ حضرات کہنے لگے ''ھاں، دنیا میں دو قوتیں ھیں ۔ ،،

مراعات کے فرمان میں ہم نے انسانیت کی طرف سے اعلان کیا ھے اور دنیا کی معاشی طاقتوں کی بحالی کے لئے ایسا پروگرام پیش کیا ھے جو معاشی لحاظ سے بالکل ٹھیک ھے جس کی بنیاد یہ ھے کہ خام اشیا جہاں بھی پائی جائیں استعمال کی جائیں۔ ھمارے لئے یہ بات اھم ھے کہ کہیں بھکمری نہ ھو۔ آپ سرمایہ‌دار لوگ اس کو دور نہیں کرسکتے لیکن ھم کر سکتے ھیں۔ ھم دنیا کی ۷۰ فیصدی آبادی کے نمائندوں کی حیثیت سے بول رھے ھیں۔ اس کا اثر ضرور ھوگا۔ اس پروگرام کا خواہ کوئی حشر ھو لیکن یہ معاشی لحاظ سے ناقابل تردید ھے۔ خواہ سمجھوتہ ھو یا نہ ھو مراعات کا معاشی پہلو اھمیت رکھتا ھے۔

جیسا کہ آپ نے دیکھا مجھے ایک طویل تمہید پیش کرنی پڑی اور مراعات کے فوائد ثابت کرنا پڑے۔ دراصل مراعات ھمارے لئے سامان حاصل کرنے کے ذریعہ کے لحاظ سے بھی اھمیت رکھتے ھیں۔ یہ بلاشبہ سچ ھے لیکن ان کا خاص نچوڑ سیاسی تعلقات ھیں۔ سوویتوں کی کانگرس کے وقت تک آپ کو چھہ سو صفحوں کی ایک جلد ملے گی — یہ روس کی بجلی‌بندی کا منصوبہ ھوگا۔ اس منصوبے کو بہترین ماھرین زراعت اور انجنیروں نے بنایا ھے۔ ھم اس کو غیر ملکی سرمائے اور ذرائع پیداوار کی مدد کے بغیر زیادہ تیزی سے عملی جامہ نہیں پہنا سکتے۔ لیکن مدد حاصل کرنے کے لئے ھم کو کچھ دینا ھوگا۔ ابھی تک ھم سرمایہ‌داروں سے لڑ رھے تھے اور وہ ھم سے کہتے تھے ”یا تو ھم تمھارا گلا گھونٹ دیں گے یا تم ھمکو ۲۰ ارب دو۔“ لیکن وہ ھمارا گلا نہیں گھونٹ سکتے اور ھم ان کو یہ قرض نہیں ادا کرینگے۔ فی الحال تھوڑی سی تاخیر ھو رھی ھے۔ جب تک ھم کو معاشی امداد کی ضرورت ھے ھم آپ کو قیمت ادا کرینگے۔ اس طرح اس سوال کو رکھا جا رھا ھے اور کسی دوسری طرح اس کو پیش کرنا معاشی طور پر بےبنیاد ھوگا۔ روس صنعتی لحاظ سے تباہ ھو گیا ھے اور جنگ سے قبل کے مقابلے میں موجودہ معیار اگر اس سے کم نہیں تو صرف دسواں حصہ رہ گیا ھے۔ اگر ھم سے تین سال پہلے کہا جاتا کہ ھم ساری سرمایہ‌دار دنیا سے تین سال لڑینگے تو ھم نے اس کا یقین نہ مانا ھوتا۔ اب ھم سے کہا جاتا ھے کہ جنگ سے قبل کی قومی دولت کے صرف دسویں حصے سے ابتدا کرکے معاشی بحالی اور بھی

مشکل کام ہے۔ اور واقعی یہ جنگ سے زیادہ مشکل ہے۔ مزدوروں اور کسانوں کے جوش و خروش سے، جو اپنا دفاع جاگیرداروں کے خلاف کر رہے تھے، لڑنا ممکن تھا۔ اب ان کو جاگیرداروں کے خلاف اپنا بچاؤ نہیں کرنا ہے۔ اس کے بجائے ہمارا سامنا معیشت کی بحالی سے ایسے حالات میں ہے جو کسانوں کے لئے غیرمعمولی ہیں۔ اس صورت میں فتح جوش، دھاوے یا قربانی سے نہیں حاصل ہوگی بلکہ غیردلچسپ، معمولی اور روزمرہ کے کام سے۔ یہ بلاشبہ زیادہ مشکل ہے۔ ضروری ذرائع پیداوار کہاں سے آئیں گے۔ امریکیوں کو اس طرف کھینچنے کے لئے رقم دینی ہوگی — وہ کاروباری لوگ ہیں۔ ان کو کس طرح رقم ادا کی جائے؟ سونے میں؟ لیکن ہم اپنا سونا ادھر ادھر پھینک تو نہیں سکتے۔ ہمارے پاس سونا زیادہ نہیں رہ گیا ہے۔ حتی کہ ہم سونا دیکر بجلی‌کاری کا پروگرام نہیں پورا کر سکتے۔ جن انجنیروں نے یہ پروگرام بنایا ہے انکا تخمینہ تھا کہ بجلی‌کاری کے پروگرام کی تکمیل کے لئے کم سے کم ایک ارب دس کروڑ سونے کی ضرورت ہے۔ سونے کا ایسا ذخیرہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ ہم کو انہیں اپنی خام اشیا نہیں دینی چاہئے کیونکہ ابھی ہم اپنی ہی تمام ضرورتیں نہیں پوری کرسکے ہیں۔ جب اطالوی لوگوں کو ایک لاکھ پوڈ اناج دینے کا سوال عوامی کمیساروں کی کونسل میں اٹھایا گیا تو غذا کی فراہمی کے عوامی کمیسار نے اٹھکر انکار کر دیا۔ ہم اناج کی ہر ٹرین پر مول تول کرتے ہیں۔ اناج کے بغیر غیرملکی تجارت کو ترقی نہیں دی جاسکتی۔ تو پھر ہم کیا دیں؟ کوڑا کرکٹ؟ ان کے پاس خود اپنا کافی کوڑا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آئیے اناج کی تجارت کریں اور ہمارے پاس اناج ہے نہیں۔ اس لئے ہم مسئلے کو مراعات کے ذریعہ حل کر رہے ہیں۔

میں دوسرے سوال پر آتا ہوں۔ مراعات سے نئے خطرات پیدا ہوتے ہیں۔ میں پھر وہی کہونگا جو میں اپنی تقریر کی ابتدا میں کہہ چکا ہوں کہ نیچے سے، عام مزدور طبقے سے یہ شور اٹھ رہا ہے: ''سرمایہ‌داروں کی بات مت مانو، وہ چالاک اور چالباز ہیں!،، اس کو سنکر بڑی خوشی ہوتی ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ عوام کی وہ زبردست تعداد جو سرمایہ‌داروں سے آخر تک لڑیگی بڑھ رہی ہے۔

کامریڈ استیپانوف کے مضامین جو انھوں نے ذرا استادانہ انداز میں تیار کئے ھیں (پہلے انھوں نے مراعات کے خلاف تمام دلیلیں پیش کی ھیں اور پھر کہا ھے کہ ان کو ماننا پڑیگا۔ لیکن ایسے بھی قارئین ھو سکتے ھیں جو اچھے حصے تک پہنچنے سے پہلے ھی پڑھنا چھوڑ دیں کیونکہ ان کو یقین ھو جائے کہ مراعات غیرضروری ھیں) ان میں کچھ صحیح خیالات بھی ھیں لیکن جب وہ کہتے ھیں کہ برطانیہ کو مراعات نہ دینا چاھئے کیونکہ لوکہارٹ یہاں آجائے گا تو میں ان سے اتفاق نہیں کرتا۔ ھم نے ان سے ایسے زمانے میں نبٹا جب کل روس ھنگامی کمیشن (چیکا) ایک نوخیز تنظیم تھی اور اتنی مضبوط نہ تھی جیسی اب ھے۔ اور اگر ھم تین سال کی جنگ کے بعد جاسوسوں کو نہیں پکڑ سکتے تو مجھے کہنا پڑیگا کہ ھم جیسے لوگوں کو انتظام ریاست چلانے کی ذمےداری نہ لینی چاھئے۔ ھم کہیں زیادہ مشکل مسائل حل کر رھے ھیں۔ مثال کے طور پر آج کرائمیا میں تین لاکھ بورژوا ھیں۔ یہ آئندہ نفع‌خوری، جاسوسی اور سرمایہ‌داروں کو ھر طرح کی مدد کا ذریعہ ھے۔ لیکن ھم ان سے نہیں ڈرتے۔ ھم یہ کہتے ھیں کہ ھم ان کو لینگے، ان کو پھیلا دینگے، ان پر کنٹرول کرلیں گے اور ان کو پھر سے تربیت دینگے۔

اور اس کے بعد یہ کہنا مضحکہ انگیز ھے کہ وہ غیرملکی جو مراعات کی خاص جگہوں پر مقرر کئے جائیں گے ھمارے لئے خطرہ ھیں اور ھم ان کا پتہ نشان نہیں رکھ سکیں گے۔ اگر ایسا ھوتا تو ھم کو یہ کام شروع ھی نہ کرنا چاھئےتھا، ھم کو انتظام ریاست چلانے کی ذمےداری ھی نہ لینی چاھئے تھی۔ یہاں ھمارے پاس ایک خالص تنظیمی فریضہ ھے اور اس کے بارے میں باتیں بنا کر وقت ضایع نہ کرنا چاھئے۔

لیکن یہ سوچنا کہ مراعات کا مطلب امن ھے واقعی بڑی غلطی ھوگی۔ اس طرح کی کوئی بات نہیں ھے۔ مراعات جنگ کی نئی صورت کے سوا کچھ بھی نہیں ھیں۔ یورپ ھم سے لڑتا رھا ھے اور اب جنگ ایک نئی سطح پر منتقل ھو گئی ھے۔ پہلے جنگ ایسے میدان میں چل رھی تھی جس میں سامراجی بےحد طاقتور تھے — یعنی فوجی میدان میں۔ اگر آپ ان توپوں اور مشین گنوں کا شمار کریں جو ان کے اور

ہمارے پاس تھیں اور ان سپاہیوں کی تعداد دیکھیں جو ہماری حکومت اور ان کی حکومتیں جمع کرسکتی تھیں تو وہ بلاشبہ ہم کو دو ہفتوں میں کچل سکتے تھے۔ لیکن ہم اس میدان میں ڈٹے رہے اور اب ہم اپنی جنگ کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ ہم اب معاشی جنگ کی طرف جا رہے ہیں۔ ہم یہ صاف صاف کہتے ہیں کہ مراعات کے محاذ، مراعات کے رقبے کے برابر ہمارا رقبہ ہوگا اور پھر انکا۔ ہم اپنی فیکٹریاں ان کے برابر بنا کر یہ سیکھیں گے کہ معیاری فیکٹریاں کیسے بنانا چاہئے۔ اگر ہم یہ نہیں کرسکتے تو زیادہ کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ فی‌الحال فیکٹریوں کو جدیدترین ٹکنالوجی سے لیس کرنا آسان کام نہیں ہے اور ہمیں سیکھنا ہوگا، عملی طور پر سیکھنا ہوگا کیونکہ نہ تو اسکولوں اور نہ یونیورسٹیوں اور کورسوں کے ذریعہ اس کو حاصل کیا جا سکتا ہے اور اسی لئے ہم مراعات شطرنج کی بساط کے مطابق دے رہے ہیں۔ آئیے اور موقع پر سیکھئے۔

ہم کو مراعات سے زبردست معاشی نفع ہو رہا ہے۔ یہ سچ ہے کہ فیکٹریوں کی بستیوں کی تعمیر میں سرمایہ‌دار اپنی عادتیں بھی ساتھ لائیں گے۔ کسانوں پر ان کا برا اثر پڑیگا۔ لیکن ہم کو ان پر نگاہ رکھنی ہوگی۔ ہمیں اپنے کمیونسٹ اثرات کو ان کے خلاف قدم بقدم پیش کرنا ہوگا۔ یہ بھی ایک طرح کی جنگ ہے، فوجی مقابلہ ہے دو طریقوں، دو نظاموں، دو معیشتوں کے درمیان یعنی کمیونسٹ اور سرمایہ‌دارانہ۔ ہمیں دکھانا ہوگا کہ ہم زیادہ طاقتور ہیں۔ ہم سے کہا جاتا ہے ''اچھا، آپ بیرونی محاذ پر تو ڈٹے رہے، اب تعمیر شروع کیجئے، آئیے، ہم تعمیر کریں اور دیکھیں کون جیتتا ہے...،، واقعی یہ مشکل کام ہے لیکن ہم نے ہمیشہ کہا اور پھر کہتے ہیں کہ ''سوشلزم مثال کی طاقت رکھتا ہے،،۔ تشدد کی طاقت ان کے واسطے ہے جو اپنا اقتدار بحال رکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن تشدد کی اہمیت یہیں تک محدود ہے اور اس کے بعد اثر اور مثال ہی طاقتور رہ جاتے ہیں۔ ہمیں عملی طور پر، مثال کے ذریعہ کمیونزم کی اہمیت ثابت کرنی چاہئے۔ ہمارے پاس مشینیں نہیں ہیں، جنگ نے ہم کو تباہ کر دیا ہے، جنگ نے روس سے اس کے معاشی وسائل چھین لئے ہیں۔ پھر بھی ہم اس مقابلے سے نہیں ڈرتے کیونکہ اس میں ہر طرح سے ہمارا فائدہ ہوگا۔

یہ ایسی جنگ ہوگی جس کے دوران ذرا بھی پیچھے نہ ہٹنا چاہئے۔ یہ جنگ ہمارے لئے ہر طرح سے مفید ہے اور پرانی جنگ سے نئی جنگ تک عبور بھی ہمارے لئے نفع بخش ہے۔ اس واقعہ کا ذکر ھی کیا کہ اس میں امن کی کچھ بالواسطہ ضمانت بھی ہے۔ میں نے اس جلسے میں جس کی رپورٹ ''پراودا،، میں بری طرح چھپی ہے یہ کہا تھا کہ ہم ابھی جنگ سے امن کے دور میں داخل ہوئے ہیں لیکن ہم یہ نہیں بھولے ہیں کہ جنگ واپس آئے گی۔ جب تک سرمایہ دارانہ نظام اور سوشلزم باقی ہیں ان میں آپس میں امن نہیں رہ سکتا۔ وقت آنے پر ایک یا دوسرے کی جیت ہوگی یا تو سوویت ریپبلک کی یا عالمی سرمایہ داری کی موت کا نقارہ بجےگا۔ یہ تو صرف جنگ کا التوا ہوگا۔ سرمایہ دار لڑائی کا بہانہ ڈھونڈھینگے۔ اگر وہ ہماری تجویز منظور کرلیں اور مراعات پر رضامند ہو جائیں تو ان کے لئے ایسا کرنا مشکل ہوگا۔ ایک طرف جنگ کی صورت میں ہمارے حالات بہترین ہوں گے، دوسری طرف وہ لوگ جو جنگ چاہتے ہیں مراعات پر نہیں راضی ہوں گے۔ مراعات کا وجود جنگ کے خلاف ایک معاشی اور سیاسی دلیل ہے۔ وہ ریاستیں جو ہمارے خلاف لڑ سکتی ہیں اگر مراعات قبول کرلیں گی تو جنگ نہ کرسکیں گی، ان سے وہ پابند ہو جائیں گی۔ ہم اس رابطے کی اتنی قدر کرتے ہیں کہ اتنی ادائیگی سے نہیں ڈرینگے جس سے زیادہ ہم ایسے پیداواری ذرائع سے ادا کرتے ہیں جن کو ہم ترقی نہیں دے سکتے۔ کامچاتکا کے لئے ہم دس لاکھ پود تیل دیتے ہیں اور اسکا دو فیصدی تیل ہمیں ملتا ہے۔ اگر ہم یہ تیل نہ دیں تو ہمیں یہ دو فیصدی تیل بھی نہ ملے۔ اس قیمت میں حد کی سودخوری ہے لیکن جب تک سرمایہ دارانہ نظام کا وجود ہے ہمیں ایسی خدائی قیمتوں کی توقع نہ کرنا چاہئے۔ پھربھی بلاشبہ فائدہ ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام اور بالشویزم کے درمیان تصادم کے خطرے کے نقطۂ نظر سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مراعات دوسرے میدان میں جنگ کا سلسلہ ہیں۔ ہمیں دشمن کی ہر حرکت پر نگاہ رکھنی ہوگی۔ حکومت، نگرانی، اثرات اور اختیار کے تمام ذرائع کی ضرورت ہوگی۔ یہ بھی ایک طرح کی جنگ ہے۔ ہم نے ایک زیادہ بڑی لڑائی لڑی ہے لیکن ہم اس لڑائی کے لئے بڑی لڑائی سے زیادہ

لوگوں کو منظم و مجتمع کریں گے۔ اس جنگ کے لئے واقعی ہر اس شخص کو مجتمع کیا جائے گا جو کام کرتا ہے۔ ہم ان سے یہ وضاحت کریں گے ''اگر سرمایہ‌دارانہ نظام کچھ کرتا ہے تو آپ مزدوروں اور کسانوں کو جنھوں نے سرمایہ‌داروں کا تختہ الٹا ہے اس سے کم نہ کرنا چاہئے۔ سیکھئے۔ ''

مجھے یقین ہے کہ سوویت طاقت سرمایہ‌داروں کے برابر پہنچکر ان سے آگے نکل جائے گی اور ہمارا فائدہ خالص معاشی سے زیادہ ہوگا۔ ہمیں یہ کمبخت دو فیصدی ملتے ہیں — یہ بہت کم ہیں لیکن کچھ تو ہیں۔ اسکے علاوہ ہمیں معلومات اور عملی تجربہ حاصل ہوگا۔ کسی اسکول کی تعلیم یا کوئی یونیورسٹی کورس بلا عملی قابلیت کے بیکار ہے۔ آپ پمفلٹ سے منسلک نقشے میں دیکھیں گے جو کامریڈ ملیوتن آپ کو دکھائیں گے کہ ہم زیادہ‌تر مراعات سرحدی اضلاع میں دیتے ہیں۔ یورپی روس کے شمالی جنگلات کا رقبہ ساڑھے سترہ کروڑ ایکڑ ہے جن میں سے سوا چار کروڑ ایکڑ مراعات کے لئے ہیں۔ جن جنگلاتی رقبوں پر ہم کام کر رہے ہیں ان کو شطرنج کی بساط کی طرح منظم کیا گیا ہے۔ یہ جنگلات مغربی سائبیریا اور شمال‌بعید میں ہیں۔ ہم کچھ بھی نہیں کھوئیں گے۔ خاص کارخانے مغربی سائبیریا میں ہوں گے جہاں ناقابل بیان دولت ہے۔ ہم دس سال میں اس کے سویں حصے کو بھی قابل‌استعمال نہیں بنا سکیں گے۔ غیرملکی سرمایہ‌داروں کی مدد سے اور ان کو ایک کان دیکر ہم اپنی کانوں کو کارآمد بنا سکیں گے۔ مراعات دینے میں جگہوں کا انتخاب ہم کرتے ہیں۔

نگرانی کے نقطۂ‌نظر سے مراعات کی تنظیم کیسے ہو گی؟ سرمایہ‌دار ہمارے کسانوں کو، ہمارے عوام کو خراب کرنے کی کوشش کریں گے۔ کسان، چھوٹا مالک ہونے کی حیثیت سے، فطری طور پر آزاد تجارت کے حق میں ہوتا ہے اور ہم اس کو مجرمانہ اقدام سمجھتے ہیں۔ اور یہاں ریاستی سطح پر جدوجہد ہونے لگتی ہے۔ یہاں پر ہمیں معیشت چلانے کے دو طریقوں کو، یعنی سوشلسٹ اور سرمایہ‌دار طریقوں کو آمنے سامنے رکھنا چاہئے۔ یہاں پھر جنگ ہوتی ہے اور ہمیں فیصلہ کن جنگ کرنی چاہئے۔ ہمارے یہاں فصلیں بہت خراب ہوئی ہیں، چارے کی کمی ہے اور مویشیوں کا اتلاف ہوا ہے اور ساتھ ہی ساتھ آراضی

کے بڑے بڑے علاقے بے بوئے جوتے پڑے ھیں - چند ھی دن میں ایک فرمان جاری کیا جائے گا کہ بڑے سے بڑے امکانی علاقے میں شجرکاری اور کھیتی‌باڑی کے طریقوں کو بہتر بنانے کے لئے تمام طاقتیں لگادی جائیں -

اس کے علاوہ ھمارے پاس ۲۵ لاکھ ایکڑ اچھوتی زمین ھے جسے ھم نہیں جوت سکتے کیونکہ ھمارے پاس کھیتی‌باڑی کے لئے نہ تو مویشی ھیں اور نہ ضروری آلات و اوزار ھیں لیکن ٹریکٹر اس زمین کو ھر گہرائی تک جوت سکتے ھیں اس لئے ھمارے لئے یہ مفید ھوگا کہ ھم اس زمین کو لگان پر اٹھا دیں - اگر ھم پیداوار کا آدھا یا تین چوتھائی حصہ بھی دے دیں تو بھی ھمیں فائدہ ھی رھے گا - ھمارے اقدامات کے پیچھے یہ پالیسی ھے اور میں کہہ سکتا ھوں کہ صرف معاشی مصلحتیں اور عالمی معیشت کی حالت ھی نہیں بلکہ اھم سیاسی مصلحتیں بھی ھمارے اقدامات کی بنیاد ھونی چاھئیں - اس معاملے کی طرف کوئی دوسرا رویہ تنگ نظری ھوگی - اگر سوال کو مراعات کے معاشی فائدے یا نقصان کے لحاظ سے دیکھا جائے تو معاشی فائدہ قطعی ھے - مراعات کے بغیر ھم اپنا پروگرام نہیں پورا کر سکتے اور ملک کی بجلی‌بندی نہیں کر سکتے ؛ ان کے بغیر ھم اپنے ملک کی معیشت کو دس سال میں بحال نہیں کر سکتے اور جب ھم بحالی کا کام کر چکیں گے تو سرمایہ ھم پر اثر انداز نہ ھو سکے گا - مراعات کا مطلب سرمایہ‌دارانہ نظام کے ساتھ صلح نہیں ھے بلکہ ایک نئے میدان میں جنگ ھے - ٹینکوں اور توپوں کی جنگ کی جگہ معاشی جنگ لے رھی ھے - یہ سچ ھے کہ اس جنگ کا مطلب بھی نئی مشکلات اور نئے خطرات ھیں لیکن ھمیں یقین ھے کہ ھم ان پر قابو حاصل کر لیں گے - مجھے یقین ھے کہ مراعات کے سوال کو اس طرح پیش کرکے ھم آسانی سے پارٹی کے ساتھیوں کی بڑی اکثریت کو اس بات کا یقین دلاسکیں گے کہ مراعات ضروری ھیں - جہاں تک اس فطری خوف کا سوال ھے جس کا میں نے ذکر کیا یہ ایک مفید اور صحت‌مند خوف ھے جس کو ھمیں آنے‌والی معاشی جنگ میں زیادہ تیزرفتار فتح کے لئے عملی طاقت میں تبدیل کردینا چاھئے -

پہلے ۱۹۲۳ء میں
شایع ھوئی

لینن کی تصانیف کا
چوتھا روسی ایڈیشن،
جلد ۳۱، صفحات ۴۲۹ — ۴۳۱

سوویتوں کی آٹھویں کانگرس میں روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) گروپ کے سامنے مراعات پر رپورٹ

۲۱ دسمبر ۱۹۲۰ء

ساتھیو ، میرے خیال میں مراعات کے بارے میں آپ نے بحث کی ابتدا گروپوں میں کر کے بالکل صحیح اقدام کیا ہے۔ جو اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق مراعات کے سوال نے ہر جگہ، نہ صرف پارٹی کے حلقوں اور مزدور طبقے کے لوگوں کے درمیان بلکہ کسانوں کے درمیان وسیع پیمانے پر کافی بےچینی حتی کہ ہل چل پیدا کر دی ہے ۔ تمام ساتھیوں نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس سال ۲۳ نومبر کے فرمان کے بعد مختلف موضوعات پر ہونےوالے اکثر جلسوں میں جو سوال اٹھائے گئے اور جو سوالیہ پرچے دئے گئے ہیں ان کا تعلق اکثر مراعات سے ہے اور ان تحریروں اور اس موضوع پر گفتگو کا عام لہجہ خوف سے بھرا ہوا ہے یعنی یہ کہ ہم نے اپنے سرمایہدار تو نکال باہر کئے اور اب غیرملکی سرمایہداروں کو بلا رہے ہیں۔ میرے خیال میں یہ خوف ، مراعات میں وسیع پیمانے پر یہ دلچسپی، جس کا اظہار نہ صرف پارٹی کے رفیقوں نے کیا ہے بلکہ بہت سے دوسرے لوگوں نے بھی کیا ہے ایک اچھی نشانی ہے جو دکھاتی ہے کہ تین سال کی ناقابل‌بیان سخت جدوجہد میں مزدوروں اور کسانوں کا ریاستی اقتدار اتنا مضبوط ہو گیا ہے اور سرمایہداروں کا جو تجربہ ہم کو ہو چکا ہے وہ دماغوں پر اتنا گہرا نقش ہو گیا ہے کہ عوام وسیع پیمانے پر مزدوروں اور کسانوں

کے ریاستی اقتدار کو ایسا پائدار سمجھنے لگے ھیں کہ وہ بلامراعات کے کام چلاسکتا ھے۔ انھوں نے خود یہ سبق اچھی طرح سیکھا ھے کہ وہ اس وقت تک سرمایہداروں کے ساتھ کوئی کاروباری سمجھوتہ نہ کریں جب تک اس کی شدید ضرورت نہ ھو۔ نیچے سے اس قسم کی نگرانی، عوام سے پیدا ھونےوالا اس طرح کا خوف، غیرپارٹی حلقوں میں ایسی فکرمندی یہ دکھاتی ھے کہ کتنی غیرمعمولی گھری توجہ ھمارے اور سرمایہداروں کے درمیان تعلقات کو دی جا رھی ھے۔ میرے خیال میں اس رخ سے ھمیں اس ڈر کا عوام کے موڈ کی نشانی کی حیثیت سے بلاشبہ خیرمقدم کرنا چاھئے۔

بهرحال میرے خیال میں ھم اس نتیجے پر پہنچینگے کہ مراعات کے سوال میں صرف یہ انقلابی جذبہ ھی ھماری رھنمائی نہیں کر سکتا۔ اس سوال کو تمام رخوں سے جانچنے کے بعد ھم کو اس پالیسی کے صحیح ھونے کا یقین ھو جائےگا جو ھم نے اپنائی ھے یعنی مراعات دینے کی پالیسی۔ میں مختصر طور پر کہہ سکتا ھوں کہ میری رپورٹ کا خاص موضوع (یا ایک حد تک اس گفتگو کا اعادہ جو حال میں مجھ سے اور ماسکو کے کئی سو انتظامی افسروں سے ھوئی کیونکہ میں نے کوئی رپورٹ نہیں تیار کی ھے اور آپ کے سامنے نہیں پیش کر سکتا ھوں) اس گفتگو کا خاص موضوع دو نظریوں کا ثبوت پیش کرتا ھے۔ اول تو ھر جنگ زمانۂامن کی سیاست کا سلسلہ ھوتی ھے، صرف اس کے طریقے دوسرے ھوتے ھیں۔ دوسرے ، جو مراعات ھم دے رھے ھیں، جو ھم دینے پر مجبور ھیں، وہ دوسری صورت میں، دوسرے طریقوں سے جنگ جاری رکھنے کا سلسلہ ھیں۔ ان دو نظریوں کو ثابت کرنے کےلئے یا صرف دوسرے کو ثابت کرنے کےلئے کیونکہ پہلے کے لئے کسی خاص ثبوت کی ضرورت نہیں ھے، میں سوال کے سیاسی پہلو سے شروع کرونگا۔ میں جدید سامراجی طاقتوں کے درمیان ان تعلقات پر روشنی ڈالونگا جو موجودہ خارجہ پالیسی کو پوری طرح سمجھنے کے لئے ضروری ھیں۔ یہ اس بات کو سمجھنے کے لئے اھم ھے کہ ھم نے کن وجوہ سے یہ پالیسی اختیار کی۔

امریکی وانڈرلیپ نے عوامی کمیساروں کی کونسل کو ایک خط لکھا جس میں انھوں نے کہا ھے ”ھم، رپبلکن، امریکہ کی رپبلکن

پارٹی کے ممبر، سب سے بڑے پونجی پتیوں کی پارٹی کے ممبر جن کا تعلق جنوبی ریاستوں کے خلاف جنگ آزادی کی یادوں سے ھے اب برسر اقتدار نہیں ھیں۔ ،، انھوں نے یہ نومبر کے الکشن سے پہلے لکھا تھا: ''ھم نومبر میں الکشن جیت لیں گے (اب وہ الکشن جیت گئے ھیں) اور مارچ میں ھمارا اپنا صدر ھوگا۔ ھماری پالیسی ان حماقتوں کا اعادہ نہیں کریگی جنھوں نے امریکہ کو یورپی معاملات میں الجھا دیا تھا۔ ھم اپنے مفادات کی نگرانی کریں گے۔ ھمارے امریکی مفادات جاپان سے ٹکرائیں گے اور ھم اس سے لڑینگے۔ شاید آپ کو یہ معلوم کرکے دلچسپی ھو کہ ھمارا بحری بیڑہ ۱۹۲۳ء میں برطانوی بحری بیڑے سے زیادہ طاقتور ھو جائے گا۔ لڑنے کےلئے تیل ھمارے ھاتھ میں ھونا چاھئے۔ تیل کے بغیر ھم کوئی جدید جنگ نہیں چلا سکتے۔ ھمارے لئے صرف تیل ھی کی ملکیت ضروری نہیں ھے بلکہ ایسے اقدامات کی بھی ضرورت ھے کہ دشمن کے پاس تیل نہ ھو سکے۔ اس معاملے میں جاپان کی حالت بری ھے۔ کمچاتکا کے قریب کہیں، میں نام بھول گیا ھوں، تیل کے چشمے ھیں اور ھم نہیں چاھتے کہ جاپانیوں کو یہ تیل ملے۔ اگر آپ ھمارے ھاتھ یہ علاقہ بیچ دیں تو میں اس بات کی ضمانت دے سکتا ھوں کہ ھمارے لوگ اتنے خوش ھو جائیں گے کہ ھم فوراً آپ کی حکومت کو تسلیم کر لیں گے۔ اگر آپ اس کو نہ بیچیں گے بلکہ صرف مراعات دیں گے تو میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ھم اس اسکیم پر غور نہیں کریں گے لیکن میں یہ نہیں وعدہ کر سکتا کہ لوگ اتنے خوش ھوں گے کہ سوویت حکومت کو تسلیم کر لیں۔ ،،

وانڈرلیپ نے بالکل صاف بات کہی ھے۔ بےمثال تلخی کے ساتھ انھوں نے ایک سامراجی کا نقطۂ‌نظر پیش کیا ھے جو صاف دیکھتا ھے کہ جاپان سے جنگ ضروری ھے اور کھلم کھلا اور بےدھڑک کہہ اٹھتا ھے — ھمارے ساتھ معاملہ کر لو اور اس سے تمھیں بھی کچھ سہولتیں ھونگی۔ سوال یوں ھے: مشرق بعید، کمچاتکا اور سائبیریا کا ایک حصہ عملی طور پر جاپان کی ملکیت ھیں، اس حد تک کہ جاپانی فوج وھاں قابض ھے، اس حدتک جیسا کہ آپ جانتے ھیں حالات نے ایک فاصل ریاست، مشرق‌بعید کی ریپبلک قائم کرنے کی

ضرورت پیدا کردی ہے، اس حد تک جیسا کہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ سائبیریا کے کسان جاپانی سامراجیوں کے ہاتھوں کتنی ناقابل یقین مصیبتیں سہہ رہے ہیں اور جاپانیوں نے کیا ناقابل یقین مظالم سائبیریا میں کئے ہیں۔ سائبیریا کے کامریڈ اس کو جانتے ہیں۔ ان کی حالیہ تحریریں جو چھپی ہیں ان میں اس کی تفصیلات بتائی گئی ہیں۔ بہرحال ہم جاپان سے جنگ نہیں کر سکتے اور ہمیں اس بات کی ہر کوشش کرنا چاہئے کہ نہ صرف جاپان سے جنگ ملتوی رکھیں بلکہ اگر ممکن ہو تو اس سے بچیں کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ یہ ہماری طاقت سے باہر ہے۔ ساتھ ہی جاپان بحرالکاہل کے ذریعہ عالمی تجارت سے ہمارے تعلقات کو زبردستی روک کر ہمیں سخت نقصان پہنچا رہا ہے۔ ان حالات میں جبکہ ہم ایک بڑھتے ہوئے تصادم سے، امریکہ اور جاپان کے درمیان بڑھتے ہوئے ٹکراؤ سے دوچار ہیں — کیونکہ جاپان اور امریکہ کے درمیان بحرالکاہل اور اس کے ساحلوں کی ملکیت کے لئے دسیوں برسوں سے سخت کشمکش ہو رہی ہے اور بحرالکاہل اور اس کے ساحلی علاقوں کی ساری سفارتی، معاشی اور تجارتی تاریخ اس بات کے قطعی اور واضح ثبوت سے بھرپور ہے کہ یہ کشمکش بڑھ رہی ہے اور امریکہ اور جاپان کے درمیان جنگ کو لابدی بنا رہی ہے — ہماری پوزیشن وہی ہے جو تین سال پہلے تھی یعنی ہماری سوشلسٹ ریپبلک ایسے سامراجی ملکوں سے گھری ہوئی ہے جو فوجی لحاظ سے ہم سے کہیں طاقتور ہیں، جو سوویت یونین کے خلاف نفرت پھیلانے کےلئے ایجی‌ٹیشن اور پروپیگنڈے کا ہر ذریعہ استعمال کر رہے ہیں اور جو فوجی مداخلت کا، بلکہ جیسا وہ کہتے ہیں سوویت اقتدار کا گلا گھونٹنے کا، کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیں گے۔

اگر ہم پچھلے تین سالوں کی تاریخ پر سرسری نظر ڈالتے ہوئے، سوویت ریپبلک کے بین‌اقوامی نقطۂ‌نظر سے یہ یاد رکھیں تو یہ بات بالکل صاف ہو جاتی ہے کہ ہم اتحادثلاثہ کی طاقتوں کا، بےمثال طاقت کے اتحاد کا جس کی حمایت ہمارے سفیدگارڈ کر رہے تھے صرف اسوجہ سے مقابلہ کر سکے اور اس کو شکست دے سکے کیونکہ ان طاقتوں میں کوئی اتحاد نہ تھا۔ ابھی تک ہماری فتح کیوجہ

یہی ہے کہ سامراجی طاقتوں کے درمیان سخت نفاق ہے اور صرف اسوجہ سے کہ یہ نفاق صرف پارٹی کا کوئی اتفاقیہ، اندرونی نفاق نہیں ہے بلکہ ان سامراجی ملکوں کے درمیان معاشی مفادات کا گہرا اور ناقابل‌علاج تصادم ہے جن کی بنیاد زمین اور سرمائے کی نجی ملکیت پر ہے اور ان کےلئے لٹیرےپن کی وہ پالیسی چلانا ضروری ہے جو سوویت اقتدار کے خلاف اپنی طاقتوں کو متحد کرنے کی ان کی تمام کوششوں کو خاک میں ملا دیتی ہے۔ اگر ہم جاپان کو لیں جس کا تقریباً سارے سائبیریا پر دسترس تھا اور جو کسی وقت بھی کولچاک کی مدد کرسکتا تھا، تو اس کے ایسا نہ کرنے کی خاص وجہ یہ ہے کہ اس کے مفادات بنیادی طور پر امریکہ کے خلاف ہیں اور وہ امریکی سرمائے کےلئے اپنی انگلیاں جلانا نہیں چاہتا تھا۔ یہ قدرتی بات ہے کہ ہم نے اس کمزوری کو جان‌کر اس کے سوا اور کوئی پالیسی نہیں چلائی کہ ہم امریکہ اور جاپان کے درمیان اس دشمنی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے کو مضبوط کریں اور اپنے خلاف جاپان اور امریکہ کے درمیان کسی سمجھوتے کو التوا میں ڈالے رہیں۔ اور ہمارے پاس اس بات کی مثال موجود ہے کہ ایسا سمجھوتہ ممکن ہے۔ امریکی اخباروں نے ایسے تمام ملکوں کے درمیان ایک سمجھوتے کی اشاعت کی ہے جنھوں نے کولچاک کی حمایت‌کا وعدہ کیا تھا (۲۷)۔

یہ سمجھوتہ تو ناکامیاب رہا لیکن یہ بات امکان سے باہر نہیں ہے کہ وہ موقع پاتے ہی اس کو پھر آگے بڑھانے کی کوشش کریں۔ کمیونسٹ تحریک جتنی ہی گہری اور طاقتور ہوتی جائے گی اتنی ہی زیادہ اور اکثر کوششیں ہماری ریپبلک کا گلا گھونٹنے کے لئے ہوں‌گی۔ اسی لئے ہماری پالیسی یہ ہے کہ ہم سامراجی طاقتوں کے درمیان نفاق کو استعمال کرکے اس سمجھوتے میں رکاوٹ ڈالیں یا امکان بھر اس کو عارضی طور پر ناممکن بنا دیں۔

یہ پچھلے تین سال سے ہماری پالیسی کی بنیادی لائن رہی ہے۔ اس کی وجہ سے معاہدۂ بریست ضروری ہوگیا اور اسی لئے بلیٹ سے بھی امن اور عارضی صلح کا معاہدہ کرنا ضروری ہوا جو ہمارے لئے بہت ناموافق تھا۔ اب یہ سیاسی لائن ایسی صورت اختیار کر رہی ہے

که هم کو مراعات جیسی تجویز کو هاتھوں هاتھ لینا چاهئے۔ آج هم امریکه کو کمچاتکا دے رهے هیں جو عملی طور پر همارا نهیں هے کیونکه جاپانی فوجیں وهاں هیں۔ اس وقت هم کسی طرح جاپان سے لڑ نهیں سکتے۔ هم امریکه کو ایسا علاقه معاشی استعمال کےلئے دے رهے هیں جهاں هماری بحری یا بری فوجی طاقتیں بالکل نهیں هیں اور جهاں هم ان کو بھیج بھی نهیں سکتے۔ اس طرح هم امریکی سامراج کو جاپانی سامراج سے اور اپنے سے قریب‌ترین بورژوازی، جاپانی بورژوازی سے بھڑا رهے هیں جو اب بھی مشرق‌بعید کی رپبلک پر قابض هے۔

اس لئے مراعات کےلئے بات‌چیت کرتے وقت همارے خاص مقاصد سیاسی تھے۔ مزیدبرآں، حالیه واقعات نے پوری وضاحت کے ساتھ یه بات دکھا دی هے که هم نے مراعات پر محض بات‌چیت سے فائده حاصل کیا هے۔ هم نے ابھی کوئی مراعات نهیں دی هیں اور اس وقت تک نهیں دیں گے جب تک مارچ میں صدرامریکه اپنے عهدے پر نه آجائیں۔ اس کے علاوه همیں سمجھوتے پر دستخط کرنے سے انکار کرنے کا اس وقت بھی موقع هے جب اس کی تفصیلات کی وضاحت هونے لگے۔

اس لئے اس کا یه مطلب هوا که اس معاملے میں معاشی مفاد ثانوی هے اور اس کا اصل مطلب سیاسی مفاد هے۔ پریس میں جو کچھ بھی شایع هوا هے اس سے پته چلتا هے که هماری جیت هوئی هے۔ وانڈرلیپ نے خود اصرار کیا که مراعات کی اسکیم فی‌الحال خفیه رکھی جائے۔ اس کو اس وقت تک خفیه رکھنا تھا جب تک رپبلکن پارٹی الکشن نه جیت لے۔ هم اس بات پر راضی هوگئے که هم نه تو ان کا خط اور نه ابتدائی مسوده شایع کریں گے۔ بهرحال ایسا راز بهت دن تک راز نهیں رکھا جا سکتا۔ وانڈرلیپ کے امریکه واپس هوتے هی طرح طرح کے انکشافات هونے لگے۔ الکشن میں هارڈنگ صدارت کے امیدوار تھے اور اب وه منتخب هو گئے هیں۔ هارڈنگ نے امریکی اخباروں میں اس رپورٹ کی تردید کی که وه وانڈرلیپ کے ذریعه سوویت حکومت سے رابطه رکھتے تھے۔ یه تردید قطعی تھی تقریباً مندرجه‌ذیل الفاظ میں: ”میں وانڈرلیپ کو نهیں جانتا اور

سوویت حکومت سے بھی کسی تعلق کو تسلیم نہیں کرتا ۔ ،، اس تردید کا سبب بالکل صاف ہے۔ الکشن شروع ہونے سے پہلے بورژوا امریکہ میں یہ مشہور ہو جانا کہ ہارڈنگ سوویت حکومت سے سمجھوتے کے حامی ہیں اس کا مطلب تھا کہ ہارڈنگ لاکھوں ووٹ کھو بیٹھیں ۔ اسی لئے انہوں نے جلدی سے پریس میں اعلان کر دیا کہ وہ کسی وانڈرلیپ کو نہیں جانتے ۔ لیکن الکشن ختم ہوتے ہی ہمیں امریکہ سے بالکل دوسری قسم کی خبریں ملنے لگیں ۔ متعدد اخباری مضامین میں وانڈرلیپ نے سوویت حکومت سے سمجھوتے کی ہر امکانی سفارش کی اور ایک اخبار میں تو یہ بھی لکھا کہ وہ لینن کا مقابلہ واشنگٹن سے کرتے ہیں ۔ اس لئے پتہ چلا کہ ہمارے ساتھ سمجھوتے کے حق میں بورژوا ملکوں میں پرچارک ہیں اور یہ کوئی سوویت سفیر یا جرنلسٹ نہیں ہیں بلکہ ہم نے ان کو وانڈرلیپ جیسے انتہائی بری طرح استحصال کرنےوالوں میں سے حاصل کیا ہے ۔

جو کچھ میں آپ کو بتا رہاہوں جب میں نے یہ ذمےدار انتظامی افسروں کے جلسے میں بتایا تو ایک کامریڈ کو ، جو امریکہ سے واپس آئے تھے جہاں وہ وانڈرلیپ کی ایک فیکٹری میں کام کرتے تھے، بڑا صدمہ ہوا اور انہوں نے کہا کہ وانڈرلیپ کی فیکٹریوں میں جیسا استحصال ہے انہوں نے کہیں نہیں دیکھا ہے ۔ اوراب سوویت روس سے تجارتی تعلقات کے پرچارک کی حیثیت سے ہم نے اس سرمایہدار لٹیرے کو حاصل کر لیا اور اگر ہمیں مراعات پر مجوزہ سمجھوتے کے سوا اور کچھ بھی نہ ملے تب بھی ہم کہیں گے کہ ہمیں کچھ نہ کچھ فائدہ ہوا ہے ۔ ہمیں بہت سی رپورٹیں ملی ہیں جو خفیہ ہیں کہ سرمایہدار ملکوں نے بہار میں پھر سوویت روس سے جنگ چھیڑنے کا خیال نہیں ترک کیا ہے ۔ ہمیں کئی رپورٹیں ایسی ملی ہیں کہ بعض سرمایہدار ریاستوں نے ابتدائی اقدام کئے ہیں اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ سفید گارڈ کے دستے ہر ملک میں تیاریاں کر رہے ہیں ۔ اس لئے ہمارا خاص مفاد تجارتی تعلقات کو بحال کرنے میں ہے اور اس مقصد کےلئے کمازکم سرمایہداروں کا ایک حصہ ہمارے ساتھ ہونا چاھئے ۔

برطانیہ میں کشمکش بہت دنوں سے ہو رہی ہے ۔ ہم نے

اس معنی میں جیت حاصل کی ہے کہ ان لوگوں میں جو بدترین استحصال کی نمائندگی کرتے ہیں ایسے لوگ ہیں جو روس سے تجارتی تعلقات بحال کرنے کے حامی ہیں۔ برطانیہ سے معاہدے، تجارتی سمجھوتے پر ابھی تک دستخط نہیں ہوئے ہیں۔ اب کراسین لندن میں سرگرم گفتگو ہیں۔ حکومت برطانیہ نے اپنا مسودہ ہمیں دیا ہے اور ہم نے اپنا جوابی مسودہ پیش کیا ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ برطانوی حکومت گفتگو کو طول دے رہی ہے اور وہاں ایک رجعت‌پسند فوجی گروہ زوروں سے کام کر رہا ہے جو ابھی تک کامیاب ہے اور تجارتی معاہدوں کو روک رہا ہے۔ یہ ہمارے فوری مفاد کی بات ہے اور یہ ہمارا براہ راست فرض ہے کہ ہم ہر اس بات کی حمایت کریں جو ہمارے ساتھ معاہدہ کے لئے کوشاں پارٹیوں اور گروہوں کو مضبوط کرنےوالی ہو۔ وانڈرلیپ ہمارا ایک ایساہی حامی ہے اور یہ کوئی اتفاق کی بات نہیں ہے۔ اس واقعہ کی وضاحت صرف یہ کہکر نہیں کی جا سکتی کہ وانڈرلیپ خاص طور سے زیادہ منچلے ہیں یا سائبیریا کو وہ اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ اس کے وجوہ زیادہ گہرے ہیں جو برطانوی سامراج کے مفادات کے ارتقا سے تعلق رکھتے ہیں جس کے پاس نوآبادیوں کی ناقابل‌یقین تعداد ہے۔ یہاں امریکی اور برطانوی سامراجوں کا ٹکراؤ بہت گہرا ہے اور ہمارا یہ قطعی فرض ہے کہ اب ہم اپنی بنیاد اس بات پر رکھیں۔

میں نے کہا ہے کہ وانڈرلیپ کو سائبیریا کے بارے میں خاص معلومات ہیں۔ جب ہماری گفتگو ختم ہو رہی تھی کامریڈ چیچیرین نے کہا کہ وانڈرلیپ سے ملاقات کرنا چاہئے کیونکہ اس سے مغربی یورپ میں ان کے مزید اقدامات پر اچھا اثر پڑیگا۔ یہ سچ ہے کہ چاہے ایسے سرمایہ‌دار لٹیرے سے گفتگو خوشگوار نہ ہو لیکن فرض کی حیثیت سے متوفی میرباخ سے پراخلاق بات‌چیت کرنے کے بعد میں وانڈرلیپ سے گفتگو کرنے میں ذرا بھی نہیں جھجکا۔ یہ دلچسپ بات ہے کہ جب میرے اور وانڈرلیپ کے درمیان پراخلاق باتوں کا تبادلہ ہو چکا اور انہوں نے ہنسی مذاق کرنا اور یہ کہنا شروع کیا کہ امریکی بہت عملی لوگ ہوتے ہیں اور وہ کسی بات پر اس وقت تک نہیں یقین کرتے جب تک اس کو دیکھ نہیں لیتے تو میں نے ان

سے ذرا مذاق میں کہا ''اچھا، تو اب آپ دیکھ سکتے ہیں کہ سوویت روس میں کیسا اچھا ہے اور آپ امریکہ میں بھی ایسا ہی کیجئے۔ ،، انھوں نے مجھے انگریزی میں نہیں جواب دیا بلکہ روسی میں کہا ''ہوسکتا ہے ،،۔ ''اچھا، آپ روسی بھی جانتے ہیں؟،، انھوں نے جواب دیا ''بہت زمانہ ہوئے میں نے سائبیریا کا پانچ ہزار ورسٹ کا دورہ کیا اور اس ملک سے مجھے بڑی دلچسپی ہو گئی۔ ،، اس قسم کی پرمذاق اور خوشگوار باتوں کے بعد رخصت ہوتے ہوئے وانڈرلیپ نے کہا ''ہاں، یہ سچ ہے مسٹر لینن کے سینگیں نہیں ہیں اور میں امریکہ میں اپنے دوستوں سے یہ بتاؤنگا،،۔ یہ فضول بات نہ ہوتی اگر یورپی اخباروں میں اس بات کی مزید رپورٹیں نہ آئی ہوتیں کہ سوویت حکومت ایک ایسا دیو ہے جس سے تعلقات بالکل نہیں قائم کئے جا سکتے۔ ہم کو وانڈرلیپ کے ذریعہ جو ہمارے ساتھ تجارتی تعلقات کی بحالی کے حق میں ہیں گویا اس دلدل میں پتھر پھینکنے کا موقع ملا۔

کیا کوئی بھی خبر جاپان سے ایسی آئی ہے جس میں جاپانی تجارتی حلقوں میں غیر معمولی ہیجان کا ذکر نہ ہو؟ جاپانی پبلک یہ کہتی ہے کہ وہ اپنے مفادات کے خلاف کبھی نہ جائے گی، کہ وہ سوویت روس سے مراعات حاصل کرنے کے خلاف ہے۔ مختصر یہ ہے کہ ہم جاپان اور امریکہ کے درمیان دشمنی بہت تیزی سے بڑھتی ہوئی پاتے ہیں اور اس طرح بلاشبہ جاپان اور امریکہ کا دباؤ ہمارے اوپر کم ہو جاتا ہے۔

ماسکو کے ذمےدار انتظامی افسروں کے جلسے میں جہاں میں نے اس واقعہ کا اظہار کیا مجھ سے کچھ اس طرح کا سوال کیا گیا ''ایسا معلوم ہوتا ہے،، ایک کامریڈ نے لکھا ''کہ ہم جاپان اور امریکہ کو لڑا رہے ہیں لیکن لڑینگے تو مزدور اور کسان۔ حالانکہ یہ سامراجی طاقتیں ہیں لیکن کیا یہ ہم سوشلسٹوں کے لئے زیبا ہے کہ ہم دو طاقتوں کو ایک دوسرے سے لڑا دیں جس کے نتیجے میں مزدوروں کا خون بہے؟،، میں نے جواب دیا کہ اگر ہم واقعی مزدوروں اور کسانوں کو جنگ میں ڈھکیلتے تو یہ جرم ہوتا۔ لیکن ہماری تمام سیاست اور پروپیگنڈا جنگ کے خاتمے کے لئے ہے

اور کسی طرح بھی قوموں کو لڑانے کے لئے نہیں۔ تجربے نے ہمیں اچھی طرح دکھا دیا ھے کہ متواتر جنگوں سے نکلنے کا واحد راستہ سوشلسٹ انقلاب ھے۔ اس لئے ھماری پالیسی جنگ بھڑکانا نہیں ھے۔ ھم نے کوئی ایسی بات نہیں کی ھے جو براہ‌راست یا بالواسطہ جاپان اور امریکہ کے درمیان جنگ کا باعث ھو۔ ھمارا تمام پروپیگنڈا اور تمام اخباروں کے مضامین اس حقیقت کی وضاحت سے بھرے ھوئے ھیں کہ امریکہ اور جاپان کے درمیان جنگ ایسی ھی سامراجی جنگ ھوگی جیسی کہ ۱۹۱۴ء میں برطانوی اور جرمن گٹوں کے درمیان ھوئی تھی اور سوشلسٹوں کو اپنے وطن کا دفاع کرنے کے بارے میں نہیں بلکہ سرمایہ‌داروں کے اقتدار کا تختہ الٹنے کے بارے میں سوچنا چاھئے، ان کو مزدوروں کے انقلاب کے بارے میں سوچنا چاھئے۔ لیکن اگر ھم لوگ، جو اس انقلاب کو تیزی سے آگے بڑھانے کےلئے ھر امکانی کوشش کر رھے ھیں، ایک کمزور سوشلسٹ رپبلک کی پوزیشن میں ھیں جس پر سامراجی لٹیرے حملے کر رھے ھیں تو کیا ھمارے لئے یہ ٹھیک پالیسی ھے کہ ھم ان کے درمیان نفاق کو اس لئے استعمال کریں کہ ان کےلئے ھمارے خلاف متحد ھونا مشکل ھو جائے؟ واقعتاً یہ ٹھیک پالیسی ھے۔ ھم نے چار سال تک، یہ پالیسی چلائی ھے۔ بریست کا معاھدہ اس پالیسی کا خاص مظہر تھا۔ جب تک جرمن سامراجیوں نے مقابلہ کیا ھم سامراجیوں کے درمیان تضادوں کو استعمال کرکے اس وقت بھی ڈٹے رھے جب سرخ فوج نہیں بنائی گئی تھی۔

یہ ھے وہ حالت جس میں کمچاتکا کے بارے میں مراعات کی ھماری پالیسی کی تشکیل ھوئی۔ اس قسم کی مراعات قطعی استثنا ھیں۔ آگے چل کر میں بتاؤنگا کہ دوسرے مراعات کیا صورت اختیار کر رھے ھیں۔ فی‌الحال میں مسئلے کے سیاسی پہلو تک اپنے کو محدود رکھونگا۔ میں یہ بتانا چاھتا ھوں کہ جاپان اور امریکہ کے درمیان تعلقات اس بات کی وضاحت کرتے ھیں کہ ھمارے لئے مراعات پیش کرنا یا ان کو لالچ دلانے کے لئے استعمال کرنا کیوں کارآمد ھے۔ مراعات کا مطلب کسی نہ کسی طرح سے پرامن سمجھوتوں کی بحالی، تجارتی تعلقات کی بحالی ھے۔ ان سے اس بات کا امکان پیدا

ہوتا ہے کہ ہم کو وہ مشینیں خریدنے کے وسیع مواقع حاصل ہو سکیں گے جن کی ہمیں ضرورت ہے۔ ہمیں اس کی تکمیل کےلئے اپنی تمام کوششیں لگا دینا چاہئے۔ ابھی‌تک اس کو عمل میں نہیں لایا گیا ہے۔

جس کامریڈ نے برطانیہ سے تجارتی تعلقات بحال کرنے کے بارے میں پوچھا ہے، وہ جاننا چاہتے ہیں کہ اس ملک کے ساتھ معاہدے پر دستخط میں کیوں تاخیر ہو رہی ہے۔ میرا جواب یہ ہے کہ اس میں تاخیر اس وجہ سے ہو رہی ہے کہ برطانوی حکومت مذبذب ہے۔ برطانیہ کی زیادہ تر تجارتی اور صنعتی بورژوازی اپنے تعلقات پھر سے قائم کرنے کے حق میں ہے اور صاف طور پر دیکھتی ہے کہ جنگ کی حمایت کے لئے قدم اٹھانے کا مطلب زبردست خطرہ مول لینا اور انقلاب کو زیادہ تیزی سے آگے بڑھانا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ وارسا پر ہمارے دھاوے کے دوران حکومت برطانیہ نے ہمیں الٹی‌میٹم دیاتھا جس میں یہ دھمکی دی گئی تھی کہ وہ اپنے بحری بیڑے کو پیتروگراد پر چڑھائی کا حکم دے گی۔ اور پھر آپ کو یاد ہوگا کہ سارے برطانیہ میں اقدام عمل کی کونسلیں (۲۸) بنائی گئیں اور انگریزی مزدور طبقے کے مینشویک لیڈروں نے وہاں اعلان کر دیا کہ وہ جنگ کے خلاف ہیں اور وہ اس کی اجازت نہیں دیں گے۔ دوسری طرف برطانوی بورژوازی کا رجعت‌پسند حصہ اور دربار کا فوجی گروہ جنگ کو جاری رکھنے کے حق میں ہے۔ تجارتی معاہدے پر دستخط میں تاخیر بلاشبہ ان کے اثر سے متعلق ہے۔ میں برطانیہ سے کاروباری تعلقات، برطانیہ سے تجارتی تعلقات کے بارے میں معاہدے کی تمام تفصیلات میں نہیں جاؤنگا کیونکہ اس طرح میں دور چلا جاؤنگا۔ اس نازک مسئلے پر حال ہی میں پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے بڑی تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے۔ ہم باربار اس کی طرف آئے اور اس مسئلے میں ہماری پالیسی انتہائی دب کر چلنے کی رہی ہے۔ اب ہمارا مقصد برطانیہ سے تجارتی سمجھوتہ کرنا ہے تاکہ ہم زیادہ باقاعدگی سے تجارت شروع کر سکیں اور اپنی معیشت کی بحالی کے وسیع منصوبے کےلئے ضروری مشینیں جلدازجلد حاصل کرنے کا موقع پا سکیں۔ جتنے ہی جلد ہم یہ کریں گے اتنی ہی زیادہ سرمایہ‌دار

ملکوں سے ہماری معاشی نجات کی بنیاد مضبوط ہوگی۔ ٹھیک اس وقت، روس پر مسلح چڑھائی میں اپنی انگلیاں جلا لینے کے بعد وہ جنگ کی فوری تجدید کا خیال نہیں کر سکتے۔ ہمیں یہ موقع ہاتھ سے جانے نہ دینا چاہئے اور اپنی پوری کوشش کرنا چاہئے تاکہ ہم تجارتی تعلقات قائم کر سکیں، خواہ وہ زیادہ سے زیادہ رعایتیں دیکر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ ہم ایک لمحے کے لئے بھی سامراجی طاقتوں سے پائدار تجارتی تعلقات میں یقین نہیں رکھتے، وہ تو دم لینے کا وقفہ ہوگا۔ انقلابوں، بڑے بڑے تصادموں کی تاریخ کا تجربہ ہمیں بتاتا ہے کہ جنگیں یا جنگوں کا ایک سلسلہ ناگزیر ہے۔ سرمایہ‌دار ملکوں کے ساتھ ایک سوویت ریپبلک کا وجود، سرمایہ‌دارانہ نظام کے لئے ایسی ناقابل‌برداشت چیز ہے کہ سرمایہ‌دار اس کے خلاف جنگ کےلئے ہر موقع استعمال کریں گے۔ آج قومیں سامراجی جنگ سے تھک چکی ہیں، وہ اس بات کی دھمکی دے رہی ہیں کہ اگر جنگ جاری رکھی گئی تو وہ اپنی ناراضگی کا مؤثر طریقے سے اظہار کرینگی لیکن اس بات کے امکان کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا کہ چند سال کے وقفے کے بعد سرمایہ‌دار پھر اس کو چھیڑ دینگے۔ اسی لئے ہم کو اس موقع سے جو مل رہا ہے پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے اور تجارتی تعلقات قائم کرنے چاہئیں۔ اب یہاں میں ایک اور بات کہہ سکتا ہوں (مہربانی کرکے اس کو لکھئے نہیں)۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس معاملے میں ہم اپنی اس ٹھوس پوزیشن کی بدولت کہ کمیونسٹ انٹرنیشنل کوئی حکومت کا ادارہ نہیں ہے آخرکار فتح حاصل کر لیں گے۔ اس لئے اور بھی انگلستان کی بورژوازی کو یہ سمجھنا چاہئے کہ تیسری انٹرنیشنل کے خلاف بغاوت کی کوشش احمقانہ ہے۔ تیسری انٹرنیشنل کی تشکیل مارچ ۱۹۱۹ء میں ہوئی تھی۔ جولائی ۱۹۲۰ء میں دوسری کانگرس ہوئی اور اس کے بعد سب ملکوں میں ماسکو کی شرائط کا کھلم کھلا اعلان ہو گیا۔ کمیونسٹ انٹرنیشنل سے اتحاد کے لئے کھلم کھلا جدوجہد ہو رہی ہے۔ ہر جگہ کمیونسٹ پارٹی کی تنظیمی بنیاد موجود ہے۔ان حالات میں ہمارے سامنے سنجیدہ الٹی‌میٹم کی طرح یہ سوال پیش کرنا کہ کمیونسٹ انٹرنیشنل کا حساب چکا دیجئے ناقابل قبول بات ہے۔ لیکن

جو لوگ اس پر زور دے رہے ہیں وہ دکھاتے ہیں کہ ان کی کور کہاں دبتی ہے اور ان کو ہماری پالیسی میں کیا پسند نہیں ہے۔ اور اسکے بغیر بھی ہم جانتے تھے کہ ان کو ہماری پالیسی میں کیا پسند نہیں ہے۔ دوسرا سوال جس کے متعلق پارٹی کے جلسے میں کہا جا سکتا ہے اور جو انگلستان کے لئے پریشان کن ہے وہ مشرق ہے۔ انگلستان ہمیں اس کا پابند کرنا چاہتا ہے کہ ہم مشرق میں اس کے مفادات کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائیں۔ ہم خوشی سے ایسی پابندی کے لئے تیار ہیں۔ مثلاً مشرقی قوموں کی کانگرس، کمیونسٹ کانگرس باکو میں، آذربائجان کی خودمختار ریپبلک میں ہوئی اور سوویت روسی فیڈریشن میں نہیں ہوئی۔ انگریزی حکومت کے لئے ہم پر یہ الزام لگانا ممکن نہ ہوگا کہ ہم انگلستان کے مفادات کے خلاف کچھ نہ کچھ قدم اٹھا رہے ہیں۔ ہمارے آئین سے اچھی طرح واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے وہ اکثر آذربائجانی ریپبلک اور روسی سوویت ریپبلک کو گڈمڈ کر دیتے ہیں۔ اس معاملے میں ہمارے قوانین بالکل ٹھیک اور قطعی ہیں اور انگریز وزیروں کی غلط بیانی کی تردید آسان ہے۔ پھر بھی اس معاملے میں اختلاف جاری ہیں اور ان دو کمبخت نکتوں پر کراسین اور وزیروں کے درمیان چل رہے ہیں۔

جولائی میں، جب پولینڈ کو مکمل شکست ہونےوالی تھی، جب سرخ فوج اس کو کچل دینےوالی تھی، برطانیہ نے ایک سمجھوتے کا مکمل مسودہ پیش کیا تھا جس میں کہا گیا تھا: آپ کو اس کا اصولی طور پر اعلان کرنا چاہئے کہ آپ مشرق میں برطانوی مفادات کے خلاف سرکاری پروپیگنڈا یا کوئی دوسری بات نہیں کریں گے۔ اس کی وضاحت آئندہ سیاسی کانفرنس میں کی جائے گی لیکن فی الحال ہم ایسا ایسا تجارتی معاہدہ کر رہے ہیں۔ کیا آپ اس پر دستخط کرنا پسند کریں گے؟ ہم نے جواب دیا کہ ہاں اور ہم آج پھر کہتے ہیں کہ ہم ایسے سمجھوتے پر دستخط کرینگے۔ سیاسی کانفرنس مشرق میں برطانوی مفادات کی وضاحت زیادہ ٹھیک طریقے سے کریگی۔ مشرق میں ہمارے بھی کچھ مفاد ہیں اور ضرورت پیدا ہونے پر ہم بھی ان کو بتائیں گے۔ برطانیہ کھلم کھلا یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اپنی جولائی کی تجویز سے دست بردار ہو رہا ہے اس لئے وہ معاملے

کو طول دے رہا ہے اور خود اپنے لوگوں سے بات‌چیت کی حقیقت کو چھپا رہا ہے۔ گفتگو کی صورت حال غیرواضح ہے اور ہم اس کی گارنٹی نہیں کر سکتے کہ سمجھوتے پر دستخط ہو جائیں گے۔ برطانیہ میں دربار اور فوجی گٹ کا زبردست اثر اس سمجھوتے کا مخالف ہے۔ لیکن اب ہم زیادہ سے زیادہ رعائتیں دے رہے ہیں اور اس کو اپنے مفاد میں سمجھتے ہیں کہ تجارتی معاہدہ ہو جائے اور ہم جلد از جلد ریلوے کی بحالی کےلئے مثلاً انجن، صنعت کی بحالی کے لئے اور بجلی‌بندی کے لئے ضروری چیزیں خرید سکیں۔ یہ ہمارے لئے سب سے زیادہ اہم ہے۔ اگر ہم یہ کر لیں تو چند سال میں اتنے مضبوط ہو جائیں گے کہ اگر کوئی خراب صورت ہوئی اور چند سال میں کوئی مسلح مداخلت ہوئی تو وہ ناکام ہوگی کیونکہ ہم اب سے زیادہ مضبوط ہوں گے۔ ہم مرکزی کمیٹی میں جس لائن پر چلتے ہیں وہ برطانیہ کو زیادہ سے زیادہ رعایتیں دینے کی ہے۔ اور اگر وہ حضرات یہ سوچتے ہیں کہ وہ ہم کو کوئی وعدہ خلافی کرتے پکڑ لیں گےتو ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہماری حکومت کوئی سرکاری پروپیگنڈا نہیں کریگی اور ہم مشرق میں برطانوی مفادوں کی مخالفت کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔ اگر وہ اس سے کوئی فائدہ حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں تو وہ کوشش کر لیں، اس سے ہم کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔

اب میں برطانیہ اور فرانس کے درمیان تعلقات پر آتا ہوں۔ وہ گڈمڈ ہیں۔ ایک طرف تو برطانیہ اور فرانس مجلس اقوام میں ہیں اور مشترکہ کارروائی پر مجبور ہیں اور دوسری طرف جب کبھی حالت کشیدہ ہوتی ہے تو وہ ایسا نہیں کرتے۔ جب کامریڈ کامینیف، کراسین کے ساتھ ملکر لندن میں مفاھمتی گفتگو کر رہے تھے تو یہ بات بالکل صاف ہو گئی۔ فرانس پولینڈ اور ورانگل کی حمایت کے حق میں تھا لیکن برطانیہ نے اعلان کر دیا کہ وہ فرانس کی موافقت نہیں کریگا۔ فرانس سے زیادہ برطانیہ کے لئے مراعات قابل‌قبول ہیں۔ فرانس اپنے قرض واپس پانے کے خواب اب بھی دیکھ رہا ہے جبکہ برطانیہ میں تھوڑا بہت کاروباری شعور رکھنےوالے سرمایہ‌داروں نے یہ سوچنا ترک کر دیا ہے۔ اس زاوئے سے بھی برطانیہ اور فرانس کے درمیان

جھگڑوں کو استعمال کرنا ہمارے لئے مفید ہے اور اس لئے ہمیں برطانیہ کو مراعات دینے کی سیاسی تجویز پر زور دینا چاہئے۔ اب ہمارے پاس شمال بعید میں لکڑی کے لئے مراعات دینے کے بارے میں سمجھوتے کا مسودہ ہے۔ برطانیہ اور فرانس میں سیاسی اتحاد نہ ہونے کیوجہ سے ہم ایسی پوزیشن میں ہیں کہ ہمیں اس مقصد کے حصول کے لئے کچھ خطرہ بھی مول لینے سے نہ ہچکنا چاہئے تاکہ ہمارے خلاف برطانیہ اور فرانس کا فوجی اتحاد مشکل ہو جائے۔ ہمارے خلاف ایک نئی جنگ، جسکی حمایت برطانیہ اور فرانس کرتے ہوں ہمارے لئے بہت بڑا بوجھ ہوگی (چاہے اس کا خاتمہ ورانگل کے خلاف جنگ کی طرح ہماری مکمل فتح ھی پر کیوں نہ ہو)۔ اس سے ہماری معاشی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہوگی اور مزدوروں اور کسانوں کی حالت اور بھی بری ہو جائے گی۔ اس لئے ہم کو وہ کرنا چاہئے جس میں کم سے کم نقصان ہو۔ ظاہر ہے کہ مراعات سے جو نقصانات ہوں گے وہ ان کے مقابلے میں کچھ نہیں ہیں جو ہماری معاشی ترقی میں تاخیر اور ہزاروں مزدوروں اور کسانوں کے اتلاف جان سے ہوں گے اگر ہم سامراجیوں کے سنگھٹن کا مقابلہ نہ کرسکے۔ اور ان کے سنگھٹن کا مقابلہ کرنے کا ایک ذریعہ برطانیہ سے مراعات کے بارے میں گفتگو ہے۔ یہ ہے مسئلہ کا سیاسی پہلو۔

آخر میں برطانیہ اور سارے اتحادثلاثہ کا جرمنی کی طرف رویہ لیتے ہیں۔ امریکہ کے علاوہ جرمنی سب سے زیادہ ترقی‌یافتہ ملک ہے۔ جہاں تک بجلی کی ترقی کا سوال ہے اس کا ٹکنیکل معیار امریکہ سے بھی بلند ہے۔ اس ملک میں معاہدۂ ورسائی کیوجہ سے حالات ایسے ہیں کہ جینا مشکل ہے۔ ان حالات میں یہ بات قدرتی ہے کہ جرمنی روس کے ساتھ اتحاد کے لئے بڑھے۔ جب روسی فوجیں وارسا کی طرف بڑھ رہی تھیں تو سارے جرمنی میں ہیجان تھا۔ روس اور اس ملک کے درمیان اتحاد، وہ ملک جس کا گلا گھونٹ دیا گیا ہے، وہ ملک جو زبردست پیداواری طاقتوں کو حرکت میں لا سکتا ہے — اس حالت نے جرمنی میں ایک سیاسی افراتفری پیدا کر دی ہے۔ جرمنی کے سیاہ صد روسی بالشویکوں سے اسی طرح ہمدردی رکھتے ہیں جیسے کہ اسپارٹاکس لیگ۔ یہ بات سمجھ میں بھی آنےوالی ہے کیونکہ

اس کے اسباب معاشی ہیں، یہ ساری معاشی حالت اور ہماری خارجہ پالیسی کی بنیاد ہے۔

ہماری خارجہ پالیسی، جبکہ ہم تنہا ہیں اور سرمایہ‌دار دنیا طاقتور ہے، ایک طرف تو اس بات پر مبنی ہے کہ ہم اختلافات سے فائدہ اٹھائیں (تمام سامراجی طاقتوں پر فتح حاصل کرنا واقعی بڑی خوشگوار بات ہوگی لیکن کافی مدت تک ہم ایسا نہیں کر سکیں گے)۔ ایک طرف تو ہمارے وجود کا انحصار سامراجی طاقتوں کے درمیان بنیادی اختلافات پر ہے اور دوسری طرف اس بات پر ہے کہ اتحادثلاثہ کی فتح اور معاہدۂ ورسائی نے جرمن قوم کی اکثریت کو ایسی حالت کی طرف ڈھکیل دیا ہے جس میں ان کے لئے جینا ناممکن ہے۔ معاہدۂ ورسائی نے ایسی حالت پیدا کر دی ہے جس میں جرمنی دم لینے کا خواب و خیال نہیں کر سکتا، اس بات کو سوچ تک نہیں سکتا کہ اس کو لوٹا کھسوٹا نہ جائے، اس کا ذریعۂ معاش اس سے نہ چھین لیا جائے، اس کے عوام کو بھکمری اور موت کا شکار نہ بنایا جائے۔ جرمنی ان باتوں کا خواب تک نہیں دیکھ سکتا اس لئے ظاہر ہے کہ اس کے لئے اپنے بچاؤ کا واحد ذریعہ سوویت روس سے اتحاد ہے جس کی طرف وہ رخ کر رہا ہے۔ جرمنی کے حکمراں سوویت روس پر مجنونانہ حملے کر رہے ہیں، وہ بالشویکوں سے نفرت کرتے ہیں، وہ اصلی سفید گارڈوں کی طرح اپنے کمیونسٹوں کو گولی کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ جرمن بورژوا حکومت بالشویکوں سے سخت نفرت کا اظہار کرتی ہے لیکن اس کی بین‌اقوامی حالت ایسی ہے کہ حکومت اپنی مرضی کے خلاف سوویت روس سے معاہدہ کرنے پر مجبور ہے۔ ساتھیو، وہ دوسرا سنگ بنیاد جس پر ہماری بین‌اقوامی پالیسی، ہماری خارجہ پالیسی قائم ہے، ان قوموں کو جو بورژوا غلامی کا احساس رکھتی ہیں یہ دکھانا ہے کہ ان کے لئے سوویت رپبلک کے علاوہ نجات کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اور چونکہ سوویت رپبلک تین سال تک سامراجیوں کے حملے کے خلاف ڈٹی رہی اس لئے یہ بات بتاتی ہے کہ دنیامیں ایک ملک اور صرف ایک ملک اپنا سامراجی جوا اتار پھینکنے میں کامیاب رہا ہے۔ چاہے یہ ملک ''قزاقوں''، ''لٹیروں''، ''ڈاکوؤں''، بالشویکوں وغیرہ ہی کا کیوں نہ ہو پھر بھی اس ملک کے بغیر معاشی حالت کو بہتر بنانا ناممکن ہے۔

اس حالت میں مراعات کے سوال کا ایک اور پہلو ابھرتا ہے۔ یہ پمفلٹ جو میرے ھاتھ میں ہے مراعات کے بارے میں ۲۳ نومبر کا فرمان ہے۔ اسے کانگرس کے سب ممبروں میں تقسیم کیا جائے گا۔ هم اس پمفلٹ کو غیرملکوں میں کئی زبانوں میں شایع کرنا چاھتے هیں۔ همارا مقصد یہ ہے کہ هم زیادہ سے زیادہ ملکوں کے لوگوں میں مراعات سے فوراً دلچسپی پیدا کر دیں، خاص طور سے ان ملکوں میں جو سب سے زیادہ کچلے ھوئے ھیں۔ جاپان اور امریکہ کے مفادات میں بڑے اختلافات ھیں۔ وہ اپنے درمیان چین اور متعدد جزیروں وغیرہ کو نہیں تقسیم کر پاتے۔ جرمنی اور اتحادثلاثہ کے درمیان اختلافات دوسرے قسم کے ھیں۔ اتحادثلاثہ نے جرمنی کو جن حالات تک پہنچا دیا ہے اس میں اس کے لئے جینا ناممکن ھو رھا ہے۔ وھاں لوگ مر رہے ھیں کیونکہ اتحادثلاثہ ان کی موٹریں اور مویشی ضبط کر رھا ہے۔ یہ حالت جرمنی کو سوویت روس سے تعلقات بحال کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ میں جرمنی اور اتحادثلاثہ کے درمیان معاھدے کی تفصیلات نہیں جانتا لیکن بہرحال یہ جانتا ھوں کہ اس معاھدے میں جرمنی اور سوویت روس کے درمیان براہ راست تجارتی تعلقات کی ممانعت ہے۔ اگر هم نے جرمن انجنوں کا معاملہ کیا ہے تو اسکی صورت یہ ہے کہ همارا کاروباری فریق جرمنی نہیں ہے بلکہ سویڈن ہے۔ بہرحال اپریل ۱۹۲۱ء سے پہلے جرمنی همارے ساتھ اپنے تجارتی تعلقات نہیں بحال کر سکتا۔ لیکن اتحاد ثلاثہ کے مقابلے میں جرمنی کے ساتھ تجارتی تعلقات کے لئے همارے قدم زیادہ تیزی سے بڑھ رہے ھیں۔ لیکن حالات زندگی جرمن لوگوں کو مجموعی طور پر، بشمول سیاہ صد اور سرمایہ‌دار اس بات پر مجبور کرتے ھیں کہ وہ سوویت روس سے تعلقات قائم کریں۔ جرمنی سے همارے کچھ تجارتی تعلقات قائم ھو چکے ھیں۔ جرمنی سے همارے تعلقات اور بھی بڑھنے کا امکان ہے کیونکہ هم اسکو غذائی مراعات دے رہے ھیں۔ اس لئے یہ بات صاف ھو جاتی ہے کہ هم مراعات کی معاشی طریقے سے تجویز کریں، بلا اس کا لحاظ کئے ھوئے کہ هم اپنی تجویز کو کس حدتک عملی جامہ پہنا سکیں گے۔ مراعات میں دلچسپی اتنی نمایاں ہے کہ اگر هم کوئی بھی مراعات دینے میں کامیاب نہ ھوں، اگر

ہمارا ایک بھی معاہدہ عمل میں نہ آئے (اور یہ بھی بالکل ممکن ہے)، اگر یہی صورت پیدا ہو تب بھی ہم کو کچھ نہ کچھ فائدہ ہوگا اور پھر بھی ہم کو اپنی اس پالیسی پر گامزن رہنا پڑیگا کیونکہ ایسا کرکے ہم سرمایہ‌دار ملکوں کے لئے یہ بات مشکل بنا دیں گے کہ وہ ہمارے اوپر حملہ کریں۔

اس سے قطع‌نظر ہمیں مظلوم قوموں کو مجموعی طور پر یہ دکھانا چاہئے کہ مٹھی بھر ملک دوسری قوموں کا گلا گھونٹ رہے ہیں — یہ بات معاہدۂورسائی سے ابھرتی ہے — اور یہ قومیں کھلم کھلا یا چھپ کر، شعوری یا غیرشعوری طریقے پر ہماری طرف مدد کے لئے دیکھتی ہیں اور وہ اپنے کو اس خیال سے مانوس کر رہی ہیں کہ بین‌اقوامی سامراج کے خلاف سوویت روس سے اتحاد معاشی طور پر ضروری ہے۔ اس لئے غذائی مراعات کےلئے پرانے بورژوا مراعات کے مقابلے میں زیادہ گنجائش ہے۔ یہ پرانے سرمایہ‌دارانہ مراعات جیسے بالکل نہیں ہیں۔ وہ سرمایہ‌دارانہ مراعات رہتے ہیں کیونکہ ہم جرمن سرمایہ‌داروں سے کہتے ہیں: ہمارے لئے اتنے ٹریکٹر لاؤ اور ہم تمکو اتنی عمدہ اچھوتی زمین اور اناج دیں گے۔ ہم زبردست منافع کے لالچ سے سرمائے کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اس لحاظ سے مراعات خالص سرمایہ‌دارانہ معاملات ہیں لیکن وہ بےحد زیادہ اہمیت اختیار کر لیتے ہیں کیونکہ جرمنی (بحیثیت قوم)، آسٹریا اور دوسرے ملک زندہ نہیں رہ سکتے کیونکہ ان کو غذا کی صورت میں امداد کی ضرورت ہے، کیونکہ ساری قوم، قطع‌نظر اس کے کہ سرمایہ‌دار سو فیصدی نفع کماتا ہے یا دو سو فیصدی، بالشویک دشمن تعصبات کے باوجود یہ دیکھ سکتی ہے کہ بالشویک بالکل مختلف قسم کے بین‌اقوامی تعلقات قائم کر رہے ہیں جو تمام مظلوم قوموں کے لئے سامراجی جوے سے نجات ممکن بناتے ہیں۔ اس لئے ہماری پچھلے تین سال کی کامیابیاں آئندہ سال خارجہ پالیسی کے میدان میں اور کامیابیوں کا باعث ہونگی۔ وہ سرمایہ‌دار ملک جن کا گلا سامراج‌شاہی گھونٹ رہی ہے ہماری پالیسی کیوجہ سے سوویت ریپبلک کے گرد جمع ہو رہے ہیں۔ اسی لئے ہماری مراعات کی تجویز کی اہمیت صرف سرمایہ‌دارانہ نہیں ہے، اسی لئے یہ صرف جرمن

سرمایہداروں کی طرف ہاتھ بڑھانا نہیں ہے کہ ''ہمارے لئے سیکڑوں ٹریکٹر لاؤ اور چاہے ہم سے روبلوں پر تین سو فیصدی نفع لےلو،، بلکہ یہ مظلوم قوموں کی طرف بھی ہاتھ بڑھانا ہے، یہ کچلے ہوئے عوام کا اتحاد ہے جو آئندہ کے پرولتاری انقلاب کا ایک عنصر ہے۔ وہ شبہات اور خوف جو ترقییافتہ ملکوں میں اب بھی باقی ہیں، جہاں یہ کہا جاتا ہے کہ روس سوشلسٹ انقلاب کے خطرے میں اسلئے کود سکا کہ وہ بڑا ملک ہے اور اپنے زندگی کے وسائل رکھتا ہے اور ہم، یورپ کے صنعتی ملک ایسا نہیں کرسکتے کیونکہ ہمارے ساتھی نہیں ہیں — یہ شبہات اور خوف بےبنیاد ہیں اور ہم کہتے ہیں ''اب تمہارا ایک ساتھی ہے — سوویت روس،،۔ اور چونکہ ہم مراعات کو عمل میں لائینگے اس لئے یہ ایسا اتحاد ہوگا جو عالمی سامراج کے خلاف اتحاد کو مضبوط کریگا۔ یہ ایسی پوزیشن ہے جس کو نظرانداز نہ کرنا چاہئے، یہ ہماری مراعات کی پالیسی کو معقول اور مراعات کو ضروری ثابت کرتی ہے۔

آگے چلکر میں چند خالص معاشی باتوں کا ذکر کرتا ہوں۔ معاشی باتوں کی طرف آتے ہوئے میں قانون سے کچھ دفعات پڑھونگا حالانکہ مجھے[1] امید ہے کہ جو کامریڈ یہاں موجود ہیں انھوں نے ۲۳ نومبر کا قانون پڑھا ہوگا۔ پھر بھی میں مختصر طور سے اس کی یاددھانی کرونگا۔ اس میں کہا گیا ہے کہ مراعات پانےوالے رقم کی ادائیگی کی حیثیت سے اپنی پیداوار کا کچھ حصہ پائیں گے، کہ مخصوص ٹکنیکی ایجادوں کی صورت میں ہم تجارتی سہولتیں دینے کے لئے تیار ہیں، کہ مراعات کی مدت اخراجات کی رقم اور نوعیت کے لحاظ سے کم یا طویل ہوگی۔ ہم اس بات کی گارنٹی کرتے ہیں کہ کارخانوں کی ملکیت کو نہ تو ضبط کیا جائےگا اور نہ ان کو کسی خاص سرکاری اسکیم کے ماتحت لیا جائےگا۔

اس گارنٹی کے بغیر واقعی نجی سرمایہ اور نجی ملکیت ہم سے تعلقات نہیں قائم کریں گے۔ پہلے سمجھوتے کے مسودے میں عدالتوں کا جو سوال تھا اس کو بعد میں نکال دیا گیا کیونکہ ہم نے دیکھا کہ وہ ہمارے لئے مفید نہ تھا اور اس لئے ہمارے علاقے میں عدالتی اختیارات ہمارے ہاتھ میں رہے۔ تنازعہ کی صورت میں ہمارے جج

معاملے کا فیصلہ کریں گے۔ یہ سرکاری طور پر ضبطی نہ ہوگی بلکہ ہمارے عدالتی اداروں کے جائز عدالتی حقوق کا استعمال ہوگا۔

سمجھوتے کی پانچویں دفعہ محنت کے قوانین کے بارے میں ہے۔ سمجھوتے کے ابتدائی مسودے میں، جس پر وانڈرلیپ کے ساتھ بحث ہوئی تھی، یہ شرط رکھی گئی تھی کہ ان علاقوں پر محنت کا کوڈ نافذ نہ ہوگا جہاں پسماندہ قبائل آباد ہیں، ایسے قبائل جن کو ہم نہیں جانتے۔ ایسی جگہوں پر محنت کا کوڈ ناممکن ہے۔ ایسے علاقوں میں محنت کے کوڈ کی جگہ مزدوروں کے لئے گارنٹی کے مخصوص سمجھوتے کو لینی ہوگی۔

آخری دفعہ وہ ہے جس میں ہم نے مراعات پانےوالوں کو یہ ضمانت دی ہے کہ یکطرفہ تبدیلی نہ کی جائے گی۔ دراصل اس ضمانت کے بغیر مراعات دینے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ بہرنوع اس تبدیلی کی تعریف جو یکطرفہ نہیں ہے غیرمتعین چھوڑ دی گئی ہے۔ اس کا انحصار انفرادی طور پر ہر رعایت کے سمجھوتے کے مسودے پر ہوگا۔ یہ ممکن ہے کہ بعض غیرجانبدار ملکوں کے ذریعہ ثالثی فیصلہ ہو۔ یہ ایسی دفعہ ہے جس سے اختلافات پیدا ہو سکتے ہیں اور اس میں رعایت کے ٹھیک ٹھیک شرائط مقرر کرنے کی کافی گنجائش رہتی ہے۔ برسبیل تذکرہ میں یہ بتا دوں کہ سرمایہ‌دار ملکوں میں مزدور طبقے کے مینشویک لیڈر معتبر مانے جاتے ہیں۔ وہ بورژوا حکومتوں میں ہیں اور بورژوا حکومتوں کے لئے ایسے بچوانی یا ثالثوں کو، جیسے یورپی ملکوں کے مینشویک یا سوشل غدار ہیں، مسترد کرنا بہت مشکل ہے۔ تجربے نے ہمیں دکھایا ہے کہ جب حالات سنگین حد تک کشیدہ ہو جاتے ہیں تو ان امریکی اور یورپی مینشویک حضرات کی، جن کا رویہ روسی مینشویکوں جیسا ہے، سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ وہ کیسا رویہ اختیار کریں اور وہ انقلاب کے دشمن رہتے ہوئے بھی انقلابی عوام کے دباؤ سے جھکنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اس سوال کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا ہے۔ ہمیں قبل ازوقت فیصلہ نہیں کرنا چاہئے۔

جو شرائط میں نے آپ کے سامنے پڑھے ہیں ان سے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ مراعات پانے والے سرمایہ‌دار اور سوشلسٹ ریپبلک کے

درمیان معاشی تعلقات میں مضبوطی اور پائداری بالکل نہیں ھے۔ یہ بات بالکل صاف ھے کہ وہ سرمایہ‌دار جو نجی ملکیت اور استحصالانہ تعلقات کو برقرار رکھتا ھے کسی سوشلسٹ ریپبلک میں سوائے بدیسی کے اور کچھ نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس سے میری تقریر کے انتہائی اھم موضوعات میں سے ایک سامنے آتا ھے: مراعات کا مطلب لڑائی کو دوسرے ذرائع سے جاری رکھنا ھے۔ میں ابھی اس کے بارے میں تفصیل سے بتاؤنگا لیکن پہلے میں مراعات کی تین خاص صورتوں یا چیزوں کا ذکر کرنا چاھتا ھوں۔

اس پمفلٹ میں ھم نے مراعات کی خاص چیزوں کی فہرست دی ھے اور قومی معیشت کی اعلی کونسل کے کامریڈوں نے جنھوں نے اس پمفلٹ کے لئے مواد فراھم کیا ھے اور اس کی ایڈیٹنگ کی ھے، ان چیزوں کو دکھانےوالے نقشے بھی منسلک کئے ھیں۔ ان نقشوں سے یہ معلوم کیا جا سکتا ھے کہ مراعات کی چیزیں تین خاص مدوں میں آتی ھیں — اول شمال بعید میں جنگلات کی مراعات، دوسرے غذائی مراعات اور تیسرے سائبیریا میں کان کنی کی مراعات۔

یورپی روس کے شمال بعید میں جنگلات کی مراعات سے ھمارا معاشی مفاد بالکل واضح ھے۔ یہاں کروڑھا ایکڑ جنگلات کا ایسا رقبہ ھے جس کو ھم استعمال نہیں کر سکتے کیونکہ وھاں ذرائع رسل و رسائل، ذرائع پیداوار اور مزدوروں کو غذا فراھم کرنے کے امکانات نہیں ھیں لیکن ان کو ایک ایسا ملک قابل استعمال بنا سکتا ھے جس کے پاس ایک بڑا تجارتی بحری بیڑا ھو، لکڑی کو ٹھکانے سے کاٹ اور چیر سکتا ھو اور اس کو زبردست مقدار میں برآمد کرسکتا ھو۔

اگر ھم غیرملکوں سے تجارت کرنا چاھتے ھیں، اور ھم تجارت کرنا چاھتے ھیں کیونکہ ھم اس کی ضرورت کو سمجھتے ھیں، تو ھمارا بڑا مفاد اسی میں ھے کہ ھم سرمایہ‌دار ملکوں سے جلدازجلد وہ ذرائع پیداوار (انجن، مشینیں اور برقی آلات) حاصل کر لیں جن کے بغیر ھم اپنی صنعت کو ٹھوس طریقے سے بحال نہیں کر سکتے، اور بعض صورتوں میں تو بالکل نہیں کیونکہ ھماری فیکٹریوں کےلئے ضروری مشینیں نہیں ملتی ھیں۔ ھمیں زبردست نفع کے لالچ سے

سرمایہداری کو اپنی طرف کھینچنا چاھئے۔ اس کو زیادہ نفع ملےگا۔ اسے زیادہ نفع ملنے دیجئے۔ اور ھمیں وہ بنیادی چیزیں حاصل ھونگی جو ھمیں مضبوط کرنے میں مدد دینگی۔ ھم قطعی طور پر اپنے پیروں پر کھڑے ھوں گے اور معاشی لحاظ سے فتح حاصل کریں گے۔ بہترین مشینیں وغیرہ حاصل کرنے کےلئے ھمیں قیمت ادا کرنی ھوگی۔ ھم کس چیز سے قیمت ادا کرینگے؟ ھمارے ھاتھ میں چند کروڑ کا سونے کا فنڈ باقی رہ گیا ھے۔ آپ اس مخصوص منصوبے سے جو چند دھائی برسوں کے دوران روس کی بجلی‌بندی مکمل کرنے کے لئے تیار کیا گیا ھے یہ دیکھ سکتے ھیں کہ اس منصوبہ اور صنعتی بحالی کے مزید کام میں تقریباً سترہ ارب سونے کے روبل خرچ ھوں گے۔ صرف بجلی بندی ھی میں ایک ارب سے زیادہ سونے کے روبلوں کے مصارف ھوں گے۔ ھم یہ سب اپنے سونے کے فنڈ سے نہیں پورا کر سکتے۔ ھمارے لئے غذائی سامان برآمد کرنا انتہائی نامناسب اور خطرناک ھوگا کیونکہ ھمارے پاس اپنی صنعت ھی کےلئے غذا کافی نہیں ھے۔ مگر ان سب ضروریات کو ابھی پورا کرنا ھے۔ اس صورت میں ھمارے لئے معاشی طور پر شمال بعید کے جنگلات سے زیادہ اور کوئی چیز مناسب نہیں ھے جن کے ھم ناقابل بیان تعداد میں مالک ھیں اور وہ سڑ رھے ھیں، ضایع ھو رھے ھیں کیونکہ ھم معاشی طور پر ان کو استعمال کرنے کے قابل نہیں ھیں۔ بات یہ ھے کہ عالمی منڈی میں لکڑی کی قیمت بہت ھے۔ اور سیاسی طور پر بھی شمال بعید مناسب ھے کیونکہ وہ دوردراز کی سرحد پر ھے۔ اس لئے یہ رعایت ھمارے لئے سیاسی اور معاشی طور پر مناسب ھے اور ھم کو اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاھئے۔ ماسکو کانفرنس میں، جس کے بارے میں آپ کو میں بتا چکا ھوں، ملیوتن نے کہا تھا کہ یورپی روس کے شمال میں مراعات کے بارے میں برطانیہ سے بات‌چیت اچھی طرح ھو رھی ھے۔ وھاں کروڑھا ایکڑ جنگلات ھیں۔ اگر ھم ۸۰ لاکھ یا سوا کروڑ ایکڑ جنگل کو شطرنجی انداز میں مراعات پانے والوں میں تقسیم کردیں تو ھمیں جدید کارخانوں کے استعمال کا موقع، سیکھنے کا موقع اور ھمارے ماھرین ٹکنیک کو ان میں حصہ لینے کا موقع ملےگا۔ اس طرح ھم اپنے لئے

بہت کچھ حاصل کر لیں گے اور ان سرمایہ‌دار طاقتوں کےلئے جو ہم سے کاروبار کرینگی یہ مشکل بنا دیں گے کہ وہ ہمارے خلاف جنگی کارروائی کریں کیونکہ جنگ ہر چیز کو منسوخ کر دیتی ھے اور جنگ ہونے پر ہم کو تمام عمارتیں، نصب‌شدہ مشینیں اور ریلوے مل جائیں گی۔ نئے کولچاک، دینیکن اور دوسرے لوگ اگر ہمارے خلاف کچھ کرینگے بھی تو ان کے لئے آسان نہ ہوگا۔

دوسری قسم کی رعایت غذا ھے۔ مغربی سائبیریا کو شمار نہ کرتے ہوئے، جہاں اعلی درجے کی زمین کا زبردست رقبہ ھے جس کو ہم اپنے لئے استعمال نہیں کر سکتے کیونکہ وہ ریلوے سے بہت دور ھے، صرف یورپی روس اور دریائے اورال کے کنارے کنارے (ہماری زرعی کمیساریت نے ضروری ہدایات دے دی ھیں اور اس زمین کا حساب لگایا ھے جو ہم کاشت نہیں کر سکتے۔ یہ زمین دریائے اورال کے کنارے ۷۰ لاکھ ایکڑ سے کم نہیں ھے جس کو خانہ جنگی کے فاتحانہ خاتمے کیوجہ سے کزاکوں نے چھوڑ دیا ھے اور پورے پورے گاؤں خالی ہو گئے ھیں۔) وہاں بہت عمدہ زمین ھے جس کو قابل‌کاشت بنانا چاہئے لیکن ہم مویشی کافی نہ ہونے کیوجہ سے اور اپنی پیداواری طاقتوں کی کمزوری کیوجہ سے اس کو قابل‌کاشت نہیں بنا سکتے۔

دون صوبے کے ریاستی فارموں کے پاس بیس لاکھ ایکڑ ایسی زمین ھے جس کو ہم جوت نہیں سکتے، اس کو قابل کاشت بنانے کے لئے زبردست تعداد میں مویشیوں یا ٹریکٹروں کے پورے دستے کی ضرورت ھے جو ہم کھیتوں میں نہیں لا سکتے جبکہ بعض سرمایہ‌دار ملک، جن کو غذا کی سخت ضرورت ھے — آسٹریا، جرمنی، بوھیمیا — ٹریکٹروں سے کام لے سکتے ھیں اور گرمیوں کے موسم میں لاجواب گیہوں حاصل کر سکتے ھیں۔ ہم نہیں جانتے کہ اس کے حصول میں ہم کس حد تک کامیاب ہوں گے۔ اس وقت صرف دو ٹریکٹر بنانےوالے کارخانے ماسکو اور پیتروگراد میں کام کر رہے ھیں لیکن مشکل حالات کی وجہ سے وہ بڑی تعداد میں ٹریکٹر نہیں بنا سکتے۔ ہم ٹریکٹروں کی بڑی تعداد خرید کر حالات کو بہتر بناسکتے ھیں۔ پرانے کھیتی کے طریقوں میں بنیادی تبدیلی اور قابل کاشت زمین کے

رقبے میں توسیع کے لئے ٹریکٹر اہم‌ترین ذریعہ ہیں۔ ہم ان مراعات کے ذریعہ بہت سے ملکوں کو دکھا سکتے ہیں کہ ہم عالمی معیشت کو زبردست پیمانے پر ترقی دینے کے قابل ہیں۔

اگر ہمارا پروپیگنڈا اور ہماری تجویز کامیاب نہیں ہوتی ہے، اگر ہماری تجویز نہیں مانی جاتی ہے، پھر بھی ہم کو فائدہ ہوگا جو نہ صرف سیاسی ہوگا بلکہ سوشلسٹ بھی۔ سرمایہ‌دار دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ صرف دولت کا اتلاف نہیں ہے وہ پاگل‌پن اور جرم ہے کیونکہ کچھ ملکوں میں فاضل غذا ہے جو کرنسی میں الٹ‌پلٹ کیوجہ سے نہیں فروخت کی جاسکتی، کیونکہ متعدد ملکوں میں جن کو شکست ہوئی ہے کرنسی کی قیمت گر گئی ہے۔ غذا کی زبردست مقدار سڑ رہی ہے اور اسی وقت کروڑوں آدمی مختلف ملکوں میں مثلاً جرمنی میں واقعی بھوکوں مر رہے ہیں۔ سرمایہ‌دارانہ نظام کی یہ بیہودگی، یہ جرم تمام سرمایہ‌دار ملکوں اور ان چھوٹے ملکوں کے سامنے واضح ہوتا جا رہا ہے جو روس کے چاروں طرف ہیں۔ سوویت ریپبلک ان سے کہتی ہے کہ ''ہمارے‌یہاں لاکھوں ایکڑ بہترین زمین ہے جس کو ٹریکٹروں سے قابل کاشت بنایا جاسکتا ہے اور تمھارے پاس ٹریکٹر ہیں، تمھارے پاس پٹرول اور تربیت‌یافتہ ماہرین ہیں۔ ہم تمام قوموں کے سامنے جن میں سرمایہ‌دار ملکوں کی قومیں بھی شامل ہیں یہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ وہ معیشت کی بحالی اور تمام قوموں کو بھوک سے نجات دلانا اپنا خاص مقصد بنائیں۔ ،، اگر سرمایہ‌دار یہ بات نہیں سمجھتے تو وہ ہمیں سرمایہ‌دارانہ نظام کی اس سڑاہند، پاگل‌پن اور مجرمانہ رویے کے خلاف ایک دلیل فراہم کرتے ہیں جس کی قیمت پروپیگنڈے سے زیادہ ہے۔ یہ انقلاب کےلئے کمیونسٹ اپیل ہوگی کیونکہ اس سے بلاشبہ یہ پتہ چلتا ہے کہ سرمایہ‌دار نظام تتربتر ہو رہا ہے اور وہ عوام کی ضروریات کو نہیں پورا کرسکتا۔ یہ حقیقت لوگوں کے شعور میں زیادہ سے زیادہ سرایت کرتی جا رہی ہے۔ سامراجی ملکوں کی چھوٹی سی اقلیت امیر ہوتی جا رہی ہے اور دوسرے ملکوں کی بڑی تعداد واقعی تباہی کے قریب ہے۔ عالمی معیشت کی نئی تنظیم کی ضرورت ہے اور سوویت ریپبلک اس نئی تنظیم کے لئے یہ منصوبہ پیش کرتی ہے۔

وہ یہ کارآمد، مسلمہ اور عملی تجویز پیش کرتی ہے ''مشینوں کی زبردست دولت کے باوجود تم سرمایہ‌دارانہ نظام کے تحت بھوکوں مر رہے ہو۔ ہمارے لئے اس بحران سے نکلنے کا راستہ تلاش کرنا اس طرح ممکن ہے کہ ہم تمہاری مشینوں کو اپنی خام اشیا سے متحد کر دیں لیکن سرمایہ‌دار اس میں رکاوٹ ہیں۔ ہم ان کے سامنے ایسا کرنے کی تجویز رکھتے ہیں لیکن وہ اس کو روکتے ہیں، وہ اس کو ناکام بناتے ہیں۔'' یہ ہے دوسرے قسم کی، غذا یا ٹریکٹروں کی رعایت۔

تیسری رعایت کان‌کنی کی ہے۔ ان مراعات کو سائبیریا کے نقشے پر دکھایا گیا ہے جہاں ہر اس رقبے کی تفصیلات دی گئی ہیں جس میں مراعات دینے کے بارے میں غور کیا جا رہا ہے۔ سائبیریا کی معدنی دولت حقیقتاً بےشمار ہے اور اگر ہم بڑی سی بڑی کامیابی بھی حاصل کرلیں تب بھی ہم متعدد برسوں میں اس کا سواں حصہ بھی نہیں حاصل کر سکتے۔ معدنی اشیا ایسے حالات میں پائی جاتی ہیں جن کے لئے بہترین مشینوں کی ضرورت ہے۔ وہاں ایسی چیزیں ہیں مثلاً خام تانبا جس کی سرمایہ‌دار ملکوں کو اپنے بجلی کے سامان کی صنعت کےلئے سخت ضرورت ہے کیونکہ ان چیزوں کی بڑی قلت ہے۔ اگر وہ ہم سے معقول تعلقات قائم کرلیں تو دنیا کی معیشت کو بحال کرنے اور عالمی ٹکنالوجی کو بہتر بنانے کے امکانات ہیں۔

واقعی ان مراعات کو بروئے کار لانا زیادہ مشکل ہے یعنی جنگلات یا غذا کے مراعات کے مقابلے میں یہ زیادہ مشکل ہیں۔ جہاں تک غذا کے مراعات کا سوال ہے وہ تھوڑی مدت کے لئے ٹریکٹروں کو سپلائی کرنے کا معاملہ ہے۔ جنگلات کے مراعات بھی آسان ہیں خصوصاً جبکہ وہ ایسی چیزیں ہیں جن سے ہم خود فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ لیکن کان‌کنی کے مراعات کی جگہوں کا ایک حصہ ریلوے سے زیادہ دور نہیں ہیں، کچھ حصہ گھنی آبادی کے علاقوں میں ہے اسلئے ان میں کافی خطرہ بھی ہے اور ہمیں اس پر اچھی طرح غور کرنا چاہئے کہ ہم یہ مراعات دیں یا نہ دیں۔ ہمیں انہیں واضح شرائط پر دینا چاہئے کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ مراعات ایک نئی جنگ

7*

ھیں۔ سرمایہ‌دار ھمارے پاس ایک نئی جنگ کے لئے آ رہے ھیں، سرمایہ‌داروں کا وجود ھی سرگرم عمل سوشلسٹ دنیا کے خلاف جنگ ھے۔ سوشلسٹ ریاست میں سرمایہ‌دارانہ کارخانے معاشی طور پر فالتو اناج کی لازمی ادائیگی کی پالیسی کے خلاف آزاد تجارت کی جنگ کی حیثیت رکھتے ھیں، اس رپبلک کے خلاف نجی ملکیت کی جنگ جس نے اس ملکیت کو ختم کر دیا ھے۔ اس معاشی بنیاد پر تعلقات کا ایک پورا سلسلہ (سوخاریف منڈی (۲۹) اور ھمارے اداروں کے درمیان جارحانہ تعلقات کی طرح) ابھرتا ھے۔ ھم سے یہ کہا جا سکتا ھے کہ ھم سرمایہ‌داروں کو بلا کر سوخاریف منڈی بند کرکے کئی ایک ''سوخاریف،، کھول رہے ھیں۔ ھم نے اس بات کی طرف سے اپنی آنکھیں نہیں بند کی ھیں اور کہتے ھیں — اگر ھم ابھی تک جیتتے آئے ھیں، اگر ھم اس وقت فاتح رہے ھیں جب ھمارے دشمنوں نے ھمارے کارخانوں کو توڑنے پھوڑنے کا ھر ذریعہ اختیار کیا، جبکہ اندرونی توڑ پھوڑ ھو رھی تھی جو باھر کی تخریبی کارروائیوں سے مل گیا تھا، تو کیا ھم معین شعبوں میں اس وقت نہیں نبٹ سکیں گے اور گہری نگرانی نہیں رکھ سکیں گے جبکہ ھمارے یہاں حالات اور تعلقات مستحکم ھوں گے۔ ھمیں فوجی جاسوسی اور سرمایہ‌دارانہ توڑ پھوڑ کے خلاف جدوجہد کا عملی تجربہ ھے۔ ھم ان کے خلاف اس وقت لڑے جب وہ ھمارے اداروں میں چھپے ھوئے تھے۔ یقیناً ھم ان سے نبٹ سکیں گے جب سرمایہ‌داروں کو ایک واضح فہرست اور واضح شرائط کے تحت اندر آنے دیا جائیگا۔ ھم جانتے ھیں کہ وہ ان شرائط پر قائم نہیں رھیں گے اور ھم ایسی خلاف‌ورزیوں کے خلاف لڑیں گے۔ لیکن رفیقو یہ مراعات جن کی بنیاد سرمایہ‌دارانہ ھے — ایک جنگ ھے۔ جب تک ھم سرمائے کا دوسرے ملکوں میں تختہ نہ الٹ دیں، جب تک سرمایہ ھم سے زیادہ طاقتور ھے اس کی طاقتیں کسی وقت بھی ھمارے اوپر چڑھائی کے لئے بھیجی جا سکتی ھیں، وہ ھمارے خلاف ایک اور جنگ شروع کرسکتا ھے۔ اسی سبب سے ھمیں اپنے آپ کو مضبوط بنانا چاھئے اور اس کے لئے ھمیں بڑی صنعتوں کو ترقی دینا چاھئے، ھمیں اپنے ٹرانسپورٹ کو چالو کرنا چاھئے۔ اس پر عمل کرنے میں، ھم ایک خطرہ مول

لے رہے ہیں۔ ہم ایک بار پھر جنگی تعلقات قائم کر رہے ہیں، پھر ایک بار جدوجہد ہے اور اگر انہوں نے ہماری پالیسی پر چوٹ کی تو ہم ان سے لڑینگے۔ یہ سمجھنا بڑی غلطی ہوگی کہ مراعات کے بارے میں پرامن سمجھوتہ سرمایہ‌دارانہ نظام سے پرامن سمجھوتہ ہے۔ یہ جنگ سے متعلق سمجھوتہ تو ہے لیکن ایسا سمجھوتہ ہے جو ہمارے لئے کم خطرناک ہے اور مزدوروں اور کسانوں کے لئے کم بوجھل ہے، اس وقت کے مقابلے میں کم بوجھل جب سرمایہ‌دار ہمارے خلاف اپنے بہترین ٹینک اور توپیں جنگ میں جھونک رہے تھے۔ اسی لئے ہمیں تمام طریقے استعمال کرنا چاہئے اور معاشی مراعات کی قیمت پر اپنی معاشی طاقتوں کو ترقی دینا چاہئے اور اپنی معاشی بحالی کو زیادہ آسان بنانا چاہئے۔ مراعات سے ڈرنےوالے کامریڈ کہتے ہیں کہ سرمایہ‌دار واقعی اپنے معاہدوں کو پورا نہیں کریں گے۔ واقعی یہ امید کرنا قطعی ناممکن ہے کہ سرمایہ‌دار سمجھوتے کو پورا کریں گے۔ پھر جنگ ہوگی اور وہ آخری دلیل جو عام طور پر ایسی دلیل رہیگی جو سوشلسٹ ریپبلک کے تعلقات کا جز ہے جنگ ہوگی۔

اس جنگ کا ہمیں ہر گھنٹے خطرہ ہے۔ ہم پولینڈ سے صلح کی گفتگو کر رہے ہیں اور صلح کے ہر طرح امکانات ہیں یا کم از کم یہ کہنا بالکل ٹھیک ہوگا کہ کثیر امکانات صلح کے حق میں ہیں۔ بہرحال اس میں کوئی شک نہیں کہ ساوینکوف (۳۰) اور فرانسیسی سرمایہ‌دار اس معاہدے کو روکنے کےلئے ریشہ‌دوانیاں کر رہے ہیں۔ جہاں تک سرمایہ‌داروں کا تعلق ہے ان کے لئے جنگ اگر آج نہیں تو کل ممکن ہے اور وہ آج بڑی خوشی سے جنگ شروع کر دیتے اگر انہوں نے تین سال کے تجربے سے کچھ نہ سیکھا ہوتا۔ مراعات میں تھوڑا سا خطرہ ہے، مراعات میں گھاٹا ہے، مراعات جنگ کا سلسلہ ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن یہ جنگ ہمارے حق میں زیادہ ہے۔ جب ہم کو ذرائع پیداوار کی، انجنوں اور مشینوں کی کم سے کم مقررہ تعداد مل جائیگی تو ہم معاشی طور پر اس سے مختلف ہوں گے جو ہم ابھی تک تھے اور سامراجی ملک ہمارے لئے اور بھی کم خطرناک ہو جائیں گے۔

همیں بتایا گیا ہے کہ مراعات پانے والے اپنے مزدوروں کے لئے غیرمعمولی حالات پیدا کریں گے، وہ ان کے لئے بہتر کپڑے، بہتر جوتے اور بہتر غذا لائیں گے۔ ہمارے مزدوروں کے درمیان یہ ان کا پروپیگنڈا ہوگا جو مصیبتوں میں مبتلا ہیں اور کافی دنوں تک مبتلا رہیں گے۔ اور پھر وہ سوشلسٹ ریپبلک ہوگی جس میں مزدور غربت‌زدہ ہیں اور اس کے برابر ہی ایک سرمایہ‌دار جزیرہ ہوگا جہاں مزدور بڑی شان سے رہیں گے۔ اس قسم کے خوف کا اظہار اکثر ہماری پارٹی کے جلسوں میں کیا جاتا ہے۔ واقعی اس قسم کا خطرہ ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ مراعات جنگ کا سلسلہ ہیں، امن نہیں۔ لیکن ہم نے اس سے بھی بڑی مصیبتیں اٹھائی ہیں اور دیکھا ہے کہ سرمایہ‌دار ملکوں کے مزدور یہ جانتے ہوئے بھی ہمارے یہاں آتے ہیں کہ روس میں ان کے لئے معاشی حالات کہیں زیادہ برے ہیں۔ کیا اس وقت ہم اس پروپیگنڈے سے اپنا بچاؤ جوابی پروپیگنڈے کے ذریعہ نہیں کر سکیں گے، کیا ہم مزدوروں کو یہ دکھا نہ سکیں گے کہ واقعی سرمایہ‌دارانہ نظام اپنے مزدوروں کے خاص گروہوں کے لئے بہتر حالات فراہم کر سکتا ہے لیکن اس سے باقی مزدوروں کے حالات بہتر نہیں ہوتے؟ اور آخر میں ایسا کیوں ہوتا ہے کہ بورژوا یورپ اور امریکہ سے ہر رابطے میں ہماری جیت ہوتی ہے، ان کی نہیں؟ یہ کیوں ہے کہ ابھی تک وہ ہمارے یہاں وفد بھیجنے سے ڈرتے ہیں اور ہم ان کے یہاں بھیجنے سے نہیں ڈرتے؟ اس کے باوجود کہ یہ وفد زیادہ مینشویکوں پر مشتمل ہوتے ہیں اور وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو ہمارے یہاں تھوڑی مدت کے لئے آتے ہیں پھر بھی ہم نے ابھی تک ہمیشہ وفدوں کے کم از کم ایک چھوٹے حصے کو اپنی طرف کر لیا ہے۔ اور کیا ہم کو اس سے ڈرنا چاہئے کہ ہم مزدوروں کو سچ بات نہیں سمجھا سکیں گے؟! ہم بہت برے ہوتے اگر ہمیں ایسا ڈر ہوتا، اگر ہم ان براہ راست مفادات پر جو مراعات میں کافی زیادہ اہمیت رکھتے ہیں ایسی باتوں کو ترجیح دیتے۔ ہمارے کسانوں اور مزدوروں کی حالت بہت خراب ہے۔ اس کو بہتر بنانا ضروری ہے۔ اس میں ہمیں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ میرے خیال میں ہمیں یہ تسلیم کر لینا چاہئے کہ مراعات کی

پالیسی بھی جنگ کو جاری رکھنے کی پالیسی ہے اور ہمارا فریضہ اس تن‌تنہا سوشلسٹ ریپبلک کا وجود برقرار رکھنا ہے جو سرمایہ‌دار دشمنوں سے گھری ہوئی ہے، اس ریپبلک کو بچانا ہے جو ان سرمایہ‌دار دشمنوں سے جن کے گھیرے میں وہ ہے، انتہائی کمزور ہے، اس بات کے امکانات کو دور کرنا ہے کہ ہمارے دشمن ہمارے خلاف لڑنے کے لئے آپس میں اتحاد کرسکیں، ان کی سیاست میں مداخلت کرنا ہے اور ان کو جیتنے کا موقع نہیں‌دینا ہے۔ ہمارا فریضہ ہے کہ ہم روس کی معیشت کی بحالی کےلئے ضروری آلات اور فنڈ مہیا کریں کیونکہ جب یہ ہم کو مل جائیں گے تو ہم اپنے پیروں پر اتنی مضبوطی سے کھڑے ہو جائیں گے کہ کوئی سرمایہ‌دار دشمن ہم کو ڈرا نہیں سکےگا۔ یہ ہے وہ نقطۂنظر جس نے مراعات کی اس پالیسی میں ہماری رہنمائی کی ہے اور جو میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہے۔

پہلی اشاعت ۱۹۳۰ء میں ہوئی

لینن کی تصانیف کا چوتھا روسی ایڈیشن، جلد ۳۱، صفحات ۴۵۵-۴۳۳

سوویتوں کی آٹھویں کل‌روس کانگرس میں عوامی کمیساروں کی کونسل کی سرگرمیوں کے متعلق رپورٹ سے

۲۲ دسمبر ۱۹۲۰ء

اب ہم کافی زیادہ اعتماد اور عزم کے ساتھ اس فریضے کو ادا کر سکتے ہیں جو ہمیں عزیز ہے، جو ضروری ہے اور جو بہت دنوں ہمیں اپنی طرف کھینچتا رہا ہے یعنی معاشی ترقی کا فریضہ۔ اور ہم ایسا اس اعتماد کے ساتھ کرسکتے ہیں کہ اس کام میں سرمایہ‌دار مل‌مالکوں کے لئے انتشار پیدا کرنا اتنا آسان نہ ہوگا جتنا پہلے تھا۔ لیکن یہ بات صاف ہے کہ ہمیں چوکنا رہنا چاہئے۔ ہم کسی صورت میں بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ جنگ کے خلاف ہماری ضمانت ہے۔ اس ضمانت کی غیرموجودگی کیوجہ یہ نہیں ہے کہ ہم نے باقاعدہ امن کے معاہدے نہیں کئے ہیں۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ورانگل کی فوج کی باقیات ابھی تباہ نہیں ہوئی ہیں، کہ وہ نزدیک ہی چھپی ہوئی ہیں، کہ وہ سرمایہ‌دار طاقتوں کی سرپرستی اور پناہ میں ہیں اور ان کی مدد سے پھر منظم ہو رہی ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ روسی سفید گارڈ کی تنظیمیں مختلف فوجی یونٹ بنانے کی بے تحاشا کوششیں کر رہی ہیں اور ورانگل کی طاقتوں کے ساتھ مناسب وقت دیکھ کر روس پر حملہ کرنے کے لئے ان کو تیار کر رہی ہیں۔

اس لئے ہمیں ہر حالت میں اپنی فوجی تیاری کو برقرار رکھنا چاہئے۔ ہمیں اس پر بھروسہ نہ کرنا چاہئے کہ ہم سامراج پر اس

وقت کچھ ضربیں لگا چکے ہیں بلکہ ہمیں ہر قیمت پر اپنی سرخ فوج کو تیار رکھنا چاہئے اور اس کی لڑنے کی صلاحیت بڑھانا چاہئے۔ فوج کے کچھ حصے کو برطرف کرنے سے، اس کی تیزرفتار سبکدوشی سے، اس کام میں کوئی بادھا نہیں پڑیگا۔ ہمیں توقع ھے کہ سرخ فوج اور اس کے لیڈروں نے جنگ کے دوران جو زبردست تجربہ حاصل کیا ھے اب ہم کو اس کی کوالٹی بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔ فوج کو گھٹاتے ہوئے ہم اس بات میں کامیاب ہوں گے کہ اس کا قلب قائم رھے جو ریپبلک کے لئے ناقابل برداشت بار نہ ہوگا۔ ساتھ ہی تعداد کے لحاظ سے کم فوج سے ہمارے پاس اس بات کے بہتر مواقع ہوں گے کہ ہم پہلے سے زیادہ طاقتور فوجیں بروئےکار لاسکیں اور ضرورت پڑنے پر ان کو تیار کریں۔

ہمیں یقین ھے کہ ان تمام پڑوسی ریاستوں نے جن کو ہمارے خلاف سفید گارڈ کی سازشوں کی حمایت میں کافی نقصان ہوا ھے ایک ناقابل تردید سبق سیکھا ھے اور انہوں نے اب ہماری صلح کی کوششوں کا اندازہ صحیح طور پر لگایا ھے جن کو سب ہماری کمزوری سمجھ رھے تھے۔ ان کو تین سال کے تجربے سے یہ سیکھنا پڑا کہ جب ہم صلح کی انتہائی پائدار خواہش رکھتے ہیں ہم ساتھ ہی فوجی لحاظ سے بھی تیار ہیں۔ اور ہمارے خلاف جنگ کی ہر کوشش کا مطلب یہ ہوگا کہ اس جنگ میں حصہ لینےوالی ریاستیں، جنگ کے بعد اور اس کے نتیجے میں، ایسے حالات سے دوچار ہونگی جو نسبتاً ان سے بدتر ہونگے جو بغیر جنگ کے اور اس سے پہلے ان کے یہاں ہیں۔ یہ کئی ریاستوں کے حالات سے ثابت ہو چکا ھے۔ یہ ھے وہ چیز جو ہم نے پائی ھے اور جس کو ہم ہاتھ سے نہ جانے دیں گے اور اس چیز کو وہ تمام ریاستیں جو ہمارے چاروں طرف ہیں یا روس سے سیاسی رابطہ رکھتی ہیں نہ بھولینگی۔ اس کی وجہ سے پڑوسی ریاستوں سے ہمارے تعلقات برابر بڑھ رھے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ روس کی مغربی سرحدوں پر متعدد ریاستوں سے مختتم صلح ہو چکی ھے، ان ریاستوں سے جو پہلے روسی سلطنت کا حصہ تھیں اور جن کی خود مختاری اور اقتدار اعلی کو سوویت اقتدار نے ہماری پالیسی کے بنیادی اصولوں کے مطابق غیر مشروط طریقہ پر تسلیم کر لیا۔ ان

اصولوں کی بنا پر امن کے اس سے زیادہ پائدار ہونے کی توقع ہے جتنا کہ سرمایہ‌دار اور مغربی یورپ کی بعض ریاستیں پسند کرینگی۔

جہاں تک لیتویا کی حکومت کا سوال ہے مجھے کہنا چاہئے کہ ایک بار تو تعلقات زیادہ بدتر ہونے کا خطرہ اس حد تک پہنچ گیا کہ سفارتی تعلقات منقطع ہونے کا خیال پیدا ہونے لگا۔ بہرحال، لیتویا سے ہمارے نمائندے کی تازہ‌ترین رپورٹ بتاتی ہے کہ وہاں پالیسی میں تبدیلی ہوئی ہے اور بہت سی غلط فہمیاں اور بیزاری کے جائز اسباب دور کر دئے گئے ہیں۔ سنجیدگی سے یہ امید کی جاتی ہے کہ مستقبل‌قریب میں لیتویا سے ہمارے معاشی تعلقات قریبی ہو جائیں گے جو ظاہر ہے مغربی یورپ سے سامان تجارت کے تبادلے میں استونیا یا روسی فیڈریشن کی دوسری سرحدی ریاستوں کے مقابلے میں ہمارے لئے زیادہ مفید ہوں گے۔

ساتھیو، اسی طرح مجھے یہ بھی بتانا چاہئے کہ پچھلے ایک سال میں مشرق میں ہماری پالیسی کو بہت بڑی اور نمایاں کامیابیاں نصیب ہوئیں۔ ہمیں بخارا، آذربائجان اور آرمینیا کی سوویت ریپبلکوں کے قیام اور استحکام کا سواگت کرنا چاہئے جنہوں نے نہ صرف اپنی مکمل خود مختاری پھر سے حاصل کر لی ہے بلکہ حکومت کا اقتدار بھی مزدوروں اور کسانوں کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ یہ ریپبلکیں اس بات کا ثبوت اور تصدیق ہیں کہ سوویت حکومت کے خیالات اور اصولوں تک صرف صنعتی لحاظ سے ترقی یافتہ اور پرولتاری سماجی بنیاد رکھنے والے ملکوں ہی کی نہیں بلکہ کسان سماجی بنیاد رکھنے والے ملکوں کی رسائی بھی ہو سکتی ہے اور صرف اول الذکر ہی نہیں بلکہ آخرالذکر ملکوں میں بھی انہیں فوری طور پر عملی جامہ پہنایا جا سکتا ہے۔ کسانوں کی سوویتوں کا خیال کامیاب اور فتح مند ہوا۔ کسانوں کی طاقت یقینی اور محفوظ ہے، ان کے پاس زمین بھی ہے اور ذرائع پیداوار بھی۔ ہماری پالیسی کے عملی نتیجوں نے روسی سوشلسٹ ریپبلک اور کسان سوویت ریپبلکوں کے دوستانہ تعلقات کو استحکام بخشا ہے۔

اسی طرح ہم عنقریب مکمل ہونے والے، اپنے اور ایران کے معاہدے کا سواگت بھی کر سکتے ہیں۔ سامراجی ظلم و زبردستی

کا شکار ساری قوموں کے بنیادی مفاد کی ہم آہنگی اور یگانگت کی وجہ سے ایران کے ساتھ دوستانہ تعلقات یقینی ہو گئے ہیں۔

اسی طرح ہمیں اس بات کا ذکر بھی کرنا چاہئے کہ افغانستان کے اور اس سے بھی زیادہ ترکی کے ساتھ دوستانہ تعلقات کا قیام اور استحکام باقاعدگی سے جاری ہے۔ جہاں تک ترکی کا سوال ہے، اتحاد ثلاثہ نے مغربی یورپ اور ترکی کے درمیان ذرا بھی نارمل تعلقات قائم ہونے کے امکان کو ختم کرنے کی اپنی سی پوری کوشش کی ہے۔ اس چیز نے اور سوویت حکومت کی بڑھتی ہوئی مضبوطی اور استحکام دونوں نے مل کر ایک ایسی صورت حال پیدا کر دی ہے کہ بورژوا طبقہ کی تمام تر مخالفتوں اور سازشوں کے باوجود اور روس کے اب تک چار طرف سے بورژوا ملکوں سے گھرے ہونے کے باوجود، مظلوم و مجبور مشرقی قوموں کے ساتھ روس کا اتحاد اور اس کے دوستانہ تعلقات مضبوط سے مضبوط‌تر ہو رہے ہیں، کیونکہ ان قوموں پر جو بدقسمتی سے فاتحوں کی صف میں شامل نہیں ہو سکیں، سامراج کا ظلم و جبر آج سب سے اہم سیاسی عمل ہے۔ سامراج کی یہ عالمی پالیسی تمام مظلوم و محکوم قوموں کے اتحاد، دوستی اور مفاہمت کو جنم دے رہی ہے۔ اور مغرب میں بھی ان ملکوں کے سلسلے میں، جو ہم سے زیادہ یورپی سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں، ہمیں جو کامیابی ہوئی ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری خارجہ پالیسی کے موجودہ اصول صحیح ہیں اور ہماری بین‌اقوامی پوزیشن کی ترقی کے لئے ٹھوس بنیاد موجود ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر ہم یہ امن پسند پالیسی جاری رکھیں اور دوسروں کو رعایتیں دیں (جو کہ جنگ سے بچنے کے لئے ہمیں دینا ہی ہوں گی) تو سامراجیوں کی تمام سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے باوجود — جو ظاہر ہے کسی وقت بھی ہمارے اور دوسرے ملکوں کے درمیان جھگڑا کھڑا کرا سکتے ہیں — ان سب باتوں کے باوجود ہماری پالیسی کی بنیادی لائن اور وہ بنیادی مفاد جو خود سامراجی پالیسی کے وجود کی دین ہیں، اپنی جگہ بنا رہے ہیں اور روسی فیڈریشن اور اس کے ہمسایوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے درمیان زیادہ گہرے اور قریبی تعلقات کو لازمی بنا رہے ہیں۔ اور یہ اس چیز کی ضمانت ہے کہ ہم مکمل اور بنیادی طور پر خود

کو معاشی تعمیر کے کام میں لگا سکیں گے اور بہت عرصے تک مضبوطی، سکون اور اعتماد سے کام کر سکیں گے۔

مجھے یہ بھی بتانا چاہئے کہ برطانیہ سے تجارتی سمجھوتے کے لئے بات‌چیت ہو رہی ہے۔ بدقسمتی سے یہ گفتگو اتنی طول کھینچ رہی ہے جتنی ہم نہیں چاہتے لیکن اس میں ہمارا کسی طرح قصور نہیں ہے۔ جولائی ہی میں، برطانوی حکومت نے، اس وقت جب سوویت فوج انتہائی کامیاب تھی، سرکاری طور پر سمجھوتے کا مسودہ ہمیں دیا جس کے مطابق تجارتی تعلقات کا قیام ممکن ہوتا۔ ہم نے اپنی پوری رضامندی ظاہر کی لیکن اس کے بعد برطانوی حکومت اور برطانوی ریاست کے اندر 'رجحانات کے ٹکراؤ سے اس معاملے میں تاخیر ہو رہی ہے۔ ہم نے برطانوی حکومت کا تذبذب دیکھا ہے۔ اس نے ہم سے قطعی تعلقات منقطع کرنے اور فوراً اپنا جنگی بیڑہ پیتروگراد روانہ کرنے کی دھمکی دی۔ ہم نے یہ دیکھا، لیکن ساتھ ہی ہم نے یہ بھی دیکھا کہ اس دھمکی کے جواب میں سارے برطانیہ میں ''اقدام عمل کی کونسلیں،، پیدا ہو گئیں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ موقع پرست رجحان کے کٹر حامی اور ان کے لیڈر اس بات پر مزدوروں کے دباؤ سے مجبور ہو گئے کہ وہ قطعی ''غیر آئینی،، پالیسی اپنائیں، ایسی پالیسی جس کی حال میں انھوں نے خود مذمت کی تھی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ برطانوی ٹریڈیونین تحریک میں ان مینشویک تعصبات کے باوجود جو ابھی تک باقی ہیں محنت کش لوگوں کا دباؤ اور ان کا طبقاتی شعور اتنے کافی طاقتور ہیں کہ وہ جنگجو سامراجی پالیسی کا کس بل نکال دیتے ہیں۔ اپنی امن کی پالیسی کو جاری رکھتے ہوئے ہم اب بھی اس مسودے کی تصدیق کرتے ہیں جس کی تجویز حکومت برطانیہ نے جولائی میں کی تھی۔ ہم فوراً تجارتی معاہدے پر دستخط کرنے کے لئے تیار ہیں اور یہ واقعہ کہ ابھی تک اس پر دستخط نہیں ہوئے ہیں صرف قصور برطانوی حکمران حلقوں کے اندر ان دھاروں اور رجحانات کا ہے جو تجارتی معاہدے کو ناکام بنانا چاہتے ہیں اور جو نہ صرف مزدوروں کی اکثریت کی مرضی کے خلاف بلکہ برطانوی بورژوازی کی اکثریت کے خلاف بھی ایک بار پھر سوویت روس پر حملہ کرنے کی آزادی چاہتے ہیں۔ یہ ان کا کام ہے۔

جتنے زیادہ دن تک یہ پالیسی بعض بااثر برطانوی حلقوں میں، فنانس سرمایہ اور سامراجیوں میں رہےگی اتناھی زیادہ مالی حالت اور خراب ہوگی، اتنے ھی زیادہ دن اس سے نیم‌سمجھوتے میں تاخیر ہوگی جو بورژوا برطانیہ اور سوویت ریپبلک کے درمیان لابدی بن گیا ھے اور اتنا ھی زیادہ وہ سامراجیوں کو بعد میں نیم‌سمجھوتہ نہیں بلکہ مکمل سمجھوتہ قبول کرنے کی ضرورت سے زیادہ قریب لائےگی۔

ساتھیو، مجھے آپ کو بتانا چاھئے کہ برطانیہ کے ساتھ اس تجارتی معاھدے سے ایک ایسا سوال تعلق رکھتا ھے جو ھماری معاشی پالیسی کا ایک بہت بڑا سوال ھے یعنی مراعات کا سوال۔ زیر رپورٹ مدت میں سوویت حکومت نے جو اھم قوانین منظور کئے ھیں ان میں مراعات کے بارے میں اس سال ۲۳ نومبر کا قانون بھی ھے۔ آپ سب کو اس قانون کا علم ھے اور اب ھم نے مزید مواد شایع کیا ھے جو سوویتوں کی کانگرس کے تمام ممبروں کو اس موضوع پر زیادہ سے زیادہ معلومات فراھم کریگا۔ ھم نے نہ صرف اس قانون بلکہ ان انتہائی اھم چیزوں کی فہرست کا بھی ایک پمفلٹ چھاپا ھے جن کے لئے مراعات دئے جائینگے یعنی جنگلات، غذا اور کان کنی کے مراعات۔ ھم نے ایسی کارروائی کی ھے کہ ھمارا شایع‌شدہ قانون مغربی ریاستوں کو جلدازجلد پہنچ جائے اور امید کرتے ھیں کہ ھماری مراعات کی پالیسی کو بھی عملی کامیابی ہوگی۔ ھم کسی طرح اپنے سے وہ خطرے نہیں چھپا رہے ھیں جو سوشلسٹ سوویت ریپبلک کو اس پالیسی کیوجہ سے لاحق ھیں، ایسے ملک میں جو کمزور اور پسماندہ ھے۔ جب تک ھماری سوویت ریپبلک ساری سرمایہ‌دار دنیا کی سرحد پر تن‌تنہا باقی رہےگی اس وقت مکمل معاشی خودمختاری اور مختلف خطروں کے ختم ہونے کے بارے میں سوچنا محض شیخ چلی کا منصوبہ ہوگا۔ جب تک ایسے بنیادی تضاد ھیں، خطرے بھی باقی رھیں گے اور ھم ان سے بھاگ نہیں سکتے۔ ھمیں پوری طرح عزم کر لینا چاھئے تاکہ ھم ان کو جھیل سکیں۔ ھمیں اس قابل بننا چاھئے کہ ھم چھوٹے اور بڑے خطرے میں تمیز کر سکیں اور چھوٹے خطرے کو بڑے خطرے پر ترجیح دے سکیں۔

تھوڑے دن ہوئے ھمیں اطلاع ملی کہ نیژنی‌نووگورود صوبے کے ارزاماس ضلع کی سوویتوں کی کانگرس میں ایک غیرپارٹی کسان نے

مراعات کے بارے میں کہا ''ساتھیو، ہم آپ کو کل روس کانگرس بھیج رہے ھیں اور اعلان کرتے ھیں کہ ہم کسان مزید تین سال تک بھوک اور سردی برداشت کرنے کے لئے تیار ھیں اور لازمی خدمات بھی کریں گے صرف روس ماتا کو مراعات میں نہ دیا جائے۔،، مجھے اس موڈ سے بڑی خوشی ھوتی ھے اور وہ بہت زیادہ پھیل گیا ھے۔ میرے خیال میں یہ ھمیں سب سے زیادہ دکھاتا ھے کہ پارٹی کے باھر محنت کش لوگوں نے، صرف مزدوروں ھی نہیں بلکہ کسانوں نے بھی، تین سال کے دوران وہ سیاسی اور معاشی تجربہ حاصل کیا ھے جس نے ان کو اس قابل بنایا ھے اور اس پر مجبور کیا ھے کہ سرمایہ‌داروں سے نجات کی انتہائی قدر کریں، جس کی وجہ سے وہ ھر اس قدم کو تکنی نگرانی اور غیرمعمولی شبہ سے دیکھتے ھیں جس میں سرمایہ‌دارانہ نظام کی بحالی کے نئے خطرات کا امکان ھے۔ آپ کو بالکل یقین کرنا چاھئے کہ ہم ایسے اعلانات کو بڑی توجہ سے سنتے ھیں لیکن ہم کہتے ھیں کہ روس کو سرمایہ‌داروں کے ھاتھ بیچنے کا کوئی سوال نہیں ھے۔ مسئلہ تو مراعات کا ھے اور مراعات کے ھر سمجھوتے میں ایسے شرائط ھیں جن سے اس کی مدت اور طے شدہ نکات کی وضاحت ھوتی ھے۔ اس میں تمام امکانی ضمانتیں فراھم کی گئی ھیں جن پر احتیاط کے ساتھ غور کیا گیا ھے اور جن پر آپ بار بار اس کانگرس میں اور آئندہ کانفرنسوں میں غور کرینگے اور بحث کریں گے۔ یہ تو عارضی سمجھوتے ھیں جو بالکل بیچنے کی طرح نہیں ھیں۔ ان میں روس کو بیچنے جیسی کوئی چیز نہیں ھے لیکن ان میں سرمایہ‌داروں کے لئے کچھ معاشی چھوٹ ھے تاکہ ہم جلد از جلد ایسے ضروری انجن اور مشینیں حاصل کرلیں جن کے بغیر ہم اپنی معیشت کی بحالی نہیں کر سکتے۔ ھمیں اس کا کوئی حق نہیں ھے کہ ہم کوئی ایسی بات پس‌پشت ڈالیں جو ذرا بھی مزدوروں اور کسانوں کی حالت بہتر بنانے میں مدد دے سکتی ھو۔

ھمیں تیزی کے ساتھ تجارتی تعلقات پھر سے قائم کرنے کے لئے ھر امکانی بات کرنی چاھئے۔ اور اس کے بارے میں نیم‌سرکاری طور پر گفتگو جاری ھے۔ ہم انجنوں اور مشینوں کا ایسی تعداد میں آرڈر دے رھے ھیں جو بالکل ناکافی ھیں لیکن ہم نے آرڈر دینا شروع

کردیا ہے۔ اگر ہم سرکاری طور پر گفتگو کریں تو ہم ان امکانات کو بہت بڑے پیمانے پر لاسکتے ہیں۔ صنعت کی مدد سے ہم زیادہ مختصر وقت میں بہت کچھ کر سکتے ہیں لیکن اگر ہماری کامیابی بہت بڑی بھی ہو پھر بھی اس وقت کو برسوں میں، متعدد برسوں میں شمار کرنا ہوگا۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ حالانکہ ہم کو ابھی فوجی فتح ہوئی ہے اور امن ہوگیا ہے لیکن دوسری طرف تاریخ ہمیں سکھاتی ہے کہ کوئی بڑا سوال، کوئی انقلاب، جنگوں کے ایک سلسلے کے بغیر نہیں طے ہوا ہے۔ اور ہم یہ سبق نہیں بھولینگے۔ ابھی ابھی ہم نے بڑی طاقتوں کے پورے گروہ کو یہ سکھایا ہے کہ وہ ہم سے جنگ نہ کریں لیکن آیا اس کا اثر زیادہ مدت تک رہیگا ہم اس کی ضمانت نہیں دے سکتے۔ ہمیں اس کے لئے تیار رہنا چاہئے کہ حالات میں ذرا سی تبدیلی ہوتے ہی سامراجی بھیڑئے ہمارے اوپر پھر ٹوٹ پڑینگے۔ ہمیں اس کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ اسلئے سب سے پہلے ہمیں اپنی معیشت کو بحال کرنا چاہئے، ہمیں اس کو مضبوطی کے ساتھ اپنے پیروں پر کھڑا کرنا چاہئے۔ ضروری کارخانوں کے بغیر، سرمایہ‌دار ملکوں سے مشینوں کے بغیر، ہم اسے جلدی نہیں کر سکتے۔ ان حالات میں ہم جب تک بحالی کا کام کرسکتے ہیں تب تک ہم سرمایہ‌داروں کے فاضل نفع کا برا نہیں مانتے۔ مزدوروں اور کسانوں کو لازمی طور پر ان غیرپارٹی کسانوں کا رویہ اختیار کرنا چاہئے جنھوں نے کہا ہے کہ وہ قربانیوں اور مصیبتوں سے نہیں ڈرتے۔ وہ سرمایہ‌دارانہ مداخلت کے خطرے کو جانتے ہیں اور مراعات کو جذباتی نقطۂنظر سے نہیں دیکھتے بلکہ ان کو جنگ کا سلسلہ سمجھتے ہیں جس میں سخت جدوجہد دوسرے شعبے میں منتقل ہو گئی ہے۔ وہ اس امکان کو تسلیم کرتے ہیں کہ بورژوازی پرانے سرمایہ‌دارانہ نظام کو بحال کرنے کی نئی کوششیں کریگی۔ یہ بڑی اچھی بات ہے، یہ اس بات کی ضمانت ہے کہ ہمارے مفادات کی نگرانی اور حفاظت صرف سوویت حکومت کے اداروں کا نہیں بلکہ ہر مزدور اور کسان کا بھی کام ہے۔ اس صورت میں ہمیں یقین ہے کہ ہم اپنے مفادات کی حفاظت اس طرح کر سکیں گے، اس وقت بھی جب ہم اپنے مراعات کے سمجھوتوں کو پورا کریں گے، کہ سرمایہ‌داروں کے پھر

برسر اقتدار ہونے کا کوئی سوال نہ پیدا ہو۔ ہم اس خطرے کو گھٹا کر کم سے کم کرنے میں، جنگ کے خطرے سے اس کو کم بنانے میں، اور اس طرح جنگ پھر چھڑنے کو زیادہ مشکل بنانے میں اور زیادہ مختصر مدت میں، چند برسوں میں اپنی معیشت کی بحالی اور ترقی کے لئے امکانات کی ضمانت پیدا کرنے میں کامیاب ہوں گے (اور یہ سوال کافی برسوں کا ہے) ...

۱۹۲۱ء میں ''سوویتوں کی آٹھویں کل روس کانگرس کی حرف بحرف رپورٹ،، نامی کتاب میں شایع ہوئی

لینن کی تصانیف کا چوتھا روسی ایڈیشن، جلد ۳۱، صفحات ۴۶۴ — ۴۵۸

روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی دسویں کل‌روس کانفرنس کے خاتمے پر تقریر سے

۲۸ مئی ۱۹۲۱ء

... موجودہ بین‌اقوامی حالت کی خصوصیت ایک طرح کے توازن کا قیام ہے۔ یہ عارضی اور ناپائدار ہے پھر بھی توازن ہے۔ یہ اس قسم کا توازن ہے جس نے سامراجی طاقتوں کو سوویت روس سے انتہائی نفرت اور اس پر چھاپہ‌مارنے کی خواہش کے باوجود اس خیال کو ترک کرنے پر مجبور کیا ہے۔ اس کی وجوہ ایسے وقت میں سرمایہ‌دار دنیا کے لگاتار بڑھتے ہوئے انتشار اور اس کا متواتر کم ہوتا ہوا اتحاد ہیں جبکہ نوآبادیوں کے کچلے ہوئے لوگوں کا دباؤ جن کی تعداد ایک ارب سے زیادہ ہے، ہر سال، ہر مہینے اور حتی‌کہ ہر ہفتے زیادہ زوردار ہوتا جا رہا ہے۔ بہر حال، ہم اس بنا پر قیاس آرائیاں نہیں کر سکتے۔ آج ہم بین‌اقوامی انقلاب پر خاص طور سے اپنی معاشی پالیسی کے ذریعہ اثرانداز ہو رہے ہیں۔ اب ہر شخص سوویت ریپبلک کی طرف نگاہ لگائے ہوئے ہے۔ تمام ملکوں کے محنت کشوں کی آنکھیں بلااستثنی سوویت ریپبلک کی طرف ہیں اور یہ کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ یہ کارنامہ ہم نے کیا ہے۔ سرمایہ‌دار اب کچھ دبا نہیں سکتے، چھپا نہیں سکتے۔ اس لئے وہ ہماری معاشی غلطیاں اور ہماری کمزوریاں پکڑ رہے ہیں۔ اس میدان میں جدوجہد عالمی پیمانے تک پہنچ گئی ہے۔ اگر ہم یہ مسئلہ حل کر لیں تو ہمیں

عالمی پیمانے پر یقیناً اور حتمی جیت ہوگی۔ اسلئے معاشی ترقی کے سوال بہت اہمیت اختیار کر لیتے ہیں۔ ہمیں اس محاذ پر آہستہ آہستہ، رفتہ رفتہ (اس کے لئے تیزرفتار ہونا ناممکن ہے) لیکن مستقل بہتری اور ترقی کے ذریعہ فتح حاصل کرنی چاہئے۔

۲ جون ۱۹۲۱ء کو ''پراودا'' کے شمارے ۱۱۹ میں شایع ہوا

لینن کی تصانیف کا چوتھا روسی ایڈیشن، جلد ۳۲، صفحات ۴۱۲ — ۴۱۳

رپبلک کی اندرونی اور بیرونی پالیسی

سوویتوں کی نویں کل روس کانگرس کے سامنے کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی اور عوامی کمیساروں کی کونسل کی رپورٹ سے

۲۳ دسمبر ۱۹۲۱ء

ساتھیو، آپ سے جو کچھ میں نے ابھی کہا ہے وہ بالکل سمجھ میں آنےوالا اور واضح ہے اور آپ کسی سے جو آپ کے سامنے ہماری سیاست پر رپورٹ دینے کےلئے آتا اس کے سوا اور کچھ توقع نہیں کر سکتے تھے۔ آپ جانتے تھے کہ ہماری سیاست یہی اور صرف یہی ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں دو دنیائیں ہو گئی ہیں: پرانی سرمایہدار دنیا جو الجھ کر رہ گئی ہے، جو کبھی خود سے پیچھے نہیں ہٹیگی، اور ابھرتی ہوئی نئی دنیا جو ابھی کافی کمزور ہے لیکن بڑھے گی کیونکہ وہ ناقابل شکست ہے۔ یہ پرانی دنیا اپنی پرانی ڈپلومیسی رکھتی ہے جو یہ یقین ہی نہیں کرسکتی کہ سیدھی سادی اور کھلم کھلا باتچیت بھی ممکن ہے۔ پرانی ڈپلومیسی یہ سمجھتی ہے کہ اس میں کوئی نہ کوئی چالاکی ضرور ہے۔ (تالیاں اور قہقہہ۔) بہت دن کی بات ہے کہ معاشی اور فوجی پوزیشن میں اس انتہائی طاقتور دنیا کا نمائندہ،

8*

امریکی حکومت کا ایک نمائندہ بولیٹ یہ تجویز لیکر ہمارے پاس بھیجا گیا کہ ہم کولچاک اور دینیکن سے معاہدۂ امن کر لیں، ایسا معاہدہ جو ہمارے لئے انتہائی نامناسب تھا اور جب ہم نے کہا کہ ہم مزدوروں اور کسانوں کے خون کی اتنی قدر کرتے ہیں جو بہت دنوں سے روس میں بہہ رہا ہے کہ چاہے معاہدۂامن ہمارے لئے انتہائی نامناسب کیوں نہ ہو ہم اس کے لئے تیار ہیں کیونکہ ہم یقین کرتے ہیں کہ کولچاک اور دینیکن اندرونی طور پر ختم ہو جائیں گے، جب ہم نے یہ بات دو ٹوک کہہ دی، بلا نفیس ڈپلومیٹک لہجہ استعمال کئے ہوئے کہدی تو انھوں نے اسی جگہ یہ طے کرلیا کہ ہم قطعی دھوکہ باز ہیں۔ اور ہمارے ساتھ ایک میز پر بیٹھ کر نیک‌دلی کے ساتھ بات‌چیت کر کے جب بولیٹ وطن واپس گیا تو اس کا خیرمقدم شدید نکتہ‌چینی سے کیا گیا اور اس کو استعفا دینے پر مجبور کیا گیا۔ مجھے تو حیرت ہے کہ اس کو جلاوطنی اور قید بامشقت کی سزا کیوں نہیں دی گئی جیسا کہ بالشویکوں سے خفیہ ہمدردی رکھنےوالوں کےلئے سامراجیوں کا دستور ہے۔ (قہقہہ، تالیاں۔) اور ہوا یہ ہے کہ ہم نے پیش کش کی تھی اپنے لئے برے معاہدے کی اور معاہدہ کیا اچھے شرائط پر۔ یہ چھوٹا سا سبق ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ہم اس پرانی ڈپلومیسی کو نہیں سیکھ سکتے جس طرح ہم اپنے آپ کو بدل نہیں سکتے لیکن ڈپلومیسی کے ان سبقوں سے جو ہم نے اس دوران میں دئے ہیں اور دوسری طاقتوں نے لئے ہیں وہ بہرحال ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے اور غالباً کسی نہ کسی کی یاد میں ضرور محفوظ ہوگئے ہیں۔ (قہقہہ۔) اسی لئے ہمارے اس کھلے اعلان کو کہ روس کے مزدور اور کسان سب سے زیادہ امن کے فائدے کو سمجھتے ہیں لیکن وہ پیچھے ہٹنے کی اس حالت کو ایک حدتک برداشت کر رہے ہیں، اس طرح لیا گیا کہ وہ ایک سکنڈ، ایک منٹ کے لئے یہ نہیں بھولے ہیں کہ سامراجی جنگ اور خانہ‌جنگی میں انھوں نے کیا مصیبتیں برداشت کی ہیں۔ یہ ہماری یاددھانی ہے اور مجھے یقین ہے کہ ہماری ساری کانگرس، سارے مزدور اور کسان، سارا روس اس کی تصدیق اور اس کا اظہار کرتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس یاد دھانی کا، اس کی طرف رویہ چاہے جیسا ہو، پرانے ڈپلومیٹک

دستور کے مطابق وہ اس میں چاہے جس مدبرانہ چال کا شبہ کریں لیکن اس کا اثر ضرور ہوگا اور یہ کچھ نہ کچھ رول ضرور ادا کریگی۔

اچھا تو ساتھیو یہ ہے جو اپنی بین‌اقوامی صورت حال کے متعلق میں کہنا ضروری سمجھتا تھا۔ کچھ حد تک ہم نے غیرمستحکم توازن حاصل کر لیا ہے۔ مادی طور پر ہم معاشی اور فوجی لحاظ سے بےحد کمزور ہیں لیکن اخلاقی طور پر، ظاہر ہے کہ اس خیال کو مجرد اخلاق کے نقطۂنظر سے نہ لیتے ہوئے بلکہ تمام ملکوں میں تمام طبقوں کی اصلی طاقت کا توازن دیکھتے ہوئے، ہم سب سے زیادہ طاقتور ہیں۔ اس کی آزمائش عملی طور پر ہو چکی ہے، اس کو زبانی نہیں بلکہ عملی طور پر ثابت کیا گیا ہے۔ یہ ایک بار ثابت کیا جا چکا ہے اور اگر تاریخ نے کوئی خاص موڑ اختیار کیا تو اس کو پھر ثابت کیا جائےگا۔ اسی لئے ہم اپنے آپ سے کہتے ہیں کہ ہم اپنی پرامن تعمیر کو لیکر آگے بڑھنے میں پوری طاقت لگا دیں گے تاکہ اس کو برابر جاری رکھ سکیں۔ ساتھ ہی ساتھیو ہوشیار رہنا چاہئے، ہمارے ملک اور ہماری سرخ فوج کی دفاعی طاقت کی حفاظت آنکھ کی پتلی کی طرح کرنی چاہئے اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم کو اپنے مزدوروں اور کسانوں اور ان کے کارناموں کے بارے میں کسی کمزوری کی ایک سکنڈ کے لئے بھی اجازت دینے کا حق نہیں ہے۔ (تالیاں۔)

ساتھیو، اپنی بین‌اقوامی صورت حال میں اہم باتوں کے مختصر بیان کے بعد میں اس بات کی طرف آتا ہوں کہ ہمارے یہاں اور مغربی یورپ میں، سرمایہ‌دار ملکوں میں معاشی حالت نے کیا صورت اختیار کرنی شروع کی ہے۔ سب سے بڑی مشکل یہاں یہ تھی کہ ہمارے اور سرمایہ‌دار ملکوں کے درمیان خاص باہمی تعلقات کے بغیر ہمارے لئے مضبوط معاشی پوزیشن حاصل کرنا ممکن نہ تھا۔ واقعات صاف طور پر دکھاتے ہیں کہ اسی طرح یہ ان کے لئے بھی ممکن نہیں ہے۔لیکن اس وقت ہمارا موڈ ایسا بےغرضانہ نہیں ہے اور ہم زیادہ اس کے متعلق سوچتے ہیں کہ ہم دوسرے ملکوں کے دشمنی کے رویے کے باوجود کیسے اپنے وجود کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔

لیکن کیا یہ خیال کسی طرح کیا جا سکتا ہے کہ سوشلسٹ

ریپبلک سرمایہ‌دارانہ محاصرے میں اپنا وجود برقرار رکھ سکتی ہے؟ سیاسی اور فوجی دونوں طرح سے اس کو ناممکن سمجھا جاتا تھا۔ سیاسی اور فوجی لحاظ سے یہ ممکن ہے اس کو ثابت کر دیا گیا ہے، یہ ایک واقعہ بن چکا ہے۔ اور تجارتی صورت حال میں؟ اور معاشی لین دین کی صورت میں؟ پسماندہ، تباہ حال اور زراعتی روس اور صنعتی طور پر ترقی‌یافتہ سرمایہ‌دار ملکوں کے دولت‌مند گروپوں کے درمیان تعلقات، امداد اور کاروباری تبادلہ — کیا یہ ممکن ہے؟ کیا انہوں نے ہم کو نہیں دھمکایا کہ ہم کو وہ خاردار تار سے گھیر دینگے اور اس لئے کسی طرح کے معاشی تعلقات کا وجود نہ ہوگا؟ ''جنگ سے وہ نہیں ڈرے، تو ہم ان کو ناکہ بندی کرکے جیت لیں گے۔''

ساتھیو، ہم نے ان چار برسوں میں بہت سی دھمکیاں دیکھی ہیں اور ایسی ڈراؤنی دھمکیاں کہ اب ہم ان میں سے کسی سے بھی نہیں ڈرتے۔ ناکہ‌بندی کے متعلق تجربے نے دکھایا کہ یہ پتہ نہیں کہ ناکہ بندی کس کے لئے زیادہ بھاری ہے — ان کے لئے جن کی ناکہ‌بندی کی جاتی ہے یا ان کے لئے جو یہ ناکہ‌بندی کرتے ہیں۔ تجربے نے بلاشبہ یہ دکھایا کہ یہ پہلا سال ہے جب میں آپ کو یہ رپورٹ دے سکتا ہوں کہ یہ براہ راست وحشیانہ تشدد سے نسبتاً ذرا آرام کا دور ہے۔ اس دور میں ہم کو تسلیم نہیں کیا گیا، ہم کو دھتکارا گیا ہے، ہمارے ساتھ تعلقات کا وجود نہ ہونے کا اعلان کیا گیا ہے (بورژوازی کے تخمینے کے لحاظ سے ان کے وجود کو نہ مانئے) لیکن پھر بھی ان کا وجود ہے۔ میرے خیال میں مجھے آپ سے بلامبالغہ یہ کہنے کا حق ہے کہ ۱۹۲۱ء کے زیر غور سال کے اہم نتیجوں میں سے یہ بھی ایک ہے۔

مجھے معلوم نہیں کہ سوویتوں کی نویں کانگرس میں امور خارجہ کی عوامی کمیساریت کی رپورٹ آپ میں آج تقسیم ہو چکی ہے یا تقسیم ہوگی۔ میرے خیال میں اس رپورٹ کی ایک خامی ہے کہ وہ ذرا موٹی ہے اور اس کو آخر تک پڑھنا مشکل ہے۔ ممکن ہے کہ یہ میری ذاتی کمزوری ہو اور مجھے اس میں شک نہیں کہ آپ کی بڑی اکثریت اور اسی طرح وہ ہر آدمی جس کو سیاست سے دلچسپی

ہے، چاہے رفتہ رفتہ پڑھے لیکن اس رپورٹ کو ضرور پڑھےگا۔ اگر آپ اس کو پورا نہ پڑھیں اور اس کو تھوڑا سا دیکھیں اور ورق گردانی کریں تو یہ معلوم ہو جائےگا کہ اگر اس طرح کی تشبیہہ متعدد باقاعدہ اور مستقل تجارتی تعلقات، نمائندوں اور معاهدوں وغیرہ کے لئے دی جا سکتی ہو تو روس میں بہت سی شاخیں پھوٹی ہیں۔ یہ سچ ہے کہ ہم کو قانونی طور پر نہیں تسلیم کیا گیا ہے۔ اس کی اهمیت برقرار ہے کیونکہ غیرمستحکم توازن ختم ہو جانے کا خطرہ ہے، نئے حملے کی کوشش کا خطرہ بڑھ گیا ہے جس کے متعلق میں آپ سے پہلے کہہ چکا ہوں — لیکن پھر بھی واقعہ واقعہ ہی رہےگا۔

۱۹۲۱ء کا سال غیرملکوں سے تجارتی لین‌دین کا پہلا سال ہے اور ہم بہت آگے بڑھ گئے ہیں۔ اس کا تعلق جزوی طور پر ٹرانسپورٹ کے مسئلے سے ہے جو اہم یا میرے خیال میں، ہماری تمام معاشیات کی اہم‌ترین بنیادوں میں سے ایک ہے۔ اس کا تعلق غیرملکوں سے درآمدوبرآمد سے ہے۔ مجھے اس کے متعلق بہت مختصر اعدادوشمار پیش کرنے کی اجازت دیجئے۔ ہماری بےحد مشکلات، تمام مصیبت، مشکلات کی جڑ ایندھن اور غذائی پیداوار ہے، تمام مصیبت کسانوں کی معیشت میں، اس بھوک اور صعوبتوں میں ہے جو ہم پر ٹوٹ پڑی ہیں۔ ہم یہ بہت اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس کا تعلق ٹرانسپورٹ کے مسئلے سے ہے۔ اس کے متعلق کہنے کی ضرورت ہے تاکہ دور کے علاقوں کے کامریڈ بھی جان جائیں اور ضرورت ہے کہ تمام کامریڈ اپنی اپنی جگہوں پر بار بار یہ کہیں کہ ہم کو اپنی تمام طاقت اس میں لگا دینا چاہئے کہ غذا اور ایندھن کا بحران ختم ہو۔ ان وجوہ سے ہمارے ٹرانسپورٹ کی حالت خراب ہے جو غیرملکوں سے تعلقات کا مادی ذریعہ ہے۔

ہمارے ٹرانسپورٹ کی تنظیم کا کام اس سال بلاشبہ زیادہ اچھا ہوا ہے۔ ۱۹۲۱ء میں ہم نے دریائی جہازوں کے ذریعہ ۱۹۲۰ء سے زیادہ سامان کی باربرداری کی ہے۔ ۱۹۲۱ء میں رفتار کا اوسط ایک هزار پوڈ فی ورسٹ ہے جب کہ ۱۹۲۰ء میں ۸۰۰ پوڈ فی ورسٹ تھا۔ تنظیمی ترقی بلاشبہ ہوئی ہے۔ یہ بتانا ہے کہ ہم نے پہلی مرتبہ غیرملکوں سے مدد پانی شروع کی ہے — ہم نے ریلوے کے هزاروں

انجنوں کا آرڈر دیا ہے اور ہم کو پہلے ۱۳ سویڈن سے اور ۳۷ جرمنی سے مل چکے ہیں۔ یہ بہت ہی معمولی ابتدا ہے لیکن بہرحال ابتدا ہے۔ ہم نے اسی طرح سیکڑوں تیل وغیرہ کی ریلوے ٹنکیاں آرڈر کی ہیں اور ۱۹۲۱ء میں پانچ سو آ چکی ہیں۔ ہم ان سب کے لئے انتہائی گراں قیمت ادا کر رہے ہیں، بے حد گراں۔ لیکن پھر بھی اس کا مطلب یہ ہے کہ ترقی‌یافتہ ملکوں کی بھاری صنعت ہماری مدد کر رہی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ سرمایہ‌دار ملکوں کی بھاری صنعت ہماری معیشت کی بحالی میں ہمیں اس کے باوجود مدد دے رہی ہے کہ ان تمام ملکوں کے سرمایہ‌دار رہنما ہم سے دلی نفرت رکھتے ہیں۔ یہ سب ایسی حکومتوں کے تحت متحد ہو گئے ہیں جو برابر اپنے پریس میں لکھ رہی ہیں کہ سوویت روس کو قانونی طور پر تسلیم کرنے کی پوزیشن کیا ہے اور آیا بالشویک حکومت جائز ہے یا ناجائز۔ اور بڑی تحقیقات کے بعد وہ اس کو جائز پاتے ہیں لیکن اس کو تسلیم نہیں کر سکتے۔ یہ افسوسناک حقیقت کہ ہم کو ابھی تسلیم نہیں کیا گیا میں آپ سے چھپانے کا حق نہیں رکھتا لیکن آپ سے یہ بھی بتانا ہے کہ ہمارے تجارتی تعلقات بہرحال بڑھ رہے ہیں۔

ان سب سرمایہ‌دار ملکوں کی یہ حالت ہے کہ ہم کو لوٹ رہے ہیں، ہم ان کو بہت زیادہ قیمت دے رہے ہیں لیکن بہرحال وہ ہماری معیشت کی ترقی میں مدد دے رہے ہیں۔ لیکن یہ کیسے ہوا ہے؟ وہ اپنی مرضی کے خلاف کیوں کرتے ہیں، اس کے خلاف جس کے متعلق ان کے اخبار متواتر زور دیتے رہتے ہیں — ان اخباروں کی تعداد، طاقت اور اس نفرت میں ہمارا پریس مقابلہ نہیں کرسکتا جس سے وہ ہمارے خلاف لکھتے ہیں۔ وہ ہم کو مجرم ٹھہراتے ہیں، پھر بھی ہماری مدد کرتے ہیں۔ اور ہوتا یہ ہے کہ وہ معاشی لحاظ سے ہم سے تعلقات رکھتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے جو میں آپ سے کہہ چکا ہوں یعنی بڑے پیمانے پر ہمارا اندازہ زیادہ صحیح نکلتا ہے بمقابلہ ان کے اندازے کے۔ اس لئے نہیں کہ وہ ان کے یہاں صحیح اندازہ لگانےوالے لوگ نہیں ہیں — اس کے برعکس، ان کے یہاں ہم سے زیادہ ہیں — بلکہ اس لئے کہ جب تباہی کا راستہ اختیار کیا جاتا

ہے تو صحیح اندازہ لگانا ممکن نہیں ہوتا۔ اسی لئے میں آپ کے سامنے کچھ اعداد و شمار بھی پیش کرنا چاہتا تھا جو غیر ملکوں کے ساتھ ہماری تجارت کی ترقی دکھاتے ہیں۔ میں سب سے مختصر اعداد و شمار لیتا ہوں جن کو یاد رکھنا ممکن ہے۔ اگر آپ ۱۹۱۸ء، ۱۹۱۹ء اور ۱۹۲۰ء کے تین برسوں کو دیکھیں تو غیر ملکوں سے ہماری درآمد ایک کروڑ ستر لاکھ پوڈ سے کچھ زیادہ تھی اور ۱۹۲۱ء میں ۵ کروڑ پوڈ ہو گئی یعنی تینوں برسوں کی مجموعی درآمد سے تین گنی زیادہ۔ ہماری برآمد پہلے تین سال میں مجموعی طور پر پچیس لاکھ پوڈ تھی اور صرف ۱۹۲۱ء کے سال میں ایک کروڑ پندرہ لاکھ پوڈ ہو گئی۔ یہ اعداد و شمار کچھ بھی نہیں ہیں، حقیر ہیں، مضحکہ انگیز حد تک کم ہیں اور ہر سمجھدار آدمی ان کے متعلق فوراً کہدے گا کہ بہت گرے ہوئے ہیں۔ یہ ہے وہ صورت حال جو اعدادوشمار دکھاتے ہیں۔ پھر بھی یہ ابتدا ہے۔ ہم جو براہ راست گلا گھونٹے جانے کا تجربہ جھیل چکے ہیں، ہم جو برسوں سے دھمکیاں سن رہے ہیں کہ ہم سے تعلقات اس وقت تک نہ قائم کئے جائیں گے جب تک ہم وہ رہیں گے، جو ہیں — ان تمام باتوں کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی ان دھمکیوں سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔ پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ معاشی ترقی کا جو اندازہ وہ کرتے ہیں غلط ہے اور ہمارا اندازہ ٹھیک ہے۔ ابتدا ہو چکی ہے۔ ہم اس بات پر ساری توجہ، ساری طاقت اور ساری فکر لگا دیں گے کہ یہ ترقی نہ رکے، کہ وہ آگے بڑھے۔

میں ایک اور چھوٹا سا خاکہ پیش کرونگا تاکہ یہ دکھا سکوں کہ ۱۹۲۱ء کے دوران ہم کس طرح آگے بڑھے ہیں۔ ۱۹۲۱ء کی پہلی سہ‌ماہی میں درآمد تیس لاکھ پوڈ کے قریب تھی، دوسری میں ۸۰ لاکھ پوڈ اور تیسری سہ‌ماہی میں دو کروڑ چالیس لاکھ پوڈ۔ بہرحال ہم بڑھ رہے ہیں۔ اعداد و شمار بہت ہی حقیر ہیں لیکن وہ رفتہ رفتہ بڑھ رہے ہیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کس طرح ۱۹۲۱ء میں بڑھے ہیں جو انتہائی مشکلات کا سال رہا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ بھکمری جیسی مصیبت ہمیں کن داموں پڑی ہے، وہ ساری زراعت، صنعت اور ہماری ساری زندگی کے لئے کتنی زبردست اذیت بنی ہوئی ہے۔ پھر

بھی اس کے باوجود کہ ہمارا ملک جنگ سے ایسا تباہ تھا، ملک جس نے اس تمام جنگ کے نتیجے میں اور زار اور سرمایہ‌داروں کی حکمرانی کی وجہ سے ایسی زبردست مصیبتیں برداشت کی تھیں پھر بھی ہم اس راستے پر کھڑے ہیں جو ہمارے لئے لگاتار دشمنی کے باوجود اپنی حالت بہتر بنانے کے امکانات پیدا کرتا ہے۔ یہ ہے بنیادی واقعہ۔ اسی لئے جب ہم نے تھوڑے دن ہوئے واشنگٹن کانفرنس (۳۱) کے متعلق پڑھا، جب ہم نے یہ خبر سنی کہ ہماری دشمن طاقتیں جرمنی اور روس کو دعوت دے کر گرمیوں میں دوسری کانفرنس بلانے پر مجبور ہوئی ہیں تاکہ واقعی صلح کے شرائط پر بحث مباحثہ ہو تو ہم نے کہا کہ ہمارے شرائط صاف اور واضح ہیں، ہم نے ان کا اعلان کر دیا ہے، وہ شائع ہو چکے ہیں۔ ہمیں کتنی دشمنی کا سامنا کرنا پڑیگا؟ اس کے متعلق کوئی غلطفہمی نہیں ہے۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ان لوگوں کی معاشی حالت محفوظ نہیں ہے جنھوں نے ہماری ناکہ‌بندی کی ہے۔ دشمن حکومتوں یا طبقوں کی خواہش، قوت ارادی اور فیصلوں سے زیادہ بڑی بھی ایک طاقت ہے۔ یہ طاقت ہے تمام دنیا کے عام معاشی تعلقات کی جو ان کو ہم سے رابطہ رکھنے والے راستے پر چلنے کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ وہ اس راستے پر جتنا ہی آگے بڑھتے جائیں گے اتنی ہی تیزرفتاری کے ساتھ وسیع پیمانے پر وہ چیز صورت اختیار کرتی جائے گی جس کو میں آج ۱۹۲۱ء کی رپورٹ میں ایسے حقیر اعداد و شمار کے ذریعہ دکھا سکا ہوں۔

''پراودا،، ۲۵ دسمبر ۱۹۲۱ء
شمارہ ۲۹۲

لینن کی تصانیف کا چوتھا
روسی ایڈیشن، جلد ۳۳،
صفحات ۱۲۹ — ۱۲۴

سوویت ریپبلک کی بین‌اقوامی اور اندرونی حالت

دھات مزدوروں کی کل روس کانگرس کے کمیونسٹ گروپ کے سامنے تقریر سے

۶ مارچ ۱۹۲۲ء

... ساتھیو، آپ سب کو تو معلوم ہی ہے کہ ہماری بین‌اقوامی پالیسی کے مسائل میں جنوآ (۳۲) کو ممتاز جگہ اب بھی حاصل ہے۔ مجھے قطعی یقین نہیں ہے کہ یہ بات جائز بھی ہے کیونکہ جب ہم ''جنوآ'' کہتے ہیں تو ہمارا مطلب اس کانفرنس سے ہوتا ہے جس کے بارے میں ہم نے بہت دن ہوئے سنا تھا، وہ کانفرنس جو اٹلی کے شہر جنوآ میں ہونے والی تھی۔ اس کانفرنس کی تیاریاں تقریباً پوری ہو چکی ہیں لیکن اب بدقسمتی سے حالت ایسی مبہم ہو گئی ہے کہ کسی کو پتہ نہیں (اور مجھے ڈر ہے کہ اس کے مجوزوں اور منتظموں کو خود بھی پتہ نہیں ہے) کہ اس کے ہونے کا کوئی امکان ہے یا نہیں۔ بہر صورت، ہمیں اپنے آپ سے اور ان سب لوگوں سے جن کو مزدوروں اور کسانوں کی ریپبلک کی قسمت سے دلچسپی ہے یہ کہنا چاہئے کہ اس مسئلے میں یعنی جنوآ کانفرنس کے مسئلے میں ہماری پوزیشن شروع سے ہی اٹل تھی اور ہے۔ یہ ہمارا قصور نہیں ہے اگر کچھ دوسرے لوگوں میں صرف استقلال ہی نہیں بلکہ اپنے منصوبوں کو پورا کرنے کے لئے انتہائی معمولی عزم اور انتہائی ابتدائی صلاحیت نہیں ہے۔ ابتدا سے ہی ہم نے اعلان کر دیا تھا کہ ہم جنوآ کانفرنس کا خیر مقدم

کرتے ھیں اور اس میں شریک ھوں گے ۔ ھم اس بات کو بہت اچھی طرح سمجھتے اور اس کو ذرا بھی چھپاتے نہ تھے کہ ھم وھاں سوداگروں کی حیثیت سے جا رھے ھیں کیونکہ سرمایہ‌دار ملکوں کے ساتھ تجارت (جب تک کہ وہ بالکل ختم نہ ھو جائیں) ھمارے لئے قطعی ضروری ھے ۔ ھم جانتے تھے کہ ھم اس تجارت کے لئے سیاسی طور پر مناسب شرائط کے واسطے انتہائی ٹھیک اور انتہائی مفید بحث کرنے جنوآ جا رھے ھیں ۔ یہ ان سرمایہ‌دار ریاستوں کے لئے کوئی راز نہیں ھے جن کی حکومتوں نے جنوآ کانفرنس کا پہلا منصوبہ بنایا تھا اور اس کو فروغ دیا تھا ۔ یہ ریاستیں بہت اچھی طرح جانتی ھیں کہ ھمارے اور مختلف سرمایہ‌دار ملکوں کے درمیان تجارتی معاھدوں کا سلسلہ بڑھتا ھی جا رھا ھے، کہ عملی تجارتی لین دین جو واقعی ھو چکے ھیں ان کی تعداد بڑھ رھی ھے اور اب ھم بہت ھی تفصیل کے ساتھ مشترکہ روسی اور غیرملکی تجارتی پروجکٹوں کی بڑی تعداد پر بحث کر رھے ھیں جن میں مختلف غیرملکوں اور ھماری صنعت کی مختلف شاخوں کا گوناگوں اشتراک ھوگا ۔ اسلئے سرمایہ‌دار ریاستیں اس بات کی عملی بنیاد بہت اچھی طرح جانتی ھیں جس پر جنوآ میں خاص طور سے بحث ھونےوالی ھے ۔ اور اگر اس بنیاد پر کوئی ایسا ڈھانچہ بنایا گیا جو ھر طرح کی سیاسی گفتگو ، مفروضوں، پروجکٹوں پر مشتمل ھے تو ھمیں سمجھنا چاھئے کہ یہ صرف اوپری ڈھانچہ ھے، زیادہ‌تر مصنوعی اور ان لوگوں کا بنایا اور نصب کیا ھوا جن کے مفادات کے لئے یہ موزوں ھے ۔

یہ بات کہنے کی ضرورت نہیں کہ سوویت اقتدار کے چار سال سے زیادہ کے وجود میں ھم نے کافی عملی تجربہ حاصل کیا ھے (اس بات کے علاوہ کہ ھم اس کو نظریاتی طور پر اچھی طرح جانتے تھے) جس نے ھم کو اس قابل بنادیا ھے کہ ھم اس سیاسی کھیل کا صحیح اندازہ لگا سکیں جس کو بورژوا ریاستوں کی نمائندگی کرنےوالے حضرات، بورژوازی سیاست کی فرسودہ چالوں کے تمام قانون قاعدوں کے مطابق کھیل رھے ھیں ۔ ھم بالکل اچھی طرح سمجھتے ھیں کہ اس کھیل کی تہہ میں کیا ھے ۔ ھم جانتے ھیں کہ یہ تجارت ھے ۔ بورژوا ملکوں کو روس کے ساتھ تجارت کرنی چاھئے ـــ وہ جانتے ھیں کہ اگر انھوں نے معاشی تعلقات کی

کوئی نہ کوئی صورت نہ اختیار کی تو ان کی ابتری میں اضافہ ہوتا جائے گا جیسا کہ ابھی تک ہوا ہے۔ ان کی تمام شاندار فتوحات کے باوجود، ان لامحدود ڈینگوں کے باوجود جن سے وہ دنیا بھر کے اخباروں اور تاروں کو بھرتے رہتے ہیں ان کی معیشت تتر بتر ہو رہی ہے۔ اور تین سال کی کوششوں کے بعد، اپنی عظیم فتوحات کے بعد ان سے یہ معمولی فریضہ نہیں ادا ہو پاتا کہ کسی نئی چیز کی تعمیر کا ذکر کیا پرانی ہی کو بحال کر لیں۔وہ ابھی تک اپنا سر اسی مسئلے پر دھن رہے ہیں کہ کس طرح ساتھ مل کر تین، چار، پانچ ملکوں کا اشتراک کرلیں (دیکھئے نا، تعداد اتنی بڑی ہے کہ سمجھوتہ انتہائی مشکل ہے) تاکہ تجارت کرسکیں۔

میں یہ سمجھ سکتا ہوں کہ کمیونسٹوں کو تجارت سیکھنے کے لئے وقت کی ضرورت ہے اور میں جانتا ہوں کہ جو لوگ سیکھ رہے ہیں وہ برسوں تک سخت غلطیاں کریں گے لیکن تاریخ ان کو معاف کردیگی کیونکہ ان کے لئے یہ کام بالکل نیا ہے۔ اس بات کے لئے ہمارے ذہن فراخ ہونے چاہئیں اور ہمیں سب کمیونسٹ رویہ یا یہ کہنا زیادہ بہتر ہوگا روسی آبلوموف ازم (۳۳) اور اس کےعلاوہ اور بہت کچھ چھوڑنا چاہئے۔ لیکن یہ بات عجیب ہے کہ بورژوا ملکوں کو تجارت کا سارا کام پھر سے سیکھنا پڑے جبکہ وہ سیکڑوں سال سے اسے کرتے آئے ہیں اور ان کی ساری سماجی زندگی کا انحصار اسی پر ہے۔ بہرحال، یہ ہم کو کوئی عجیب بات نہیں معلوم ہوتی۔ ہم نے ہمیشہ کہا اور جانتے تھے کہ سامراجی جنگ کے بارے میں ان کا اندازہ ہم سے کم ہی ٹھیک تھا۔ انھوں نے جو کچھ اپنے سامنے دیکھا جنگ کے متعلق اندازہ اسی سے لگایا لیکن اپنی زبردست فتوحات کے تین سال بعد وہ پیچیدہ حالت سے نکلنے کا راستہ نہ پاسکے۔

ہم کمیونسٹوں نے کہا کہ جنگ کے متعلق ہمارا اندازہ زیادہ گہرا اور صحیح تھا، کہ اس کے تضادوں اور تباہ‌کاریوں کا اثر اس سے کہیں زیادہ وسیع پیمانے پر ہوا جتنا سرمایہ‌دار ملک تصور کرتے ہیں۔ اور باہر سے بورژوا فاتح ملکوں کو دیکھ کر ہم نے کہا تھا: وہ ہماری پیش گوئی اور جنگ اور اس کے نتائج کے بارے میں ہمارے اندازے کو بار بار یاد کرینگے۔ ہمیں اس بات پر کوئی حیرت نہیں

ہے کہ وہ ایسے جنگل میں کھو گئے ہیں جس میں شاید چار سے کم ہی درخت ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ہم کہتے ہیں: ہمیں سرمایہ‌دار ملکوں سے جب تک وہ ایسے رہیں تجارت کرنی چاہئے۔ ہمیں ان سے سوداگروں کی حیثیت سے بات‌چیت کرنی چاہئے اور سرمایہ‌دار ملکوں کے ساتھ ہمارے تجارتی معاہدوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اور لین دین یہ دکھاتے ہیں کہ ہم ایسا کرسکتے ہیں۔ جب تک ان پر دستخط نہ ہوں ہم ان کو شایع نہیں کر سکتے۔ جب کوئی سرمایہ‌دار سوداگر ہمارے پاس آتا ہے اور کہتا ہے ''معاملے کو ہمارے ہی درمیان رہنا چاہئے جب تک بات‌چیت مکمل نہ ہو،، ہمارے لئے تجارتی نقطۂنظر سے اس پر راضی ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ بہرحال، ہم تو یہ جانتے ہی ہیں کہ کتنے معاہدے تیار ہو رہے ہیں۔ خالی فہرست ہی سے کئی صفحے بھر جائیں گے اور اس میں دسیوں ایسی عملی تجویزیں ہیں جن پر اہم مالی گروہوں سے تفصیلی بات‌چیت ہو چکی ہے۔ درحقیقت بورژوا ملکوں کی نمائندگی کرنےوالے حضرات جو جنوآ میں جمع ہو رہے ہیں اس سے ہماری طرح خوب واقف ہیں — دوسرے معاملات میں جو بھی صورت ہو بہرحال ان حکومتوں اور سرمایہ‌دار فرموں کے درمیان تعلقات کو برقرار رکھا گیا ہے۔ ان میں بھی ابھی تک تن آسانی اس حد کو نہیں پہنچی ہے کہ وہ اس سے بھی لاعلم ہوں۔

چونکہ ہم برابر غیرملکی بیانات پڑھتے رہتے ہیں جن سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ وہ ٹھیک نہیں جانتے کہ جنوآ میں کیا ہوگا، کہ وہ کوئی نئی بات پیش کرنے والے ہیں، کہ وہ روس کے سامنے نئے شرائط پیش کرکے دنیا کو حیرت میں ڈال دینےوالے ہیں تو مجھے ان سے یہ کہنے کی اجازت دیجئے (اور مجھے امید ہے کہ مجھے جنوآ میں لائڈجارج سے ذاتی طور پر یہ کہنے کا موقع ملےگا) — حضرات، آپ اس سے کسی کو بھی حیرت میں نہیں ڈالینگے۔ آپ کاروباری لوگ ہیں اور اپنا کام خوب جانتے ہیں۔ ہم ابھی تجارت سیکھ رہے ہیں اور اس کو ٹھیک سے نہیں کرسکتے۔ لیکن ہمارے پاس دسیوں اور سیکڑوں معاہدے اور معاہدوں کے مسودے ہیں جو یہ دکھاتے ہیں کہ ہم کیسے تجارت کرتے ہیں اور کیا لین‌دین ہم کرتے ہیں یا کریں گے

اور کن شرائط پر - هم کافی اطمینان سے مسکراتے هیں جب اخباروں میں طرح طرح کی رپورٹیں پڑھتے هیں جو هم میں سے بعض کو ڈرانے کے لئے شایع کی جاتی هیں اور جن کا مطلب یه هوتا هے که وه هماری کوئی آزمائش کرنےوالے هیں۔ همیں اکثر دھمکیاں دی جا چکی هیں اور اس سوداگر سے بھی کهیں زیاده سنگین دھمکیاں جو اپنی آخری پیش کش کے بعد دروازه بند کرنا چاهتا هے۔ هم کو ان اتحادی طاقتوں کی توپوں سے دھمکایا جا چکا هے جن کی تقریباً، ساری دنیا ملکیت هے ۔ هم ان دھمکیوں سے نهیں ڈرے۔ یورپی سیاستداں حضرات مهربانی کرکے یه بات نه بھولئے۔

همیں اپنا سفارتی وقار، اپنا نیک نام برقرار رکھنے کی ذرا بھی فکر نهیں هے جس کو بورژوا ریاستیں بڑی اهمیت دیتی هیں ۔ سرکاری طور پر تو هم اس کے بارے میں بات بھی نهیں کریں گے۔ لیکن هم اسے بھولے نهیں هیں ۔ همارا ایک ایک مزدور، همارا ایک ایک کسان نه تو اس کو بھولا هے اور نه بھول سکتا هے یا کبھی بھولےگا که وه مزدوروں اور کسانوں کی حکومت کے دفاع کے لئے ان تمام انتهائی طاقتور ریاستوں کے اتحاد کے خلاف لڑا تھا جو مداخلت کر رهی تھیں۔ همارے پاس ان معاهدوں کا ایک پورا ذخیره هے جو ان ملکوں نے کولچاک اور دینیکن سے متعدد برسوں کے دوران کی تھیں۔ یه شایع کئے جا چکے هیں۔ هم ان کو جانتے هیں اور ساری دنیا ان کو جانتی هے۔ آخر آنکھ مچولی کھیلنے اور یه بناوٹ کرنے سے کیا فائده که هم سب بدھو هو گئے هیں؟ هر کسان اور هر مزدور جانتا هے که وه ان ملکوں کے خلاف لڑا اور یه ملک اس کو شکست دینے میں ناکام هوئے۔ اگر آپ حضرات، جو بورژوا ملکوں کی نمائندگی کرتے هیں، اپنے آپ کو بهلانا چاهتے هیں، کاغذ (جو آپ کے پاس ضرورت سے زیاده هے) اور روشنائی ضائع کرنا چاهتے هیں اور اپنے تاروں اور ریڈیو اسٹیشنوں پر دنیا کے نام ایسے پیغاموں کی بھرمار کرنا چاهتے هیں که "هم روس کو آزمائیں گے"، تو هم دیکھیں گے که کون جیتتا هے۔ هماری آزمائش تو هو چکی هے، زبانی آزمائش نهیں، تجارت کی آزمائش نهیں، پیسے کی آزمائش نهیں بلکه ڈنڈے کی آزمائش۔ ان سخت، خوں چکاں اور پردرد زخموں کو دیکھتے هوئے جو هم پر

لگائے گئے ہیں ہم اس کے مستحق ہیں کہ ہماری اپنی زبان سے نہیں بلکہ ہمارے دشمن ہمارے لئے یہ کہیں کہ ''ایک پٹا ہوا آدمی دو بے پٹے آدمیوں کے برابر ہے۔،،

ہم میدان‌جنگ میں اس کے مستحق بنے۔ جہاں تک تجارت کا تعلق ہے یہ قابل‌افسوس ہے کہ اس میں ہماری پٹائی بہت کم ہو رہی ہے لیکن مجھے بھروسہ ہے کہ اس عیب کو بھی مستقبل‌قریب میں اسی طرح کامیابی کے ساتھ دور کیا جائیگا۔

میں نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ میں ان موضوعات پر ذاتی طور سے لائڈ جارج سے جنوآ میں بحث کرسکونگا اور ان سے یہ کہہ سکونگا کہ اس قسم کی چھوٹی اور فضول باتوں سے ہمیں ڈرانے کی کوشش بے سود ہے کیونکہ اس سے صرف انھیں لوگوں کے وقار کو دھکا پہنچےگا جو ایسا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ میرے لئے صحت کی خرابی اس میں رکاوٹ نہ بنے گی جو پچھلے چند مہینوں سے سیاسی امور میں میرے براہ راست حصہ لینے میں حارج ہے اور جس نے مجھ کو وہ سوویت فرائض ادا کرنے سے ناکارہ کر دیا ہے جن کے لئے مجھے مقرر کیا گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میں چند ہفتوں میں اپنے فرائض پھر ادا کرنے لگونگا۔ لیکن کیا ان میں سے تین یا چار آئندہ چند ہفتوں میں اس پر کوئی سمجھوتہ کر سکیں گے جس کے متعلق انھوں نے ساری دنیا کو اطلاع دی ہے کہ وہ اس پر متفق ہیں — مجھے اس کا یقین نہیں ہے۔ میں یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ دنیا کا کوئی شخص بھی اس کے بارے میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا اور مزید برآں وہ خود بھی اس کے بارے میں یقین نہیں رکھتے کیونکہ جب یہ فاتح طاقتیں جو دنیا پر حکمران ہیں کانس (۳۴) میں جمع ہوئیں تو متعدد ابتدائی کانفرنسوں کے بعد (ان کانفرنسوں کی تعداد بے شمار ہے حتی کہ یورپی بورژوا اخبار بھی مذاق اڑا رہے ہیں) وہ یہ صاف نہ بتا سکیں کہ وہ چاہتی کیا ہیں۔

''پراودا،، شمارہ ۵۴،
۸ مارچ ۱۹۲۲ء

لینن کی تصانیف کا
چوتھا روسی ایڈیشن، جلد ۳۳،
صفحات ۱۹۱ — ۱۸۶

روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی گیارھویں کانگرس کے سامنے مرکزی کمیٹی کی سیاسی رپورٹ سے

۲۷ مارچ ۱۹۲۲ء

(تالیاں) ساتھیو، مجھے اجازت دیجئے کہ میں مرکزی کمیٹی کی سیاسی رپورٹ سال کی ابتدا سے نہیں بلکہ آخر سے شروع کروں۔ اس وقت سب سے زیادہ زیربحث سیاسی سوال جنوآ ہے۔ لیکن چونکہ اس پر بہت کچھ ہمارے پریس میں کہا جا چکا ہے اور چونکہ میں اس معاملے میں وہ باتیں جو اہم ہیں اپنی ۶ مارچ کی تقریر میں کہہ چکا ہوں جو شایع ہو چکی ہے اسلئے میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ میں تفصیلات میں نہ جاؤں اگر کوئی ایسی بات نہ ہو جس پر آپ یہ چاہتے ہوں کہ میں تفصیلی روشنی ڈالوں۔

عام طور پر آپ جنوآ کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں کیونکہ اس کو اخباروں میں کافی جگہ دی گئی ہے۔ میری رائے میں بہت زیادہ جگہ دی گئی ہے جو عام طور پر ہمارے تعمیری کام کی اصلی، عملی اور فوری ضروریات کے لئے اور خاص طور پر ہماری معاشی ترقی کے لئے اچھا نہیں ہے۔ یورپ میں، تمام بورژوا ملکوں میں، واقعی وہ جنوآ کے بارے میں تمام حماقت‌آمیز باتوں میں لوگوں کے ذہن الجھائے رکھنا یا ان کے سروں میں ایسی باتیں ٹھونسنا چاہتے ہیں۔ اس موقع پر (حالانکہ صرف اس موقع پر نہیں) ہم ان کی نقل کر رہے ہیں، ان کی بہت زیادہ نقل کر رہے ہیں۔

مجھے یہ کہنا چاہئے کہ ہم نے مرکزی کمیٹی میں بڑے غور وخوض کے بعد اپنے بہترین مدبروں کا (اب ہمارے یہاں سوویت مدبروں

کی تعداد کافی ہے جیسا کہ سوویت ریبلک کے ابتدائی دور میں نہیں تھا) وفد منتخب کیا ہے۔ مرکزی کمیٹی نے جنوآ جانےوالے مدبروں کے لئے کافی تفصیلی ہدایات تیار کی ہیں۔ ہم نے ان پر بحث مباحثہ کرنے اور بار بار غور کرنے پر کافی وقت صرف کیا ہے۔ یہ بات صاف ہے کہ یہاں سوال، میں نہیں کہونگا کہ جنگ کا ہے کیونکہ اس لفظ کی غلط تاویل کی جائے گی لیکن بہرصورت یہ سوال مقابلے کا ہے۔ بورژوا کیمپ میں اس کا زبردست رجحان ہے، دوسرے رجحانوں سے زیادہ زوردار کہ جنوآ کانفرنس کو ناکام بنا دیا جائے۔ ایسے رجحانات ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ جنوآ کانفرنس ہو اور ہر قیمت پر ہو۔ اب موخر الذکر بالادست ہیں۔ ان تمام بورژوا ملکوں میں ایسا رجحان ہے جو امن پرست (pacifist) کہا جا سکتا ہے اس میں پوری دوسری اور ڈھائی انٹرنیشنلوں کو بھی شامل کرلینا چاہئے۔ بورژوا کیمپ کا یہ حصہ متعدد امن‌پرست تجاویز کی وکالت کر رہا ہے اور ایک طرح کی امن پرست پالیسی کا خاکہ پیش کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ ہم، کمیونسٹ اس امن پرستی کے بارے میں خاص نظریات رکھتے ہیں جن کو یہاں پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ہم جنوآ کو کمیونسٹوں کی حیثیت سے نہیں بلکہ تاجروں کی طرح جا رہے ہیں۔ ہمیں تجارت کرنا ہے اور اسی طرح ان کو بھی۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ تجارت ہمارے لئے زیادہ مفید ہو اور وہ بھی اپنے لئے ایسا ہی چاہتے ہیں۔ جدوجہد کس طرح جاری رہے گی اس کا انحصار، چاہے کم حد تک ہی کیوں نہ ہو ہمارے مدبروں کی مہارت پر ہوگا۔

واقعی جنوآ کو تاجروں کی حیثیت سے جاتے ہوئے ہم اس بات سے لاپروا نہیں ہیں کہ آیا ہمیں بورژوا کیمپ کے ان نمائندوں سے بات‌چیت کرنی ہوگی جو مسئلے کو جنگ کے ذریعہ حل کرنا چاہتے ہیں یا ان سے جو امن‌پرستی کے حق میں ہیں خواہ وہ اتنی بری قسم کی امن‌پرستی کیوں نہ ہو جو کمیونسٹ نقطۂنظر سے ذرا بھی تنقید کے سامنے نہ ٹھہر سکے۔ وہ ایک خراب تاجر ہے جو اس امتیاز کو سمجھنے سے قاصر ہو اور اپنی حکمت‌عملی کو اس کے مطابق بنا کر عملی مقاصد نہ حاصل کرسکے۔

تجارت کی توسیع اور اس کی وسیع‌ترین اور انتہائی کامیاب ترقی کے لئے بہت ھی سازگار حالات پیدا کرنے کے عملی مقصد سے ھم جنوآ جا رہے ھیں۔ لیکن ھم کو یقین نہیں ھے کہ جنوآ کانفرنس کامیاب ہوگی۔ اس کی کوئی ضمانت دینا مضحکہ‌انگیز اور فضول ہوگا۔ بہرحال مجھے کہنا چاھئے کہ جنوآ کے موجودہ امکانات کو انتہائی سنجیدگی اور احتیاط کے ساتھ تولنے کے بعد، میرے خیال میں میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ ھم اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔

ھم جنوآ کو پار کرلیں گے اگر دوسرے فریق کافی سنجیدہ وسمجھدار ہوئے اور انھوں نے بہت زیادہ ضد سے کام نہ لیا۔ اگر انھوں نے ضد سے کام لیا تو ھم جنوآ کا چکر لگا کر لوٹ آئیں گے۔ بہرحال ہمارا مقصد حاصل ہو جائے گا!

کیا تمام سرمایہ‌دار ملکوں کے انتہائی فوری، ضروری، عملی اور پچھلے چند برسوں میں تیزی سے ظہور میں آنےوالے مفادات کا تقاضہ یہ نہیں ھے کہ روس کے ساتھ تجارت کی ترقی اور اس کی تنظیم‌وتوسیع ہو؟ چونکہ ایسے مفادات کا وجود ھے، اسلئے ھم بحث کر سکتے ھیں، جھگڑ سکتے ھیں، کسی خاص تال میل پر اختلاف ہو سکتا ھے، اس کا زیادہ امکان ھے کہ ھمیں اختلاف کرنا ہوگا پھر بھی سب باتوں کے باوجود یہ بنیادی معاشی ضرورت اپنا راستہ آپ بنا لے گی۔ میرے خیال میں ھمیں اس کا یقین رکھنا چاھئے۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس میں کتنا وقت لگےگا۔ میں اس کی کامیابی کی ضمانت نہیں کر سکتا لیکن میں اسی جلسے میں کافی یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ سوویت ریپلک اور پوری سرمایہ‌دار دنیا کے درمیان باقاعدہ تجارتی تعلقات کی ترقی جاری رہنا ضروری ھے۔ جب میں اپنی رپورٹ کے دوسرے حصے پر آؤنگا تو میں ان رکاوٹوں کا ذکر کرونگا جو پیش آسکتی ھیں لیکن میرے خیال میں جنوآ کے سوال پر اتنا ھی کہنا کافی ھے۔

۱۹۲۲ء میں ''روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی گیارھویں کانگرس کی حرف بحرف رپورٹ''، کتاب میں شایع کی گئی -روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی کے ماسکو کے شعبۂ اشاعت سے

لینن کی تصانیف کا چوتھا روسی ایڈیشن، جلد ۳۳، صفحات ۲۳۷ — ۲۳۵

جنوآ کانفرنس میں وفد کی رپورٹ پر کل‌روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے فیصلے کا مسودہ

کامریڈ یوفے کی رپورٹ پر کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے فیصلے کا مسودہ جو ذیل میں دیا جاتا ہے:

۱ - کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے وفد نے جرمنی سے معاہدہ کرتے وقت روسی فیڈریشن کے اقتداراعلی کی حمایت کرکے (یعنی غلامی اور ذاتی ملکیت کی بحالی کی کوششوں کے خلاف جدوجہد کرکے) اپنے فریضے کو صحیح طریقے سے ادا کیا۔

۲ - مندرجہ‌ذیل سطروں میں بین‌اقوامی سیاسی اور معاشی صورت حال کی خاص باتیں پیش کی گئی ہیں:

— سیاسی: امن کی غیرموجودگی اور نئی سامراجی جنگ کا خطرہ [آئرلینڈ، ہندستان، چین وغیرہ۔ انگلستان اور فرانس کے درمیان، جاپان اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے درمیان تعلقات میں ابتری وغیرہ وغیرہ (زیادہ تفصیل سے)]۔

۳ - معاشی: ''فتحیاب،، ملک جو جنگ سے (یعنی لوٹ کھسوٹ سے) دنیا بھر میں سب سے زیادہ طاقتور اور امیر بن گئے ہیں، جنگ ختم ہونے کے ساڑھے تین سال بعد بھی پہلے جیسے سرمایہ دارانہ تعلقات نہیں قائم کر سکتے ہیں [کرنسی میں گڑبڑ؛ معاہدۂ ورسائی کو پورا نہ کرنا اور اس کی تکمیل کا ناممکن ہونا؛ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے قرضوں کو نہ ادا کرنا وغیرہ وغیرہ — (تفصیل کے ساتھ)]۔

۴ - اس لئے کانس کی تجویز کے پہلے پیراگراف (۳۵) نے ملکیت کے دو نظاموں کے حق کو مساوی تسلیم کرکے (سرمایہ‌دارانہ نظام یا نجی ملکیت اور کمیونسٹ ملکیت کو جسے ابھی صرف روسی فیڈریشن

میں اختیار کیا گیا ہے) اس طرح سے مجبوراً ملکیت کے پہلے نظام کی تباہی اور دیوالیہ‌پن کو خواہ وہ بالواسطہ ہی کیوں نہ ہو، مان لیا ہے اور دوسرے سسٹم سے برابردار کی حیثیت سے ناگزیر طریقے پر رضامندی ظاہر کی ہے۔

۵ - کانس کی شرطوں کے دوسرے پیراگرافوں نے اور اسی طرح جنوآ میں طاقتوں کے میمورینڈموں وغیرہ نے اس کی مخالفت کرکے خود اپنے کو بےجان ثابت کردیا۔

۶ - ملکیت کے دو نظاموں کے درمیان حقیقی مساوات — چاہے وہ وقتی ہی کیوں نہ ہو، اس وقت تک کے لئے جب تک ساری دنیا ذاتی ملکیت اور اس کے پیدا کئے ہوئے معاشی انتشار اور جنگ کو ترک کرکے ملکیت کے بہتر نظام کی طرف نہیں آتی — صرف راپالو کے معاہدے (۳۶) میں ملتی ہے۔ اس لئے کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی

— مشکلات، انتشار اور خطرناک جنگ سے نکلنے کے واحد اور صحیح راستے کی حیثیت سے راپالو کے معاہدے کا خیرمقدم کرتی ہے (اس وقت تک جب تک ملکیت کے دو نظام ہیں اور ان میں سرمایہ‌دارانہ ملکیت جیسا فرسودہ نظام موجود ہے)؛

روسی فیڈریشن کے سرمایہ‌دارانہ ملکوں سے تعلقات کے بارے میں صرف اس قسم کے معاہدوں کو ٹھیک تسلیم کرتی ہے؛

— عوامی کمیساروں کی کونسل اور امورخارجہ کی عوامی کمیساریت کو ہدایت کرتی ہے کہ وہ اس جذبے کے ماتحت سیاست کو برتیں؛

— کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی کی مجلس‌صدارت کو ہدایت کرتی ہے کہ وہ اس کی تصدیق ان تمام ریپبلکوں کی رضامندی سے کرے جو روسی فیڈریشن میں شامل ہیں؛

— امور خارجہ کی عوامی کمیساریت اور عوامی کمیساروں کی کونسل کو یہ حکم دیتی ہے کہ وہ اس سے یعنی راپالو قسم کے معاہدوں سے صرف ایسے شدید حالات میں ہٹنے کی اجازت دے سکتے ہیں، جو خاص طور سے روسی فیڈریشن کے محنت کش عوام کے لئے کارآمد ہوں۔

۱۵ یا ۱۶ مئی ۱۹۲۲ء کو

لکھا گیا۔ پہلی بار لینن کی تصانیف کے چوتھے ایڈیشن میں چھپا

لینن کی تصانیف کا چوتھا روسی ایڈیشن، جلد ۳۳، صفحات ۳۲۰ — ۳۱۹

''آبزرور'' اور ''مانچسٹر گارجین'' کے نامہ نگار فارب مان سے انٹرویو

۱ ۔ سوال ۔ روس دشمن اخبار فرانس اور روس کی گفت وشنید (۳۷) اور ماسکو میں ایرئو کے استقبال سے یہ نتیجہ نکال رہے ہیں کہ سوویت روس کی خارجہ پالیسی میں بنیادی تبدیلی آ گئی ہے۔

کیا یہ ٹھیک ہے؟ کیا یہ صحیح ہے کہ روس مشرق قریب میں برطانیہ کی پالیسی کو ایک قسم کا چیلنج سمجھتا ہے اور برطانیہ کے خلاف فرانس کے ساتھ معاہدہ کرنے کو تیار ہے؟

جواب ۔ میرے خیال میں فرانس اور روس کی گفت وشنید اور ماسکو میں ایرئو کے استقبال کو سوویت روس کی عام پالیسی میں اور خاص طور پر برطانیہ کے سلسلے میں اس کی پالیسی میں کسی بھی چھوٹی سی تبدیلی کی علامت سمجھنا بالکل غلط ہے ۔ بلاشبہ ہم ایرئو کے ماسکو آنے، فرانس کے ساتھ اتحاد کی طرف اٹھنے والے قدم اور اس کے ساتھ گفت وشنید — جو میں سمجھتا ہوں اب ایک ممکن، قرین قیاس اور ضروری چیز ہو گئی ہے — ان سب کو بہت اہمیت دیتے ہیں ۔ فرانس کے ساتھ اتحاد اور قرب کی طرف اٹھنے والا ہر قدم ہمارے لئے نہایت خوش گوار اور خوش آئند ہے، اور خاص طور پر اس لئے کہ روس کے تجارتی مفاد کا پر زور تقاضا یہی ہے کہ اس مضبوط ترین یورپی طاقت کے ساتھ قریبی تعلقات قائم کئے جائیں ۔ لیکن ہمیں پورا یقین ہے کہ برطانیہ کے سلسلے میں ہماری جو پالیسی ہے یہ اتحاد اس میں کسی خفیف سی تبدیلی کا بھی تقاضا نہیں کرتا ۔

ہم سمجھتے ہیں کہ دونوں طاقتوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ دوستانہ تعلقات قائم کرنا بالکل ممکن ہے اور یہی ہمارا مقصد بھی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ تجارتی تعلقات کی ترقی اس مقصد کے حصول کا ایک بہت ہی پرزور اور پر اثر ذریعہ ثابت ہوگی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اسی طرح فرانس اور انگلستان کے مفاد کو بھی اگر صحیح طور پر سمجھ لیا جائے تو وہ بھی اسی منزل کی سمت لے جائیں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ انگلستان اور فرانس کے مشترکہ مفادوں کا جہاں تک روس سے سابقہ پڑتا ہے، ان میں باہمی ناگزیر دشمنی کا شائبہ بھی نہیں ہے۔ اس کے برخلاف ہمارا تو یہاں تک خیال ہے کہ روس کی طرف ان دونوں ملکوں کا پر امن اور دوستانہ رویہ اس چیز کی ضمانت ہے (اور میں تو یہاں تک کہنے کو تیار ہوں کہ مضبوط ترین اور پر زور ضمانت ہے) کہ فرانس اور انگلستان کے درمیان صلح اور دوستی کے تعلقات زیادہ سے زیادہ پائدار بن سکیں گے اور موجودہ حالات میں ان دونوں ملکوں کے درمیان جو اختلافات پیدا ہونے کا امکان ہے وہ سب زیادہ سے زیادہ تیزی سے، بہت موثر اور خوشگوار طریقے سے حل ہو سکیں گے۔

۲ - سوال - کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یونان اور ترکی کی جنگ کا، جسے برطانیہ کی حمایت حاصل تھی، واقعی اور عملی خاتمہ روس اور برطانیہ کے درمیان معاہدہ ہونے کے لئے مناسب اور بہترین موقع پیش کرتا ہے؟

جواب - بلاشبہ ترکی اور یونان کی لڑائی کے خاتمے سے، جسے برطانیہ کی حمایت حاصل تھی، ایک طرح سے روس اور برطانیہ کے درمیان معاہدہ کی تکمیل کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ ہم جنگ ختم ہونے سے پہلے بھی اس قسم کا معاہدہ کرنے کی کوشش کررہے تھے اور آیندہ بھی پورے زور اور قوت کے ساتھ اس کی کوشش کرتے رہیں گے۔ یہ صحیح ہے کہ جن سوالوں کا تعلق اس جنگ کے خاتمے سے ہے ان میں سے بعض نے ہمارے ملک اور برطانیہ کے درمیان کچھ اختلافات پیدا کر دئے ہیں۔ لیکن سب سے پہلے ہمارے نزدیک یونان اور

ترکی کی جنگ کا خاتمہ اور امن کا آغاز بین الاقوامی سیاست کے لئے اس قدر فائدہ مند چیز ہے کہ ہمیں امید ہے یونان اور ترکی کے درمیان صلح کا نتیجہ عام بین الاقوامی صورتحال کی بہتری کی شکل میں ظاہر ہوگا۔ دوسرے یہ کہ ہم یہ بالکل نہیں سمجھتے کہ ہمارے اور برطانیہ کے اختلافات ایسے ہیں جن کو دور کرنا ممکن ہی نہیں۔ اس کے برخلاف ہمیں امید ہے کہ مستقبل قریب میں مشرق قریب کے مسائل پر ہونے والی بات‌چیت ہماری اس توقع کو صحیح ثابت کر دے گی کہ یونان اور ترکی کی جنگ کے خاتمے کے ساتھ ہی ساتھ ان کشمکشوں اور آویزشوں کا خاتمہ بھی ہو جائے گا جو اس جنگ کو بین الاقوامی سیاست کی اسٹیج پر لائی تھیں۔ ہم اپنی مقدوربھر کوشش کر رہے ہیں کہ اس جنگ کے خاتمے کو اپنے اور برطانیہ کے آپس کے جھگڑے اور تصادم کا خاتمہ بھی بنا دیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس دفعہ بھی برطانوی حکومت کے مفاد روس دشمن اخباروں کے بہکاوے اور اکثروبیشتر ریاکاری کے بیانات پر غالب آئیں گے۔

۳ - سوال - آپ مشرق کے مسائل پر (۳۸) گفت‌وشنید میں روس کی شرکت کو محض ساکھ اور عزت کا سوال سمجھتے ہیں یا روس کے اصلی اور سچے مفاد کا سوال؟ کیا روسی حکومت فرانس کی اس تجویز سے اتفاق کرتی ہے کہ روس کانفرنس کے صرف اس حصے میں شریک ہو جس میں آبنائے کے سوال سے بحث کی جائے گی؟

جواب - میں کسی حالت میں بھی مشرق قریب کے مسائل کا فیصلہ کرنے میں روس کی شرکت کو ساکھ اور عزت کا سوال نہیں سمجھتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ ہماری پچھلے پانچ برس کی بین الاقوامی پالیسی نے پوری طرح ثابت کر دیا ہوگا کہ ہم ساکھ اور عزت کے سوال کی طرف سے قطعی بے نیاز ہیں اور محض اپنی عزت اور ساکھ کی خاطر کسی قسم کے مطالبات کرنے یا مختلف طاقتوں کے درمیان امن‌وصلح کے موثر امکانات کو گھٹانے کی ذرا بھی صلاحیت نہیں رکھتے۔ مجھے یقین ہے کہ اور کسی بھی ملک کی جنتا میں

عزت برائے عزت کے سوال کے سلسلے میں اس قدر بے نیازی نہیں نظر آئے گی اور نہ عزت‌برائے عزت کے سوال کو نیک‌دلی سے ہنسی‌مذاق کا سامان سمجھنے کی یہ بے‌دھڑک آمادگی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ دور جدید کی ڈپلومیسی عزت اور ساکھ کے سوال پر ٹھیک یہی رویہ اختیار کرنے کے راستے پر بہت تیزی سے گامزن ہے۔

ہمارے واسطے تو مشرق قریب کی پالیسی ایک ایسی چیز ہے جس کا تعلق روس اور اس کے ساتھ وفاقی بندھن میں بندھی ہوئی اور بہت سی ریاستوں کے انتہائی سچے، اصلی اور نہایت اہم مفادوں سے ہے۔ اگر ان ریاستوں کی مشرق قریب کی کانفرنس میں شریک ہونے کی مانگ پوری نہ ہوئی تو اس کی وجہ سے دشمنی، غصے، آزردگی اور کشمکش کے بے‌شمار موقعے پیدا ہوں گے، اور اسی طرح مشرقی یورپ کے تمام ملکوں کے ساتھ تمام دوسرے ملکوں کے خالص تجارتی تعلقات میں طرح طرح کی مشکلیں پیدا ہوں گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پرامن بقائے باہم کے لئے یا تو سرے سے کوئی بنیاد ہوگی ہی نہیں یا کم‌ازکم پر امن بقائے باہم بے حد دشوار ہو جائے گی۔

یہی وجہ ہے کہ روسی حکومت فرانس کی اس تجویز سے مطمئن نہیں ہے کہ روس کانفرنس کے صرف اس حصے میں شرکت کرے جس میں آبنائے کے سوال کا تصفیہ کیا جائے گا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس قسم کی پابندی بے‌شمار عملی اور براہ راست زحمتیں اور دشواریاں پیدا کرے گی۔ خاص طور پر معاشی قسم کی — اور خود فرانس اور انگلستان بھی غالباً مستقبل‌قریب ہی میں ان زحمتوں کی زد میں آ جائیں گے۔

۴۔ <u>سوال</u>۔ آبنائے کے سوال کا تصفیہ کرنے کے سلسلے میں روسی پروگرام کیا ہے؟

<u>جواب</u>۔ آبنائے کے سلسلے میں ہمارا پروگرام (جو ظاہر ہے ابھی قطعی اور آخری نہیں ہے) علاوہ اور چیزوں کے مندرجۂ ذیل چیزوں پر مشتمل ہے:

پہلی چیز تو ہے ترکی کے قومی ارمانوں اور آرزوؤں کی آسودگی۔

هم سمجھتے ہیں کہ یہ صرف قومی آزادی کے مفاد کا تقاضا ہی نہیں ہے۔ ہمارے ایک ایسے ملک میں جہاں متعدد قومیتیں بستی ہیں — جس کی نظیر غالباً دنیا میں اور کہیں نہیں مل سکتی — قومی سوال حل کرنے کے پانچ سالہ تجربے نے ہمیں اس بات کا یقین دلا دیا ہے کہ ایسی صورتوں میں قومی مفاد کی طرف واحد صحیح اور مناسب رویہ یہی ہو سکتا ہے کہ ان کو زیادہ سے زیادہ آسودہ کیا جائے اور ایسے حالات پیدا کئے جائیں کہ اس سلسلے میں نزاع اور کشمکش کا کوئی امکان ہی باقی نہ رہے۔ ہمارے تجربے نے ہمیں اس بات کا پکا یقین دلا دیا ہے کہ مختلف قوموں کے مفاد کی طرف گہری توجہ اور دھیان دینا ہی وہ واحد چیز ہے جو نزاع اور کشمکش کے اسباب کا خاتمہ کر سکتی ہے، آپس کی بے اعتباری اور سازشوں کے اندیشوں کو دور کر سکتی ہے اور وہ اعتماد اور بھروسہ پیدا کر سکتی ہے — خصوصاً مختلف زبانیں بولنے والے مزدوروں اور کسانوں کے درمیان — جس کے بغیر نہ تو قوموں کے بیچ پر امن تعلقات قائم ہونا ممکن ہے، نہ ہی ان تمام چیزوں کی ذراسی بھی کامیاب نشوونما اور ترقی ممکن ہے جو جدید تہذیب میں سب سے زیادہ بیش بہا ہیں۔

دوسرے، ہمارے پروگرام میں یہ چیز شامل ہے کہ آبنائے سے زمانۂ جنگ اور زمانۂ امن دونوں میں جنگی جہازوں کو گذرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ یہ چیز صرف آبنائے سے متصل طاقتوں ہی کے نہیں بلکہ اور تمام طاقتوں کے فوری اور براہ راست تجارتی مفادوں سے بھی ہمآہنگ ہے۔ امن پرست دعووں، وعدوں اور فقروں کی — اور کبھی کبھار جنگ اور امن * کے خلاف گمبھیر عہد و پیمان کی — تو تمام دنیا میں بھرمار ہے لیکن زیادہ‌تر ملکوں میں اور خاص طور پر جدید مہذب ملکوں میں امن کے قیام کے لئے کوئی چھوٹے سے چھوٹا کارگر قدم اٹھانے کی آمادگی بہت ہی کم نظر آتی ہے۔ اور ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ اس سوال اور اسی قسم کے اور سوالوں کے بارے میں عمومی بیانات، گمبھیر عہد و پیمان اور مرصع فارمولے تو ہوں کم

---

* غالباً یہاں لفظ ''امن،، سے پہلے ''سامراجی،، کا لفظ چھوٹ گیا ہے۔ (ایڈیٹر)

سے کم اور ایسے انتہائی سادہ اور صاف فیصلے اور تدبیریں ہوں زیادہ سے زیادہ جو واقعی امن کی نقیب ہوں، یا اگر جنگ کے خطرے کو بالکل ہی ختم کر سکیں تو کیا کہنا!

تیسرے، ہمارا آبنائے کا پروگرام تجارتی جہازوں کی آمد و رفت کی مکمل آزادی کے حق میں ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اس سے پہلے کے جملے میں جو کچھ کہا ہے اس کے بعد اس نکتے کی وضاحت کرنا یا اس کی ٹھوس مثالیں دینا غیرضروری ہوگا۔

۵ - سوال۔ کیا روسی حکومت آبنائے پر مجلس اقوام کے کنٹرول کے لئے راضی ہو جائے گی اگر مجلس اقوام اپنے میں روس، ترکی، جرمنی اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کو شامل کر لے؟

یا روس آبنائے کے کنٹرول کے لئے مخصوص کمیشن مقرر کرنے کا مطالبہ کرے گا؟

جواب۔ ہم واقعی مجلس اقوام کے مخالف ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ صرف ہمارا معاشی اور سیاسی نظام معہ اپنی خصوصیتوں کے مجلس اقوام سے الگ رہنے کی اپیل نہیں کرتا بلکہ عام طور پر موجودہ دور کی بین‌اقوامی سیاست کے ٹھوس حالات کے نقطۂنظر سے بھی اس بات کی پوری تصدیق ہوتی ہے کہ علحدگی کا یہ رویہ امن کے مفاد کے حق میں ہے۔ مجلس اقوام میں عالمی جنگ سے اس کی ابتدا کے خط و خال اس قدر نمایاں ہیں، معاہدۂ ورسائی سے اس کا اتنا اٹوٹ تعلق ہے، قوموں کے درمیان مساوات کے حقیقی قیام اور ان کے درمیان پرامن بقائے باہم کے مواقع جیسی چیزوں کی غیرموجودگی اس میں اتنی سرایت کر چکی ہے کہ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ مجلس اقوام سے ہماری علحدگی سمجھ میں آنے والی بات ہے اور اس پر مزید رائے زنی کی ضرورت نہیں ہے۔

٦ - سوال۔ کیا اورکارٹ (۳۹) کے ساتھ معاہدے کی تصدیق سے انکار کا مطلب ''بائیں‌بازو کے کمیونسٹوں،، کی فتح ہے؟ وہ عملی شرائط کیا ہیں جو اورکارٹ سے پھر گفتگو شروع کرنے اور معاہدے کی تصدیق کے امکانات فراہم کرینگے؟

جواب ۔ اورکارٹ سے معاھدہ کرنے کے سوال پر ھماری حکومت نے اس وقت غور کیا جب میں بیمار تھا اور حکومت کے کاموں میں حصہ لینے کے قابل نہ تھا ۔ اس لئے اس معاملے کی تمام تفصیلوں سے ابھی تک میں پوری طرح آگاہ نہیں ھوں ۔ اس کے باوجود میں پورے یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتا ھوں کہ موجودہ دور میں بائیں بازو کے کمیونسٹوں کی فتح کا کوئی سوال نہیں پیدا ھوتا ۔ یہ میں حکومت کے کاموں کے متعلق براہ راست مشاھدے سے جانتا ھوں ۔

بات یہ ھوئی کہ انگستان کا غیرمنصفانہ اقدام، جس کا اظہار ھم کو کانفرنس میں شرکت کرنے کی اجازت نہ دینے سے کیا گیا، ایسا غیرمتوقع تھا کہ اس سے روس میں اتنی ناراضگی پیدا ھوئی کہ صرف دائیں بازو کے کمیونسٹوں سے بائیں بازو کے کمیونسٹ ھی نہیں بلکہ پارٹی سے باھر روسی باشندوں کی زبردست اکثریت، مزدور اور کسان بھی متحد ھو گئے اور نتیجہ یہ ھوا اور یہی ھو بھی سکتا تھا کہ کمیونسٹوں کے بائیں اور دائیں بازو کے درمیان اس معاملے میں کوئی اختلاف نہیں ھوا ۔

یہ کہا جا سکتا ھے کہ اورکارٹ کے ساتھ معاھدے سے انکار کرنے کی دلیل سے نہ صرف براہ راست عام طور پر پارٹی کے موڈ کا اظہار ھوا بلکہ عوام کے موڈ یعنی تمام مزدوروں اور سارے کسانوں کے موڈ کا بھی ۔

اورکارٹ سے دوبارہ بات‌چیت اور معاھدے کی مزید تصدیق سب سے پہلے اس بات پر مشروط تھی کہ انگستان روس کی طرف سے وہ ناروا اور بدنام کن رویہ ختم کرے جس کا تعلق مشرق قریب کے مسائل کی کانفرنس میں روس کے حصہ لینے کے حق کو نظرانداز کرنے سے تھا ۔ جہاں تک ان ٹھوس شرائط کا سوال ھے جو اورکارٹ نے ھمارے سامنے پیش کئے ھیں، تو مجھے ان پر تفصیل سے غور کرنے کا موقع نہیں ملا اور میں صرف یہ کہہ سکتا ھوں کہ ھماری حکومت نے یہ فیصلہ کیا ھے کہ جتنی جلد ممکن ھو سکے ھمارے پریس میں اس معاھدے کے موافقین اور مخالفین کو اپنی رائے کے اظہار کا موقع دیا جائے تاکہ عملی اور بامقصد بحث سے ''ھاں،، اور ''نہیں،، کی سنجیدگی کے

ساتھ جانچ اور اس سوال کو روس کے مفاد کے مطابق طے کرنے کے لئے مواد فراہم ہو سکے۔

۷ - سوال - انگلستان میں روس کے مخالف ان اخباروں کی یہ مذمت کس حد تک صحیح ہے جو اس بات پر زور دیتے ہیں کہ ماسکو میں صنعت‌کاروں کی جو گرفتاریاں تھوڑے دن ہوئی ہیں ان کا مطلب نئی معاشی سیاست کا خاتمہ اور قومیانے اور ضبطی کی سیاست کی طرف واپسی ہے۔

جواب - رہا آپ کا یہ سوال جس کا تعلق اس الزام سے ہے جو انگلستان میں روس کے مخالف اخباروں نے ہم پر ''ماسکو میں صنعت‌کاروں،، کی گرفتاری کے لئے لگایا ہے تو آج میں نے اپنے اخبار (''ایزویستیا،،) میں ایک چھوٹا سا نوٹ ''چور بازاری کرنے والوں کی گرفتاریاں،، کے عنوان سے پڑھا ہے۔ اس میں ریاستی سیاسی تنظیم میں معاشی شعبے کے چیف کاتس‌نیلسن ایسے ذمے‌دار نے بتایا ہے کہ کسی بھی صنعت کار کو گرفتار نہیں کیا گیا ہے، کہ ''سوویت اقتدار کے دشمن روسی فیڈریشن کے اندر اور غیرملکوں میں یہ افواہیں پھیلا رہے ہیں کہ یہ گرفتاریاں آزاد تجارت پر ظلم و زیادتی ہیں۔ اصل میں یہ افواہیں قطعی طور پر جھوٹی بکواس ہیں اور ان کا انقلاب دشمن مقصد یہ ہے کہ مغربی یورپ سے وہ معاشی تعلقات منقطع ہو جائیں جو قائم ہونے لگے ہیں۔،،

دراصل وہ لوگ گرفتار کئے گئے ہیں جو چوربازاری کرتے تھے، اور ہماری حکومت کے ہاتھ میں ایسے حقائق ہیں جو ان پیسہ کمانے والوں اور چوربازاری کرنے والوں کا تعلق ماسکو میں کام کرنے والے غیرملکی مشنوں کے بعض کارکنوں سے ثابت کرتے ہیں۔ یہ حقائق بتاتے ہیں کہ صرف پلاٹینم اور سونا (سلاخ میں) نہیں بکتا بلکہ نا جائز تجارت کرنے والے ان کو غیرملکوں میں بھیجنے کی بھی تنظیم کرتے ہیں۔

اس سے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ان افواہوں کی کوئی بنیاد نہیں ہے کہ ہم ''نئی معاشی سیاست،، کو ختم کر رہے ہیں اور انگلستان میں روس کے مخالف اخباروں کا یہ الزام کیسا سفید جھوٹ ہے جو

ہماری سیاست کو انتہائی توڑ مروڑ کر اور غلط طریقے سے بری روشنی میں پیش کرتے ہیں۔ دراصل اس سلسلے میں سرکاری حلقوں میں کوئی بات ہی نہیں ہوئی کہ ''نئی معاشی سیاست،، کو ختم کرکے پرانی کی طرف واپس جایا جائے۔ برسبیل تذکرہ یہ بتادوں کہ حکومت کے اس تمام کام کا رخ، جو کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے موجودہ اجلاس میں ہو رہا ہے اس طرف ہے کہ ''نئی معاشی سیاست،، کو بڑی حد تک قانونی طور پر مضبوط بنایا جائے تاکہ اس سے ہٹنے کی کوئی گنجائش نہ رہے۔

۲۷ اکتوبر ۱۹۲۲ء

''پراودا،، شمارہ ۲۵۴،
۱۰ نومبر ۱۹۲۲ء

لینن کی تصانیف کا
چوتھا روسی ایڈیشن،
جلد ۳۳، صفحات ۳۵۲ — ۳۴۶

"چاہیے کم ہو مگر ہو بہتر"

(مضمون سے اقتباس)

...ہماری موجودہ زندگی کی عام صورت یہ ہے کہ ہم نے سرمایہ‌دارانہ صنعت کو ختم کر دیا ہے، ازمنۂوسطی کے اداروں اور جاگیرداری کا جڑ سےصفایا کر دیا ہے اور اس طرح چھوٹے اور بہت چھوٹے کسانوں کا ایک طبقہ پیدا کر دیا ہے جو پرولتاریہ کی قیادت کی پیروی کر رہا ہے کیونکہ وہ اس کے انقلابی کام کے نتائج پر بھروسہ رکھتا ہے۔ بہرحال ہمارے لئے یہ آسان نہیں ہے کہ ہم زیادہ ترقی یافتہ ملکوں میں سوشلسٹ انقلاب کی جیت ہونے تک محض اس بھروسے کے سہارے چلتے رہیں کیونکہ معاشی حالت ، خاص طور سے نئی معاشی پالیسی کے تحت، چھوٹے اور بہت چھوٹے کسان کی محنت کی پیداواری صلاحیت کو انتہائی نیچی سطح پر رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ بین‌اقوامی حالت نے بھی روس کو پیچھے ڈھکیل دیا ہے اور عام طور پر ہمارے لوگوں کی محنت کی پیداواری صلاحیت کو اس سطح سے کافی نیچے پہنچا دیا ہے جو جنگ سے پہلے تھی۔ مغربی یورپ کی سرمایہ‌دار طاقتوں نے کچھ تو جان‌بوجھکر اور کچھ واقعات کے دباؤ سے ہم کو ہر طرح پیچھے ڈھکیلنے کی کوشش کی اور روس میں خانہ جنگی کے عناصر کو ملک میں تباہی پھیلانے کے لئے امکانی طور پر استعمال کیا۔ سامراجی جنگ سے نکلنے کا ایسا راستہ ان کو بہت سے فائدوں کا حامل معلوم ہوتا تھا — اگر ہم روس میں انقلابی حکومت کو شکست دینے میں ناکام رہے تو بہرحال ہم سوشلزم کی طرف اس کی ترقی میں رکاوٹ تو ڈال ہی سکیں گے — تقریباً اس طرح یہ طاقتیں دلیل پیش کرتی تھیں

اور ان کے نقطۂنظر سے اسی واحد طریقے سے وہ دلیل پیش کر سکتی تھیں ۔ آخر میں ان کا مسئلہ آدھا ھی حل ھوا ۔ ان کو انقلاب کے پیدا کردہ نئے نظام کا تختہ الٹنے میں ناکامی ھوئی لیکن انھوں نے اس کو فوراً وہ قدم آگے بڑھانے سے ضرور روک دیا جس نے سوشلسٹوں کی پیش گوئی کو بجا ثابت کیا ھوتا، جس سے وہ پیداواری طاقتوں کو انتہائی تیزرفتاری سے ترقی دے سکتے اور ان تمام امکانی صلاحیتوں کو بروئےکار لا سکتے جو اجتماعی طور پر سوشلزم پیدا کرتیں اور اس طرح ھر ایک کے سامنے صاف اور معقول طریقے پر یہ ثابت کردیتیں کہ سوشلزم کے اندر زبردست طاقتیں موجود ھیں اور اب بنیٔنوع انسان ترقی کی ایک ایسی نئی منزل میں داخل ھوئی ھے جس کے غیرمعمولی روشن امکانات ھیں ۔

اس وقت بین اقوامی تعلقات کے نظام کی کچھ ایسی شکل بن گئی ھے کہ یورپ میں ایک ریاست — جرمنی — کو فاتح ریاستوں نے محکوم اور غلام بنا رکھا ھے ۔ اس کے علاوہ بعض ملک — یورپ کے سب سے پرانے ملک — اس وقت اس پوزیشن میں ھیں کہ اپنی فتح سے فائدہ اٹھا کر اپنے مظلوم و مجبور طبقوں کے لئے کئی چھوٹی رعایتیں دیں ۔ اور یہ رعایتیں بالکل معمولی اور چھوٹی موٹی ھونے کے باوجود ان ملکوں میں انقلابی تحریک کی رفتار سست کر رھی ھیں اور ''سماجی شانتی،، سے ملتی جلتی کیفیت پیدا کر رھی ھیں ۔

اس کے ساتھ ساتھ ٹھیک اسی پچھلی سامراجی جنگ کی وجہ سے بہت سے ملک — مشرقی ملک، ھندستان، چین وغیرہ — اپنی پرانی ڈگر سے بالکل ھٹ گئے ھیں ۔ ان کے ارتقا نے قطعی طور پر یورپ کا عام سرمایہدارانہ انداز اختیار کر لیا ھے اور ان میں وھی ابال آنا شروع ھو گیا ھے جو یورپ میں عام ھے ۔ اب تمام دنیا پر یہ بات ظاھر ھو گئی ھے کہ یہ ملک ایک ایسے ارتقا کے راستے پر لگ گئے ھیں جو لازمی طور پر پوری عالمی سرمایہداری کے سنکٹ کا سبب ھوگا ۔

لہذا اس وقت ھمیں یہ سوال درپیش ھے کہ جب تک مغربی یورپ کے سرمایہدار ملک اپنے ارتقا کا راستہ طے کرکے سوشلزم کی منزل تک پہنچیں کیا ھم اس وقت تک اپنی چھوٹے اور بہت چھوٹے پیمانے کی زرعی پیداوار کے بل بوتے پر اور اپنی موجودہ تباہ حالی کے باوجود، اپنی جگہ جمے رہ سکیں گے؟ لیکن ان ملکوں کا ارتقا ھماری

توقع کے مطابق نہیں ہو رہا ہے ۔ ان کا ارتقا سوشلزم کی بتدریج ''پختگی،، کے راستے نہیں ہو رہا ہے بلکہ اس طرح ہو رہا ہے کہ بعض ملک بعض دوسرے ملکوں کا استحصال کر رہے ہیں، یہ ارتقا سامراجی جنگ میں سب سے پہلے مغلوب ہونے والے ملک اور ساتھ ہی ساتھ پورے مشرق کے استحصال کے ذریعے ہو رہا ہے ۔ دوسری طرف ٹھیک پہلی سامراجی جنگ ہی کا نتیجہ ہے کہ مشرق قطعی اور آخری طور پر انقلابی تحریک میں شامل ہو گیا ہے، قطعی اور آخری طور پر عالمی انقلابی تحریک کے اس بڑے عام بھنور میں کھنچ آیا ہے ۔

یہ صورت حال ہمارے ملک سے کس قسم کی حکمت عملی کا مطالبہ کرتی ہے؟ ظاہر ہے مندرجہ ذیل حکمت عملی کا: ہمیں اپنی مزدور حکومت کو محفوظ اور قائم رکھنے اور اپنے چھوٹے اور بہت چھوٹے کسانوں پر اس حکومت کا اقتدار اور رہبری برقرار رکھنے کے لئے نہایت احتیاط سے کام لینا چاہئے ۔ یہ بات ہمارے حق میں ہے کہ ساری دنیا ایک ایسی تحریک کی سمت جا رہی ہے جو لازمی طور پر عالمی سوشلسٹ انقلاب کو جنم دے گی، لیکن یہ چیز ہمارے خلاف ہے کہ سامراجی دنیا میں تفرقہ ڈال کر اسے دو خیموں میں بانٹنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور اس تفرقہ میں اس وجہ سے اور زیادہ پیچیدگی پیدا ہو گئی ہے کہ جرمنی کو، جو واقعی مہذب اور ترقی یافتہ سرمایہ‌داری ارتقا کا ملک ہے، اپنے پیروں پر کھڑا ہونے میں بڑی مشکلیں پیش آ رہی ہیں ۔ نام نہاد مغرب کی تمام سرمایہ‌دار طاقتیں اسے نوچ رہی ہیں اور اس کے اپنے پیروں پر کھڑا ہونے میں اڑنگے لگا رہی ہیں ۔ دوسری طرف پورے مشرق اور اس کے کروڑوں مظلوم اور دبے کچلے محنت کشوں پر اس درجہ ظلم و ستم ڈھائے گئے ہیں کہ ان سے آگے انسان کی قوت برداشت جواب دے جاتی ہے، اور اس طرح اس کی یہ حالت کر دی گئی ہے کہ اس کی مادی اور جسمانی طاقت کا اس سے کہیں چھوٹی مغربی یورپی ریاستوں کی مادی، جسمانی اور فوجی طاقت سے کوئی مقابلہ نہیں کیا جا سکتا ۔

کیا ہم ان سامراجی ملکوں کے ساتھ تصادم کے خطرے کو، جو ہمارے سروں پر منڈلا رہا ہے، ٹال سکتے ہیں؟ کیا ہم یہ آس لگا سکتے ہیں کہ مغرب کے پھلتے پھولتے، فروغ پاتے سامراجی ملکوں اور

مشرق کے پھلتے پھولتے، فروغ پاتے سامراجی ملکوں کی باھمی اندرونی آویزشیں، مخالفتیں اور ٹکراؤ ھمیں اسی طرح دوسری دفعہ سانس لینے کا موقع دیں گے جس طرح اس وقت دیا تھا جب روسی انقلاب دشمنوں کی حمایت میں مغربی یورپی انقلاب دشمنوں کی چلائی ہوئی مہم کو، مغرب اور مشرق کے انقلاب دشمنوں، مغربی اور مشرقی لٹیروں کے خیمے میں، امریکہ اور جاپان کے خیمے میں پھوٹ پڑ جانے کی وجہ سے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تھا۔

میرے خیال میں سوال کا جواب یہ ھونا چاھئے کہ اس کا انحصار بہت سی چیزوں پر ھے اور یہ کہ مجموعی طور پر سنگھرش کا نتیجہ پہلے سے صرف اسی وجہ سے معلوم ھو سکتا ھے کہ ھم جانتے ھیں کہ آخری تجزیے میں خود سرمایہ‌داری ھی کرۂ ارض کی آبادی کی بڑی اکثریت کو اس سنگھرش کی تعلیم و تربیت دے رھی ھے۔

دراصل سنگھرش کے نتیجے کا دار و مدار اس چیز پر ھوگا کہ روس، ھندستان اور چین وغیرہ کی مجموعی آبادی پورے کرۂ ارض کی آبادی کی بہت بڑی اکثریت ھے۔ اور پچھلے چند سال میں ٹھیک یہی اکثریت غیرمعمولی سرعت اور تیزی سے اپنی آزادی کے سنگھرش میں شامل ھوئی ھے، لہذا اس سلسلے میں تو عالمی سنگھرش کے نتیجے کے بارے میں کوئی شک و شبہ ھو ھی نہیں سکتا۔ اس معنی میں سوشلزم کی مکملِ جیت قطعی لازمی اور یقینی ھے۔

لیکن ھمیں سوشلزم کی اس مکمل جیت کے اٹل اور ناگزیر ھونے سے دل‌چسپی نہیں ھے۔ ھمیں تو دل‌چسپی ھے اس حکمت عملی سے جو ھمیں، روسی کمیونسٹ پارٹی کو، روسی سوویت حکومت کو، اختیار کرنا چاھئے جس کی مدد سے ھم مغربی یورپی انقلاب دشمن ریاستوں کو روس کا گلا گھونٹنے سے باز رکھ سکیں۔ انقلاب دشمن سامراجی مغرب اور انقلابی اور قوم پرستِ مشرق کے، دنیا کے سب سے زیادہ مہذب ملکوں اور مشرق کے پس‌ماندہ ملکوں کے (جو بہر حال اکثریت میں ھیں) اگلے فوجی تصادم تک ھمارا وجود قائم رھنے کی ضمانت صرف یہی ھے کہ یہ اکثریت مہذب ھو جائے۔ خود ھمارے پاس بھی اتنا کافی تہذیب و تمدن نہیں ھے کہ ھم سیدھے سوشلزم کی منزل تک پہنچ جائیں، حالانکہ اس کے لئے جو سیاسی لوازمات درکار ھیں وہ ھمارے

پاس موجود ھیں ۔ ھمیں اپنے آپ کو بچانے کے لئے مندرجہ ذیل حکمت عملی اختیار کرنا یا مندرجہ ذیل پالیسی پر کاربند ھونا چاھئے ۔

ھمیں ایسی ریاست بنانے کی کوشش کرنا چاھئے جس میں مزدور برابر کسانوں کی رھبری کریں، جس میں انہیں کسانوں کا بھروسہ ھمیشہ حاصل رھے ۔ اور ھمیں چاھئے کہ انتہائی کفایت‌شعاری سے کام لے کر اپنے سماجی تعلقات میں کسی قسم کی فضول خرچی کا شائبہ تک نہ رھنے دیں ۔

ھمیں اپنے ریاستی اداروں میں انتہا درجے کی کفایت شعاری پیدا کرنا چاھئے، ھمیں ان کو ھر قسم کی فضول خرچی سے پوری طرح پاک کر دینا چاھئے جو زارشاھی روس کے، اس کے ضابطہ پرست سرمایہ‌دارانہ اداروں کے زمانے کی باقیات ھیں ۔

کہیں یہ کسانوں والی تنگ نظری کا دور دورہ تو نہیں ھو جائے گا؟

نہیں ۔ اگر ھم یہ سلسلہ برقرار رکھیں کہ مزدور طبقہ کسانوں کی رھبری کو برقرار رکھے تو ھمارے لئے اس بات کا امکان پیدا ھو جائے گا کہ ملک کی معاشی زندگی میں انتہائی کفایت شعاری سے کام لے کر اپنی بچت کے ھر کوپک کو بڑے پیمانے کی مشینی صنعت کو فروغ دینے، پورے ملک میں بجلی کا رواج عام کرنے، پانی کی طاقت سے دلدلی کوئلہ نکالنے اور وولخوفستروئے (۴۰) کی تعمیر کا کام مکمل کرنے کے لئے استعمال کر سکیں ۔

ھماری ساری امید کا مرکز صرف یہی چیز ھے ۔ جب ھم یہ کام کر چکیں گے صرف اسی وقت استعارے کی زبان میں، ھم گھوڑے بدلنے کے قابل ھو سکیں گے، مفلسی کے دیہاتی گھوڑے کو بدل کر، یعنی ایک تباہ حال زرعی ملک کے واسطے جو کفایت شعاری موزوں ھے اس کے گھوڑے کو بدل کر وہ گھوڑا لینے کے قابل ھوں گے جس کی پرولتاریہ کو تلاش ھے اور جس کی تلاش کے سوا اسے اور کوئی چارہ بھی نہیں — یعنی بڑے پیمانے کی مشینی صنعت، ملک میں بجلی کا رواج عام کرنے اور وولخوفستروئے وغیرہ کا گھوڑا ۔

۲ مارچ ۱۹۲۳ء

''پراودا،، شمارہ ۴۹ میں
۴ مارچ ۱۹۲۳ء کو شایع ھوا
دستخط : ن — لینن

لینن کی تصانیف کا
چوتھا روسی ایڈیشن،
جلد ۳۳، صفحات ۴۰۹ — ۴۰۰

ضمیمه

چیچیرین کے خط کے حاشیے پر لینن کی لکھی ہوئی تشریحیں

(۱۴ مارچ ۱۹۲۲ء)

کامریڈ لینن کے نام

۱۰ مارچ ۱۹۲۲ء

محترم ولادیمیر ایلیچ،

یہ میری پرخلوص درخواست ہے کہ نیچے لکھی ہوئی تجاویز کو آپ پڑھیں اور مجھے ہدایات دیں ۔ ہمیں ''ایک وسیع امن پسند پروگرام،، پیش کرنا ہے جو ہمارے آئندہ اقدام (۱۴) کا ایک بہت ہی اہم عنصر ہے پھر بھی ہمارے پاس یہ پروگرام نہیں ہے ۔ ہمارے پاس مرکزی کمیٹی کی پہلی ہدایات میں صرف الگ الگ ٹکڑوں میں نکات ہیں ۔ میں یہاں یہ کام کرنے کی پہلی کوشش کر رہا ہوں ۔

خاص دشواری یہ ہے کہ موجودہ بین اقوامی سیاسی اور معاشی صورتیں سامراجیوں کی سفاکانہ حرکتوں کو چھپانے کا کام کرتی ہیں اور خاص کر یہ صورتیں ہمارے خلاف ہتیار کا کام کرتی ہیں ۔ مجلس اقوام اتحادثلاثہ کا محض ایک آلہ ہے جو ہمارے خلاف استعمال کیا جا چکا ہے ۔ آپ نے خود بتایا ہے کہ بورژوا اور سوویت حکومتوں

کے درمیان ثالثی فیصلہ ناممکن ہے۔ بہرحال، امن پرستوں کے اسلحہ‌خانے میں ثالثی فیصلہ ایک ناگزیر ہتیار ہے۔ مشرقی چینی ریلوے کو بین‌اقوامی بنانا، اس کو ہم سے اور چین سے چھیننے اور اس پر اتحادثلاثہ کے قبضے کے لئے ایک شاعرانہ تاویل ہے۔ روس میں ایک غیرملکی سرمایہ دینےوالے بینک کا قیام اور روس میں ڈالر کا رواج، سونے کے ہمہ گیر واحد یونٹ کے عام رواج کی طرح امریکہ کی مکمل معاشی غلامی کے لئے انتہائی مؤثر ہتیار ہوگا۔

عام جدید بین‌اقوامی صورتوں کو اس سے روکنے کے لئے کہ یہ صورتیں سامراج کا آلۂ کار نہ بنادی جائیں ہمیں ان میں کوئی نئی چیز لانی پڑیگی۔ یہ نئی چیز ہمیں اپنے تجربے اور اپنی تخلیقی سرگرمی کے ساتھ ساتھ خود زندگی کے تخلیقی اقدام سے سامراجی دنیا کی تباھی اور انتشار کے بڑھتے ہوئے عمل میں ملتی ہے۔ عالمی جنگ نے تمام مظلوم اور نوآبادیاتی قوموں کی تحریک آزادی کو اور تیز کر دیا ہے۔ عالمی ریاستوں کی بخیہ ادھڑ رہی ہے۔ ہمارے بین‌اقوامی پروگرام کو چاھئے کہ وہ تمام مظلوم نوآبادیاتی قوموں کو بین‌اقوامی اسکیم میں شامل کرے۔ تمام قوموں کے علحدہ ہونے یا ہوم رول اختیار کرنے کے حق کو ماننا چاھئے۔ ۱۸۸۵ء کی افریقی کانفرنس کا نتیجہ بیلجیائی کانگو کی دھشت انگیزیاں ہوئیں کیونکہ اس کانفرنس میں یورپی طاقتوں نے نیگرووں کے ساتھ انسانی ہمدردی برتی اور یہ ہمدردی انتہائی وحشیانہ استحصال کو ڈھکنے کے لئے پردہ ثابت ہوئی۔ ہماری بین‌اقوامی اسکیم میں یہ ندرت ہونی چاھئے کہ نیگرو اور دوسری نوآبادیاتی قومیں یورپی قوموں کے ساتھ مساوی بنیاد پر کانفرنسوں اور کمیشنوں میں حصہ لیں اور اپنے اندرونی معاملات میں مداخلت کو روکنے کا حق رکھیں۔ (۱

ٹھیک!

۲) دوسری ندرت مزدور طبقے کی تنظیموں کی لازمی شرکت ھے۔ عالمی جنگ کے دوران برطانوی مزدور طبقے کے لٹریچر کا یہ مطالبہ بہت مقبول تھا کہ ٹریڈیونینیں آئندہ کی یورپی کانگرس میں حصہ لیں۔ ھم نے اپنے وفد میں ٹریڈیونینوں کی کل یونین مرکزی کونسل کے تین ممبروں کو شامل کرکے اس کو عملی طور پر پورا کیا ھے۔ ھمیں یہ طے کرنا چاھئے کہ جو بین‌اقوامی ادارہ ھم تجویز کرنےوالے ھیں اس میں ایک تہائی ووٹ ان مزدور طبقے کی تنظیموں کے ھونے چاھئیں جن کی نمائندگی ھر وفد میں ھوگی۔ بھرحال یہ دو نئی باتیں مظلوم قوموں اور ملکوں کو سامراجیوں کے تسلط سے بچانے کے لئے کافی نہیں ھیں کیونکہ نوآبادیاتی قوموں کی اوپری پرت اسی طرح پٹھو ھوسکتی ھے جس طرح غدار مزدور لیڈر۔ ان دو کے شامل کرنے سے آئندہ کی جدوجہد کے لئے راستہ کھل جاتا ھے۔ مزدور طبقے کی تنظیموں کے سامنے نوآبادیاتی قوموں کی آزادی کے لئے اور سوویت ریاست کو مدد دینے اور سامراجی لوٹ مار کے خلاف جدوجہد کا فریضہ ھوگا۔ بھرحال لیڈر تو ان سے غداری کی کوشش کریں گے۔ اس لئے ایک اور بات جو طے کرنی

۳ ھے وہ ھے مختلف قوموں کے اندرونی معاملات میں بین‌اقوامی کانفرنسوں اور کانگرسوں کی عدم مداخلت کا اصول۔ رضاکارانہ تعاون ھونا اور کمزور کو بلاماتحت بنائے ھوئے طاقتور سے مدد ملنا چاھئے۔

اس کے نتیجے میں ھمیں ایک بہت ھی جرأت آمیز اور بالکل نئی تجویز ھاتھ آتی ھے — ایک عالمی کانگرس جس میں دنیا کی تمام قومیں بالکل مساوی بنیاد پر، خودارادیت کے حق اور تمام مظلوم قوموں کے بالکل علحدہ ھو جانے یا ھوم‌رول پانے کے حق کے اعلان کی بنیاد پر اور پوری

کانگرس کی ایک تہائی کے برابر مزدور تنظیموں کی شرکت کے ساتھ حصہ لیں۔ اس کانگرس کا مقصد اقلیت کو مجبور کرنا نہیں بلکہ مکمل رضامندی ہوگی۔ کانگرس اپنے اخلاقی اختیار سے مدد کریگی۔ عملی طور پر وہ ہمارے عالمی بحالی کے وسیع معاشی پروگرام کی تکمیل کے لئے ٹکنیکی کمیشن بنائے گی۔ (۴

بالکل ٹھیک

مجلس‌اقوام یا قوموں کی انجمن کے تمام پروجکٹوں کی تجاویز صرف دو طرح کی ہیں جن کا تعلق مجلس‌اقوام کے فیصلوں کی تکمیل کی ضمانت کے لئے زبردستی کے طریقوں سے ہے۔ یعنی یا تو ایسی مخلوط فوجیں بنائی جائیں جن میں تمام ریاستوں کے دستے ہوں یا کسی طاقت یا متعدد طاقتوں کو تعزیری اختیار دیا جائے۔ پہلی صورت میں یہ ایک بیکار چیز ہوگی کیونکہ مختلف ملکوں کے دستوں پر مشتمل فوج کسی کام کی نہ ہوگی۔ دوسری صورت میں مجلس اقوام یا قوموں کی انجمن زیادہ بااثر طاقتوں کی مزید فتوحات کو جائز ٹھہرانے کے بہانے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ زبردستی یا تعزیری مہموں کے عنصر کو بالکل ختم کر دیا جائے اور عالمی کانگرس کے لئے صرف اخلاقی اختیار رکھا جائے اور اس کو سمجھوتے تک پہنچنے کے لئے بحث مباحثے کا میدان بنایا جائے۔ جنگ کو روکنا ثالثی کا کام ہے۔ دو قسم کی ثالثی ہوتی ہے۔ ثالث سے، مثلاً ہیگ کی عدالت سے فریقین کی رضاکارانہ اپیل۔ ایسی صورت میں ثالث کا فیصلہ لازمی ماننا ہوگا یا دوسرا طریقہ جس کی مثال اس معاہدے کی ثالثی دفعہ میں ملے گی جو برطانیہ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ہوا ہے اور جس کے مطابق جنگ کے خطرے کی صورت میں مخصوص مصالحتی کمیشن بنائے جائیں گے جن سے فریقین کےلئے اپیل کرنا ضروری ہے لیکن ان کا

صحیح!

فیصلہ ایک خاص مدت کے لئے محض مشاورتی ہوگا مثلاً ایک سال کے لئے جب تک ثالثی کمیشن کی کارروائی جاری رہے گی۔ اس دوسرے طریقے کا مقصد فوجی اقدام کی ابتدا کا التوا ھے تاکہ قانونی طور پر مقرر کی ہوئی مدت میں فریقین کا جوش ٹھنڈا پڑجائے اور جھگڑے میں کمی ہو۔ پہلی صورت میں ثالث سے اپیل کرنا لازمی نہیں ھے لیکن اس کی فیصلوں کی پابندی لازمی ھے۔ دوسری صورت میں ثالث سے اپیل لازمی ھے لیکن اس کے فیصلوں کی پابندی لازمی نہیکں ھے اور فریقین صرف قانونی طور پر مقررہ مدت کے لئے پابند ھیں۔

اس وقت ھم کو ان میں سے کوئی نہ کوئی صورت اختیار کرنی ہوگی۔ مجوزہ عالمی کانگرس ھیگ کی عدالت اور اس کے مشاورتی ثالثی محکمے اور دوسرے محکموں کو اپنے تحت لےسکتی ھے۔ ھمارا خیال ھے کہ ایک سرمایہ‌دار ریاست اور سوویت ریاست کے درمیان ثالثی عدالت

(٥)

٥) وھی ھوسکتی ھے جس میں ھر فریق ممبروں کی مساوی تعداد مقرر کرے تاکہ آدھے ممبر سامراجی ھوں اور آدھے کمیونسٹ۔ ساتھ ھی ھم ان نظریاتی دستاویزوں کی بنیاد پر جو ھم نے ریپبلک کی انقلابی فوجی کونسل کے ساتھ ملکر

(٦)

٦) تیار کی ھیں عام تخفیف اسلحہ کی تجویز رکھیں گے۔ ھیگ اور جنیوا کے سمجھوتوں کی روایات کو اجاگر

٧) کرتے ہوئے ھم یہ تجویز کریں گے کہ جنگی قواعد میں متعدد امتناعی باتوں کا اضافہ کیا جائے — آبدوز کشتیوں، کیمیائی گیسوں، خندقی توپوں، شعلہ‌فشاں منجنیقوں اور مسلح فضائی جنگوں کا خاتمہ۔

٨) عالمی کانگرس جو ٹکنیکی کمیشن مقرر کریگی وہ عالمی بحالی کے وسیع پروگرام کی تکمیل کی نگرانی کریں گے۔

یہ پروگرام زبردستی نہیں لادا جائے گا۔ یہ ایک رضاکارانہ تجویز ہوگی جس میں ہر شریک ہونے والے کے مفاد سے اپیل ہوگی۔ کمزور کو مدد دی جائے گی۔ اس (۹

طرح عالمی ریلوے، دریائی اور بحری راستے بنانا چاہئے۔ ان راستوں کو بین اقوامی بنانے کا کام رفتہ رفتہ ہوگا کیونکہ جو ملک اس کی مخالفت کرینگے ان کو مجبور نہیں کیا جائیگا۔ بہت بڑی بڑی سڑکیں بنانے، بین‌اقوامی دریاؤں پر ٹرافک میں باقاعدگی پیدا کرنے، بین‌اقوامی بندرگاہوں کے استعمال اور عالمی بحری راستوں کی ٹکنیکی ترقی کے لئے بین‌اقوامی ٹکنیکی کمیشن انفرادی طور پر ملکوں کے لئے معاشی اور ٹکنیکی امداد کی تجویز کریں گے۔ ہم یہ تجویز کرینگے کہ ترقی‌یافتہ ملکوں کے سرمایے سے ایک بہت بڑی سڑک لندن۔ ماسکو۔ ولادی‌وستوک (۱۰

(پیکنگ) بنائی جائے اور ہم بتائیں گے کہ اس سے سائبیریا کی بےشمار دولت سب کے استعمال کے لئے بہم پہنچ سکے گی۔ عام طور پر، طاقتور کی طرف سے کمزور کی مدد عالمی بحالی کا بنیادی اصول ہوگا جس کی بنیاد معاشی جغرافیہ اور وسائل کی منصوبہ‌بند تقسیم پر ہونی چاہئے۔ سونے کا عالمی یونٹ اسی وقت ظہور میں آسکتا ھے جب معاشی طور پر کمزور ملک طاقتور ملکوں کی مدد سے ترقی کریں۔ اور یہ ترقی سبھی کے مفاد میں ھے کیونکہ عالمی تباھی کا اثر طاقتور ملکوں پر بھی پڑتا ھے جس سے امریکہ تک میں بےمثال بے روزگاری پیدا ہوتی ھے۔ طاقتور کمزوروں کی مدد کرکے اپنے لئے منڈیاں اور خام اشیا کی فراھمی کے وسائل پیدا کرتے ھیں۔ ان بنیادوں پر بڑھتے ہوئے ہم یہ‌تجویز کریں‌گے کہ اس سونے کو منصوبہ‌بندی (۱۱

کے ساتھ تقسیم کر دیا جائے جو امریکی بینکوں کی تجوریوں میں اس وقت بیکار پڑا ھے۔ تمام ملکوں میں سونے کی اس منصوبہ‌بند تقسیم کو آرڈروں، تجارت، قلیل اشیا کی فراھمی

اور عام طور پر تباہ ملکوں کی ہمہ گیر معاشی امداد کی
منصوبہ بند تقسیم کے ساتھ شامل کرلینا چاہئے۔ یہ مدد
۱۲) قرضوں کی صورت میں ہوسکتی ہے کیونکہ منصوبہ بند
معیشت میں یہ پیسہ جلد واپس ملنے لگےگا۔ اس سرنامے
کے تحت ہم بارٹر انسٹی‌ٹیوٹ (کینس) یا زینترالشتیلے یا قومی
تجارتی مرکزوں کا منصوبہ رکھتے ہیں۔ اگر جرمنی
انفرادی تاجروں کے بجائے واحد زینترالشتیلے کے ذریعہ
ہماری مخالفت کرےگا تو یہ ہمارے لئے برا ہوگا کیونکہ
یہ ہمارے اوپر خراب سامان اونچی قیمتوں پر لادنے کا
ذریعہ ہوگا۔ لیکن اگر یہ زینترالشتیلے ضروری تجارتی
اشیا کی منصوبہ بند اور عالمی تقسیم کے آلۂ کار اور طاقتور
۱۳) ملکوں کی طرف سے کمزور ملکوں کو مدد دینے کا
ذریعہ ہوں گے تو وہ معاشی بحالی کے وسیع پروگرام کے
ضروری اجزا ہوں گے۔ امریکہ نے جو اناج ہم کو بھیجا
ہے وہ غذا کی بین‌اقوامی تقسیم کی ابتدا ہے۔ جنگ کے
زمانے میں اتحادثلاثہ کے اندر ایندھن کی تقسیم جزوی
منصوبہ‌بندی کی بناپر تھی۔ وسیع پروگرام کے خاص عناصر
میں تیل اور کوئلے کی باقاعدہ تقسیم ہونی چاہئے لیکن
اس صورت میں زور زبردستی کے عنصر کو نکال دینا
چاہئے۔ بین اقوامی ٹکنیکی کمیشنوں کو چاہئے کہ وہ
ایندھن اور توانائی کے وسائل کی منصوبہ بند تقسیم کے
پروگرام کے عام فیچروں کی وضاحت کریں۔ یہ تمام نکات
مجموعی طور پر اس بات کی تصویرکشی کرتے ہیں کہ
بورژوا نظام کے تحت نظریاتی طور پر کیا ممکن ہے
لیکن تاریخی حالات کی حقیقت میں یہ قومی خودپرستی
اور مٹھی‌بھر سرمایہ‌داروں کی حکومت کی لوٹ‌مار کے خلاف
پڑیگا۔

کمیونسٹ سلام کے ساتھ
گیورگی چیچیرین

لینن کا خط چیچیرین کے نام

۱۴ مارچ ۱۹۲۲ ء

کامریڈ چیچیرین! میں نے آپ کا ۱۰ مارچ کا خط پڑھا۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے خود اس خط میں امن پرست پروگرام کا خاکہ بہت اچھی طرح پیش کیا ہے۔

بڑی بات یہ ہے کہ پروگرام اور ہماری تجارتی تجویزوں دونوں کو انتشار (۴۲) سے پہلے (اگر ''وہ،، جلد ہی منتشر کرنے کی کوشش کریں) صفائی اور زور سے پیش کیا جائے۔

آپ اور ہمارا وفد ایسا کرنے میں مہارت رکھتے ہیں۔

میری رائے میں آپ کے پاس اس وقت بھی تیرہ نکات ہیں (میں آپ کے خط پر اپنی حاشیے کی تشریحات بھیج رہا ہوں)۔ یہ بہت عمدہ ہیں۔

ہرشخص ہماری بات دلچسپی سے سنے گا جب ہم کہیں گے کہ ''ہمارے پاس وسیع اور مکمل پروگرام ہے!،، اگر وہ ہمیں اس کا اعلان نہ کرنے دیں گے تو ہم احتجاج کے ساتھ اس کو چھپوا دینگے۔

ہر جگہ ایک ''چھوٹی سی،، شرط ہونی چاہئے: معلوم ہونا چاہئے کہ ہم کمیونسٹوں کے پاس اپنا کمیونسٹ پروگرام (تیسری انٹرنیشنل) ہے لیکن ہم تاجروں کی حیثیت سے اس کو اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ہم دوسرے یعنی بورژوا کیمپ کے امن پرستوں کی یہ سمجھ کر حمایت کریں (چاہے دس ہزار میں

ایک موقع کیوں نہ ملے) کہ دوسرا اور ڈھائی انٹرنیشنل اس کیمپ میں ہے۔

یہ زہریلا بھی ہوگا اور ''نیک،، بھی اور دشمن کو ہراساں کرنے میں مدد دیگا۔

یہ حکمت‌عملی استعمال کرکے اگر ہم جنوآ میں ناکام بھی ہوں تب بھی ہماری جیت ہوگی۔ہم کوئی ایسا سمجھوتہ نہیں کریں گے جو ہمارے فائدے کا نہ ہو۔

کمیونسٹ سلام کے ساتھ

آپ کا لینن

۱۴ مارچ

نوٹ:

کامریڈ چیچیرین! ہم ایک اور طریقے سے بھی زہریلے (اور ''نیک،،) کیوں نہ ہوں:

تمام جنگی قرضوں کو (۱۴§) ختم کیا جائے اور معاہدۂ ورسائی اور سب جنگی معاہدوں پر (۱۵§) نظرثانی ہو (ہمارے تیرہ نکات کی بنا پر)، اقلیت کو اکثریت کے ووٹوں کی طاقت سے دباکر نہیں بلکہ اتفاق‌رائے کی بناپر کیونکہ ہم یہاں تاجروں کی حیثیت سے ہیں اور یہاں تجارت کے سوا کوئی اور اصول نہیں پیش کرسکتے۔ ہم ریاستہائے متحدہ امریکہ کے اوپر اکثریت کا ووٹ نہیں حاصل کرنا چاہتے۔ ہم تاجر ہیں اور اس ملک کو ترغیب دینا چاہتے ہیں! یہ سوال تمام ملکوں کے سامنے رکھا جائے اور جو اس پر رضامند نہیں ہیں ان کو سمجھاپا بجھایا جائے۔ ہماری تجویزیں نیک اور بورژوازی کے لئے ناقابل‌قبول ہیں، اس کو ''نیک طریقے سے،، ذلیل و خوار کرنا چاہئے۔

دوسرا مسودہ: اقلیت رکھنے‌والے ملک (آبادی کے لحاظ سے) اکثریت کی بات مانیں۔ اس اصول کے بارے میں تجویز علحدہ علحدہ

بورژوا اور سوویت دونوں کیمپوں کے اندر (وہ جو نجی ملکیت کو مانتا ھے اور وہ جو نہیں مانتا) ھونی چاھئے۔

پروجکٹ اور دوسرا مسودہ دونوں پیش کیجئے۔

Les rieurs seront avec nous!*

نوٹ: چھوٹے مالکوں کے لئے استثنا کیا جائے بشرطیکہ بالکل ٹھیک ثابت کیا جا سکے کہ یہ جھوٹ نہیں ھے اور وہ واقعی چھوٹے اور خود کام کرنے والے مالک ھیں۔

---

* ھنسنے کا موقع ھمیں ھوگا۔ (ایڈیٹر)

تشریحی نوٹ

(۱) یه کانگرس ۲۵ اکتوبر (۷ نومبر) ۱۹۱۷ ء کو پونے گیارہ بجے دن کے وقت پیترو گراد میں شروع ھوئی۔ اس میں ۶۴۹ ڈیلی گیٹ شرکت کر رھے تھے جن میں ۳۹۰ بالشویک تھے۔ اس کانگرس نے بورژوا عارضی حکومت کا تخته الٹنے اور اقتدار کو مزدوروں، سپاھیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں کو سونپنے کا فیصله کیا۔ کانگرس نے امن کا فرمان منظور کیا جس کے مطابق لڑائی میں حصه لینےوالی تمام قوموں کے سامنے یه تجویز رکھی گئی که وہ منصفانه اور جمهوری صلح کے لئے فوراً بات‌چیت شروع کریں۔ اس کانگرس نے زمین کے بارے میں بھی فرمان منظور کیا جس کے مطابق جاگیرداروں کی جاگیریں ختم کردی گئیں اور تمام آراضی قوم کی ملکیت بنادی گئی۔ کانگرس نے سوویت حکومت یعنی عوامی کمیساروں کی کونسل بنائی جس کے صدر لینن منتخب ھوئے۔ صفحه ۲۵

(۲) یہاں لینن نے مزدوروں اور سپاھیوں کے نمائندوں کی پیترو گراد سوویت کے اس منشور کا حواله دیا ھے جس نے ''ساری دنیا کی قوموں،، کو خطاب کیا تھا اور جس کو ۱۴ (۲۷) مارچ ۱۹۱۷ ء کو اس سوویت کے جلسے میں منظور کیا گیا تھا جبکه مینشویک اور سوشلسٹ انقلابی اکثریت میں تھے۔ منشور میں کہا گیا

تھا ''ہم آپ سے اپیل کرتے ہیں کہ آپ بھی اپنے نیم مطلق العنان نظام کا جوا اسی طرح اتار کر پھینک دیں جیسے کہ روسی عوام نے زار کی شخصی حکومت کو اتار پھینکا ہے، بادشاہوں، جاگیرداروں اور بینکروں کے ہاتھوں میں فتوحات اور تشدد کا آلۂ کار بننے سے انکار کردیں۔ '' اس منشور نے جو انقلابی عوام کے دباؤ سے منظور کیا گیا تھا جنگ میں حصہ لینےوالے ملکوں کے محنت کشوں سے یہ اپیل کی تھی کہ وہ امن کے لئے اقدام کریں لیکن اس نے جنگ کی قزاقانہ نوعیت کا پردہ نہیں فاش کیا تھا اور حقیقت میں بورژوا عارضی حکومت کے سامراجی جنگ جاری رکھنے کے فعل کو بجا قرار دیا تھا۔ صفحہ ۳۰

(۳) سوویتوں کی دوسری کل‌روس کانگرس کے فیصلے کے مطابق امور خارجہ کی عوامی کمیساریت نے دسمبر ۱۹۱۷ ء اور ۱۹۱۸ ء کی ابتدا میں زارشاہی روس اور سامراجی طاقتوں کے درمیان خفیہ معاہدوں کو شایع کردیا۔ روس کی زارشاہی اور عارضی حکومت کے کوئی سو سے زیادہ خفیہ معاہدے اور دوسری خفیہ دستاویزوں کو سابق وزارت خارجہ کے محافظ خانوں سے نکال کر حل کیا گیا اور پھر عام زبان میں شایع کر دیا گیا۔ پہلے وہ اخباروں میں شایع ہوئے، پھر نو مجموعوں میں شایع کئے گئے۔ خفیہ معاہدوں کی اشاعت نے پہلی عالمی جنگ کی سامراجی نوعیت کا پردہ فاش کرنے میں اہم رول ادا کیا۔ صفحہ ۳۴

(۴) دوخونین زار شاہی فوج کا جنرل اور شاہی حکومت کا حامی تھا۔ ستمبر ۱۹۱۷ ء میں عارضی حکومت نے اس کو اعلی کمانڈر کا چیف آف اسٹاف مقرر کیا۔ اکتوبر کے سوشلسٹ انقلاب کے بعد دوخونین نے اپنے اعلی کمانڈر ہونے کا اعلان کردیا اور سوویت اقتدار کے خلاف انقلاب‌دشمن بغاوت منظم کرنے کی کوشش کی۔ اس کو اپنے عہدے سے برطرف کر دیا گیا کیونکہ اس نے عوامی کمیساروں کی کونسل کی وہ ہدایات ماننے سے انکار کر دیا تھا

جو ۷ (۲۰) نومبر ۱۹۱۷ء کو اسے لڑائی بند کرنے کے لئے دی گئی تھیں تا کہ صلح کی بات چیت شروع کی جا سکے۔ صفحہ ۳۶

(۵) ۹ — ۸ (۲۲ — ۲۱) نومبر ۱۹۱۷ء کو فوجی صدر مقام اور عوامی کمیساروں کی کونسل کے نمائندوں کے درمیان مفاھمتی گفتگو کا مسودہ مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے اخبار ''ایزویستیا'' کے شمارے ۲۲۱ میں ۱۰ نومبر ۱۹۱۷ء کو شایع کیا گیا (لینن کی تصانیف کا چوتھا روسی ایڈیشن، جلد ۲۶)۔ صفحہ ۳۷

(۶) رومانوف — روس کا زار نکولائی دوم جو ۱۹۱۷ء میں فروری کے بورژوا انقلاب کے ذریعہ تخت سے اتار دیا گیا۔

راسپوتین — زار نکولائی دوم اور اس کی بیوی الیکساندرا فیودوروفنا کا بہت منہ‌لگا تھا۔ وہ کسان خاندان سے تھا اور سائبیریا کے صوبے توبول کا رہنے والا تھا۔ وہ ''پیغمبر'' اور ''مسیحا'' ہونے کا دعوی کرتا تھا اور درباری حلقوں میں دخل پاکر ریاستی امور میں کافی بااثر ہو گیا تھا۔ دربار میں راسپوتین کی زندگی اور اس کی سرگرمیوں سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ھے کہ زارشاھی روس کے حکمراں حلقے اخلاقی طور پر بالکل دیوالیہ ہو چکے تھے۔ دسمبر ۱۹۱۶ء میں راسپوتین کو شاہ‌پرستوں کے ایک گروہ نے قتل کر دیا جو زار پر اس کے اثر سے ناراض تھے۔ صفحہ ۴۰

(۷) لینن نے یہاں صلح کی اس گفتگو کا حوالہ دیا ھے جو سوویت روس اور جرمنی کے درمیان ۲۰ نومبر (۳ دسمبر) ۱۹۱۷ء کو شہر بریسٹ لیتوفسک میں شروع ہوئی تھی۔ ۲۲ نومبر (۵ دسمبر) کو ایک ابتدائی سمجھوتہ دس دن تک لڑائی بند کرنے کے لئے ہو گیا۔ ۲ (۱۵) دسمبر کو ۲۸ دن کے لئے التوائے جنگ کا سمجھوتہ ہوا۔ سوویت حکومت کے اصرار پر جرمنی نے یہ ذمے‌داری لی کہ روسی — جرمن محاذ سے فوجی دستے مغربی محاذ کو نہیں منتقل کئے جائیں گے۔ صفحہ ۴۰

(۸) روبنس، ریمنڈ — کرنل، امریکی سماجی کارکن، ۱۸ — ۱۹۱۷ ء میں روس میں امریکی ریڈ کراس مشن کے سربراہ۔ سوویت اقتدار سے ہمدردی رکھتے تھے۔ انھوں نے لینن سے ملاقات کی۔ تیسری اور چوتھی دھائی میں انھوں نے سوویت یونین کو تسلیم کرنے اور اس کے ساتھ سفارتی، معاشی اور تہذیبی تعلقات قائم کرنے کی وکالت کی۔ صفحہ ۴۲

(۹) ۱۹۱۸ ء میں سوویت حکومت نے سرمایہ‌دار ملکوں کے ساتھ تجارتی اور معاشی تعلقات بڑھانے کے منصوبے بنانا شروع کئے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ سے معاشی تعلقات بڑھانے کو کافی اہمیت دی گئی۔ سوویت روس اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے درمیان معاشی تعلقات بڑھانے کا منصوبہ قومی معیشت کی اعلیٰ کونسل کی معاشی پالیسی کی کمیٹی کے بیرونی تجارت کے کمیشن نے تیار کیا (۱۲ مئی ۱۹۱۸ ء)۔ اس میں ریاستہائے متحدہ امریکہ سے در آمد کی ہوئی اشیا کی قیمت ادا کرنے کی گارنٹی کی غرض سے امریکی صنعت‌کاروں کے لئے بعض شرائط پر مراعات رکھی گئی تھیں۔ سوویت حکومت نے دوسرے ملکوں سے بھی معاشی تعلقات قائم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن سوویت روس اور سرمایہ‌دار ملکوں کے درمیان تجارت بڑھانے کے منصوبوں کو اتحادثلاثہ کے ملکوں کی سوویت روس میں مداخلت اور اس کی معاشی ناکہ‌بندی نے ملیامیٹ کردیا۔ صفحہ ۴۲

(۱۰) یونائٹیڈ پریس ایجنسی نے لینن سے یہ پانچ سوال کئے: "(۱) کیا روسی سوویت ریپبلک نے حکومت کی پہلے والی خانگی اور خارجی پالیسی کے پروگرام میں اور معاشی پروگرام میں کوئی چھوٹی یا بڑی تبدیلیاں کی ہیں اور وہ تبدیلیاں کون سی اور کب ہوئی ہیں؟ (۲) روسی سوویت ریپبلک افغانستان، ہندستان اور دوسرے اسلامی ملکوں کے بارے میں جو روس کی سرحدوں سے باہر ہیں کیا حکمت عملی رکھتی ہے؟ (۳) ریاستہائے متحدہ امریکہ اور جاپان کے لئے آپ کے سیاسی اور معاشی مقاصد کیا ہیں؟ (۴) آپ کولچاک، دینیکن اور مینرہائم سے کن شرائط پر صلح کرنے کے لئے راضی ہوں گے؟

(۵) اس کے علاوہ آپ امریکی عوام کی توجه کس بات کی طرف دلانا چاہتے ھیں؟،،

بائیں بازو والے سوشلسٹ رسالے The Liberator (نجات‌دهنده) نے اکتوبر ۱۹۱۹ء میں A statement and a challenge (ایک بیان اور ایک چیلنج) کے عنوان سے ایک مضمون شایع کیا جس میں پانچویں سوال کے لئے لینن کا جواب تھا۔ ایک ادارتی نوٹ میں اس رسالے نے بتایا که یونائٹیڈ پریس ایجنسی نے لینن کے جواب اخباروں کو تقسیم کئے لیکن پانچویں سوال کا جواب ان کو نہیں دیا۔ صفحه ۴۳

(۱۱) انگریزی فرانسیسی پیسے سے چیکوسلوواکیه والوں کو رشوت دینے کا حواله چیکوسلوواکیه‌والوں کی فوجی کور کے ان انقلاب‌دشمن اقدامات کے متعلق ھے جن کو اتحادثلاثه کے سامراجیوں نے مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کی پرجوش شرکت سے منظم کیا تھا۔

عارضی حکومت نے ۱۹۱۷ء میں جرمنوں کے خلاف لڑنے کے لئے چیک اور سلوواک جنگی قیدیوں پر مشتمل چیکوسلوواکیائی فوجی کور کی تنظیم کی۔ اکتوبر کے سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس کو روسی انقلاب‌دشمنوں اور انگریزی فرانسیسی سامراجیوں نے سوویت اقتدار کے خلاف جدوجہد کے لئے استعمال کیا۔ کور کے اعلی افسروں نے کچھ سپاھیوں کو دھوکه دیکر سوویت اقتدار کے خلاف لڑایا۔ مئی ۱۹۱۸ء میں کور نے حمله کیا۔ چیکوسلوواکیه کے سپاھیوں کی مدد سے سفید گارڈوں نے والگا کے علاقے، اورال اور پھر سائبیریا پر قبضه کر لیا۔ ساتھ ھی چیک اور سلوواک جنگی قیدیوں کی کافی بڑی تعداد نے کورکے رجعت‌پسند افسروں کے سوویت دشمن اور قوم‌پرست پروپیگنڈے سے دھوکا نہیں کھایا۔ ان میں سے تقریباً باره هزار آدمی سرخ فوج کی صفوں میں شامل ھوکر لڑے۔

اکتوبر ۱۹۱۸ء میں سرخ فوج نے والگا کے علاقے کو آزاد کرا لیا۔ ۱۹۱۹ء کے آخر میں کولچاک کے کچلے جانے پر چیکوسلوواکیائی کور کی انقلاب‌دشمن سرگرمیاں بھی ختم ھو گئیں۔

مینرهائم — فن‌لینڈ کا رجعت‌پسند سیاست‌داں اور ۱۹۱۷ء تک زار کی فوج کا جنرل تھا۔ ۱۹۱۸ء میں وہ فن‌لینڈ کی انقلاب‌دشمن سفید فوج کا کمانڈر تھا جس نے جرمن مداخلت کرنے‌والوں کے ساتھ مل کر فن‌لینڈ کے مزدوروں کے انقلاب کو دبادیا۔ فن‌لینڈ کے رجعت‌پسندوں کی سوویت‌دشمن مہموں کے لیڈروں میں سے یہ بھی ایک تھا۔

دینیکن — زار کی فوج کا جنرل اور ۱۹۱۸ — ۲۰ء کے دوران جاگیرداروں اور بورژوازی کی منظم کی ہوئی روسی انقلاب‌دشمنی کا ایک لیڈر تھا۔ ۱۹۱۹ء میں ماسکو کے خلاف حملے کے لئے جنوب کی سفید فوجوں کا اعلی کمانڈر بھی تھا۔ سفید فوجوں کو شکست ہوئی۔ صفحہ ۴۴

(۱۲) کولچاک — زار کے بحری بیڑے کا امیر البحر اور شاہ‌پرست تھا۔ اکتوبر کے سوشلسٹ انقلاب کے بعد ریاستہائے متحدہ امریکہ، برطانیہ اور فرانس کی حمایت سے اس نے روس کے اعلی حکمران ہونے کا اعلان کر دیا اور اورال، سائبیریا اور مشرق بعید میں (۱۹۱۸ء کے آخر سے ۱۹۲۰ء کی ابتدا تک) جاگیرداروں اور بورژوا کی فوجی ڈکٹیٹرشپ کا سربراہ رہا۔ فروری ۱۹۲۰ء کو ایرکوتسک کی فوجی انقلابی کمیٹی نے اس کو سزائے موت دی اور اسکو گولی مار دی گئی۔ صفحہ ۴۵

(۱۳) ولیم بلیٹ — ریاستہائے متحدہ امریکہ کے صدر ولسن کی ہدایت پر مارچ ۱۹۱۹ء میں انہوں نے سوویت حکومت سے صلح کی بات‌چیت کی۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ اور برطانیہ کی تجاویز میں سوویت حکومت نے متعدد ترمیمیں اور اضافے کئے جس کے بعد معاہدے کا ایک مسودہ تیار کیا گیا۔ مسودے میں مندرجہ‌ذیل باتیں تھیں: روس میں ان ساری حکومتوں کا وجود ان تمام علاقوں میں برقرار رکھا جائے جو ان کے قبضے میں ہیں، تجارتی تعلقات بحال کئے جائیں، سوویت حکومت کو بلاکسی پابندی کے ٹرانسپورٹ کے لئے

تمام ریلوے لائنیں اور ان بندرگاہوں کے استعمال کا حق حاصل ہو جو سابق روسی سلطنت کی ملکیت تھے ۔ سوویت حکومت نے تجویز پیش کی کہ مندرجہ‌ذیل نکات سمجھوتے میں شامل کر لئے جائیں : سمجھوتہ پر دستخط کے فوراً بعد (روسی فوج کی سبکدوشی کے بعد نہیں جیسا کہ اتحادثلاثہ کی تجویز تھی) تمام غیرملکی فوجیں روس سے واپس بلالی جائیں گی اور سوویت‌دشمن حکومتوں کو مزید فوجی امداد نہ دی جائے گی ۔

سوویت تجویزوں کو امریکہ و برطانیہ کی حکومتوں نے منظور نہیں کیا کیونکہ کولچاک نے ۱۹۱۹ء کی بہار میں حملہ شروع کر دیا اور ان کو امید تھی کہ سوویت روس کی فوجی ہار ہوگی ۔ ولسن نے واپسی پر بلیٹ سے ملاقات نہیں کی اور لائڈجارج نے پارلیمنٹ میں اعلان کردیا کہ انھوں نے بالشویکوں سے مفاھمتی گفتگو کے لئے کسی کو اختیار نہیں دیا تھا ۔ صفحہ ۴۵

(۱۴) یہاں اس ریڈیوپیغام کا حوالہ ھے جو ۷ مئی ۱۹۱۹ء کو امور خارجہ کے عوامی کمیسار چیچیرین نے آرکٹک کے مشہور دریافت کرنےوالے اور سماجی کارکن فریتوف نینسن کو بھیجا تھا ۔ یہ اس ریڈیوپیغام کے جواب میں تھا جو ۴ مئی ۱۹۱۹ء کو نینسن نے لینن کو بھیجا تھا ۔ نینسن نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ روس کو غذا اور دواؤں کی امداد دینے کے لئے ایک بین اقوامی کمیشن مقرر کیا جائے ۔ انھوں نے کہا تھا کہ اتحادثلاثہ کی حکومتیں اس شرط پر اس کام میں مدد دینے کے لئے تیار ھیں کہ روس میں لڑائی بند ہو جائے ۔ نینسن کو جواب دیتے ہوئے چیچیرین نے اپنے ریڈیوگرام میں کہا تھا کہ سوویت حکومت اس منصوبے کو منظور کرے گی لیکن سوویت حکومت کی طرف سے انھوں نے اتحادثلاثہ کی شرط کو مسترد کر دیا جس کو وہ روس کے سرحدی علاقوں میں انقلاب دشمن سفیدگارڈوں کی حکومتیں برقرار رکھنے کی کوشش سمجھتے تھے ۔ سوویت حکومت صرف اس شرط پر لڑائی بند کرنے کےبارے میں گفتگو شروع کرنے کے لئے تیار تھی کہ اس کے ساتھ ھی

ان تمام سوالوں پر بھی بحث ہو جن کا تعلق بیرونی مداخلت اور خانہ جنگی کے خاتمے سے ہے۔ اتحادثلاثہ کی حکومتوں نے سوویت تجویزوں کا جواب نہیں دیا۔ صفحہ ۴۵

(۱۵) لینن کا ''امریکی مزدوروں کے نام خط،، لینن کی تصانیف کے چوتھے روسی ایڈیشن کی ۲۸ ویں جلد میں ہے۔ صفحہ ۴۹

(۱۶) نوٹ نمبر ۱۳ دیکھئے۔ صفحہ ۵۱

(۱۷) یہ کانفرنس ماسکو میں ۲ سے ۴ دسمبر ۱۹۱۹ء تک ہوئی۔ ۲ دسمبر کے اجلاس میں لینن نے بین‌اقوامی سیاست پر تجویز کا مسودہ پیش کیا۔ کانفرنس نے اس مسودے کو منظور کر لیا جس کا اعلان لینن نے ۵ دسمبر کو سوویتوں کی ساتویں کل روس کانگرس میں اپنی رپورٹ کے ذریعہ کیا۔ کانگرس نے اتحادثلاثہ کے ملکوں سے صلح کی تجویز کی حیثیت سے اس کو متفقہ طور پر تسلیم کیا۔ یہ تجویز اخباروں میں ۶ دسمبر ۱۹۱۹ء کو شایع ہوئی اور ۱۰ دسمبر کو اتحادثلاثہ کی حکومتوں کو بھیجی گئی۔ برطانیہ، فرانس، ریاستہائے متحدہ امریکہ اور اٹلی نے سوویتوں کی ساتویں کانگرس کی صلح کی تجویز پر غور کرنے سے انکار کر دیا۔ صفحہ ۵۳

(۱۸) چیچیرین — امور خارجہ کے عوامی کمیسار۔ صفحہ ۵۵

(۱۹) نوٹ نمبر ۱۷ دیکھئے۔ صفحہ ۵۶

(۲۰) کولچاک اور دینیکن پر سرخ فوج کی فتح کے بعد امریکی پریس نے اپنے کاروباری حلقوں کے رویے کا اظہار کرتے ہوئے دوبار لینن سے انٹرویو کی درخواست کی۔ ۱۸فروری ۱۹۲۰ء کو لینن نے امریکی اخباری ایجنسی ''یونیورسل سروس،، کے برلن نامہ‌نگار کارل ویگاند کے سوالوں کے جواب دئے۔ لینن کا جواب بذریعہ وائرلیس

برلن بھیجا گیا اور پھر وہاں سے ۲۱ فروری ۱۹۲۰ء کو نیویارک گیا جس کو New York Evening Journal نے اسی شام کو ''بالشویکوں کے مقاصد — امن اور بڑی تجارت — یہ لینن کا قول ہے،، — کے عنوان سے چھاپا۔ لینن کا یہ جواب جرمن کمیونسٹ اور سوشلسٹ پریس میں بھی چھپا۔ صفحہ ۵۷

(۲۱) کوپن ہیگن میں لندن کے اخبار Daily Express کے ایک نامہ نگار خصوصی نے لینن سے چار سوالوں کا جواب دینے کی درخواست کی۔ لینن کا جواب کوپن ہیگن ۲۲ فروری کو پہنچا اور Daily Express نے اس کو دوسرے دن شایع کیا۔ صفحہ ۶۱

(۲۲) لینن اور امریکی اخبار The World کے نامہ نگار لنکن ائر کے درمیان فروری ۱۹۲۰ء کے وسط میں بات چیت ہوئی۔ یہ گفتگو پہلے دفتر میں اور بعد میں لینن کے رہائشی فلیٹ میں کریملن میں ہوئی۔ لینن نے نامہ نگار سے انگریزی میں باتیں کیں جو تقریباً گھنٹہ بھر تک چلیں۔ زیربحث سوالوں کی جو سرخیاں The World میں دی گئی تھیں اسی طرح یہاں شایع کی جارہی ہیں۔ صفحہ ۶۳

(۲۳) ۱۸ جنوری ۱۹۲۰ء کو سوویت اخباروں میں ایک اعلان شایع ہوا کہ اتحادثلاثہ کی حکومتیں سوویت روس کی ناکہ بندی ختم کرنے اور اس سے تجارت کرنے کی اجازت دینے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ اتحادثلاثہ کی اعلی کونسل کے ۱۶ جنوری ۱۹۲۰ء کے فیصلے میں کہا گیا تھا کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سوویت حکومت سے متعلق اتحادی حکومتوں کی پالیسی میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے۔ صفحہ ۶۳

(۲۴) مجلس اقوام — یہ بین اقوامی ادارہ پہلی اور دوسری عالمی جنگوں کے درمیانی دور میں تھا۔ اس کی بنیاد فاتح طاقتوں نے ۱۹۱۹ء میں ورسائی کی صلح کانفرنس کے موقع پر ڈالی تھی اور اس کا منشور ورسائی معاہدہ کا ایک جز تھا۔ اس مجلس میں ۴۴ ملک شامل ہوئے جن میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کے سوا تمام بڑے سامراجی ملک تھے۔

یہ مجلس سوویت روس کے خلاف مسلح مداخلت منظم کرنے کا ایک مرکز بن گئی تھی اور اس نے امن کی حمایت اور آئندہ جنگ کو روکنے کے لئے کوئی عملی جدوجہد نہیں کی۔ دوسری عالمی جنگ چھڑنے پر مجلس کا کام بند ہو گیا اور وہ سرکاری طور پر اپریل ۱۹۴۶ء میں ختم کر دی گئی۔ صفحہ ٦٧

(۲۵) الیکسینسکی — ایک روسی سوشل ڈیموکریٹ تھا جس نے ۰۷ — ۱۹۰۵ء کے انقلاب میں بالشویکوں کا ساتھ دیا لیکن بعد کو انقلاب‌دشمن کیمپ میں چلا گیا اور اپنے مضامین میں بالشویکوں اور لینن کے خلاف مضامین لکھنے لگا۔ صفحہ ۷۳

(۲٦) عوامی کمیساروں کی کونسل کا فرمان ''مراعات کے لئے عام معاشی اور قانونی شرائط،، ۲۳ نومبر ۱۹۲۰ء کو شایع کیا گیا۔ صفحہ ۷۵

(۲۷) لینن نے یہاں اس تحریر کا حوالہ دیا ہے جو اتحادثلاثہ کی اعلی کونسل نے ۲٦ مئی ۱۹۱۹ء کو کولچاک کو بھیجی تھی اور جس میں فرانس، برطانیہ، اٹلی، ریاستہائے متحدہ امریکہ اور جاپان کی حکومتوں نے اعلان کیا تھا کہ وہ کولچاک کی حمایت کرنے اور اس کو ''کل روس حکومت،، کا سربراہ ماننے کے لئے تیار ہیں۔ صفحہ ۹۰

(۲۸) ۱۰ مئی ۱۹۲۰ء کو، اتحادثلاثہ کی ہدایت کے مطابق سوویت روس پر بورژوا پولینڈ کے حملے کے جلدھی بعد، لندن کے گودی مزدوروں نے ''جولی جارج،، نامی جہاز پر پولینڈ کے لئے اسلحہ لادنے سے انکار کر دیا۔ ان کی ہڑتال کی حمایت برطانوی مزدوروں کی بڑی تعداد نے کی۔ اگست ۱۹۲۰ء میں لیبرپارٹی اور ٹریڈیونین کونسل کی پارلیمانی کمیٹی نے ایک غیرمعمولی قومی کانفرنس طلب کی۔ کانفرنس نے ایک تجویز منظور کی جس میں حکومت کو انتباہ کرتے ہوئے کہا گیا تھا کہ ''منظم مزدوروں کی پوری صنعتی طاقت

اس جنگ کو ناکام بنانے کے لئے لگادی جائیگی۔ ،، یعنی سوویت روس کے خلاف جنگ کو ناکام بنانے کے لئے۔

کانفرنس نے اقدام عمل کی قومی کونسل قائم کی اور اس کے بعد جلدھی ۲۵۰ مقامی کونسلیں بن گئیں۔

اس کانفرنس کے افتتاح سے چند دن پہلے لائڈ جارج نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ سرخ فوج پولینڈ کے محاذ پر اپنا حملہ ختم کر دے اور دھمکی دی تھی کہ اگر روس نے یہ بات نہ مانی تو برطانوی بحری بیڑہ اس کے خلاف کارروائی کریگا۔ برطانوی مزدوروں کی طاقتور تحریک نے برطانوی حکومت کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ اپنے جنگ‌جویانہ منصوبوں پر دوبارہ غور کرے۔ ونسٹن چرچل نے جو سوویت روس کے خلاف مداخلت منظم کرنےوالوں میں پیش پیش تھے اپنی سرگذشت میں لکھا ھے کہ ''برطانوی لیبرپارٹی نے پولینڈ کو کوئی بھی برطانوی مدد دینے کے خلاف زبردست ایجی‌ٹیشن پیدا کر دیا تھا ... برطانیہ کے بہت سے حصوں میں اقدام عمل کی کونسلیں بنائی جا رھی تھیں۔ پبلک میں کہیں ان برائیوں کی ذرا بھی فکر نہ تھی جو پولینڈ کی شکست کی وجہ سے پیدا ھو سکتی تھیں۔ ایسے دباؤ کے ماتحت مسٹر لائڈ جارج پولینڈ کی حکومت کو یہ آگاہ کرنے پر مجبور ھوئے کہ روسی شرائط ''کسی طرح پولینڈ کی قومی سرحدوں کی آزاد ریاست کی حیثیت سے خلاف‌ورزی نہیں کرتے،، اور اگر ان کو مسترد کر دیا گیا تو برطانوی حکومت روس کے خلاف کوئی اقدام نہیں کر سکتی۔ ،،

صفحہ ۹۶

(۲۹) <u>ماسکو کی سوخاریف منڈی</u> ۱۹۱۷ء سے ۱۹۲۰ء تک چوربازاری اور منافع خوری کا مرکز تھی جو ۱۳ دسمبر ۱۹۲۰ء کو ماسکو سوویت کی مجلس صدارت کے فیصلے کے مطابق بند کردی گئی۔

صفحہ ۱۱۱

(۳۰) <u>ساوینکوف</u> — روس میں سوویت اقتدار کے پہلے برسوں کے دوران روسی انقلاب دشمن تحریک کا ایک لیڈر تھا۔ صفحہ ۱۱۲

(۳۱) واشنگٹن کانفرنس ۱۲ نومبر ۱۹۲۱ ء سے ۶ فروری ۱۹۲۲ ء تک ہوئی۔ یہ کانفرنس ریاستہائے متحدہ امریکہ کی تجویز پر بلائی گئی تھی جس میں بلجیم، چین، فرانس، برطانیہ، ہالینڈ، اٹلی، جاپان، پرتگال اور ریاستہائے متحدہ امریکہ نے شرکت کی۔ اس کانفرنس کا مقصد مشرق بعید اور بحرالکاہل کے علاقے میں نوآبادیاتی مقبوضوں اور حلقہ ہائے اثر کی ازسر نو تقسیم تھا۔ اس کانفرنس کی انتہائی اہم دستاویزات مندرجہ‌ذیل تھیں: بحرالکاہل میں ''علاقائی حقوق،، کے تحفظ پر چار طاقتی معاہدہ (جس میں ریاستہائے متحدہ امریکہ، برطانیہ، فرانس اور جاپان شامل تھے)، چین میں ''کھلے دروازے،، کے اصول پر نو طاقتی معاہدہ، بحری اسلحہ‌بندی پر ''پابندی،، کے بارے میں پانچ طاقتی معاہدہ جس میں ریاستہائے متحدہ امریکہ، برطانیہ، جاپان، فرانس اور اٹلی شامل تھے۔ صفحہ ۱۳۳

(۳۲) جس جنوآ کانفرنس کا حوالہ لینن نے دیا ہے وہ جنوآ کی بین‌اقوامی معاشی کانفرنس تھی جو اٹلی میں ۱۰ اپریل سے ۱۹ مئی ۱۹۲۲ ء تک ہوئی۔ اس میں ۲۹ ملکوں کے نمائندوں نے حصہ لیا جن میں سوویت روس، برطانیہ، فرانس، اٹلی، بلجیم، جاپان اور جرمنی بھی تھے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ نے اپنا ایک ''مشاہد،، بھیجا تھا۔ اس کانفرنس میں سامراجی طاقتوں نے سوویت روس کی معاشی مشکلات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس بات کی کوشش کی کہ اس پر ایک نامساوی سمجھوتہ لادا جائے جس کے شرائط سوویت روس کو ان کا پابند بنا دیں۔ انھوں نے مطالبہ کیا کہ سوویت روس زارشاھی کے تمام قرضے ادا کرے جس میں جنگ سے پہلے کے قرضے بھی شامل تھے اور وہ کارخانے جو قومی بنا لئے گئے تھے ان کے غیرملکی مالکوں کو واپس کردے۔

سوویت وفدنے سامراجیوں کے اھانت‌آمیز مطالبوں کو مسترد کرتے ہوئے عام ترک اسلحہ اور تمام جنگی قرضوں کو کالعدم قرار دینے کی تجویز پیش کی۔

سوویت روس کی طرف برطانیہ اور فرانس کے مخالف رویے کیوجہ سے یہ کانفرنس ناکامیاب ہوئی۔ بحث طلب مسائل کو

(۳۱) واشنگٹن کانفرنس ۱۲ نومبر ۱۹۲۱ء سے ۶ فروری ۱۹۲۲ء تک ہوئی۔ یہ کانفرنس ریاستہائے متحدہ امریکہ کی تجویز پر بلائی گئی تھی جس میں بلجیم، چین، فرانس، برطانیہ، ہالینڈ، اٹلی، جاپان، پرتگال اور ریاستہائے متحدہ امریکہ نے شرکت کی۔ اس کانفرنس کا مقصد مشرق بعید اور بحرالکاہل کے علاقے میں نوآبادیاتی مقبوضوں اور حلقہ ہائے اثر کی ازسر نو تقسیم تھا۔ اس کانفرنس کی انتہائی اہم دستاویزات مندرجہ‌ذیل تھیں: بحرالکاہل میں ''علاقائی حقوق'' کے تحفظ پر چار طاقتی معاہدہ (جس میں ریاستہائے متحدہ امریکہ، برطانیہ، فرانس اور جاپان شامل تھے)، چین میں ''کھلے دروازے'' کے اصول پر نو طاقتی معاہدہ، بحری اسلحہ‌بندی پر ''پابندی'' کے بارے میں پانچ طاقتی معاہدہ جس میں ریاستہائے متحدہ امریکہ، برطانیہ، جاپان، فرانس اور اٹلی شامل تھے۔ صفحہ ۱۳۳

(۳۲) جس جنوآ کانفرنس کا حوالہ لینن نے دیا ہے وہ جنوآ کی بین‌اقوامی معاشی کانفرنس تھی جو اٹلی میں ۱۰ اپریل سے ۱۹ مئی ۱۹۲۲ء تک ہوئی۔ اس میں ۲۹ ملکوں کے نمائندوں نے حصہ لیا جن میں سوویت روس، برطانیہ، فرانس، اٹلی، بلجیم، جاپان اور جرمنی بھی تھے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ نے اپنا ایک ''مشاہد'' بھیجا تھا۔ اس کانفرنس میں سامراجی طاقتوں نے سوویت روس کی معاشی مشکلات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس بات کی کوشش کی کہ اس پر ایک نامساوی سمجھوتہ لادا جائے جس کے شرائط سوویت روس کو ان کا پابند بنا دیں۔ انھوں نے مطالبہ کیا کہ سوویت روس زارشاہی کے تمام قرضے ادا کرے جس میں جنگ سے پہلے کے قرضے بھی شامل تھے اور وہ کارخانے جو قومی بنا لئے گئے تھے ان کے غیرملکی مالکوں کو واپس کردے۔

سوویت وفدنے سامراجیوں کے اہانت‌آمیز مطالبوں کو مسترد کرتے ہوئے عام ترک اسلحہ اور تمام جنگی قرضوں کو کالعدم قرار دینے کی تجویز پیش کی۔

سوویت روس کی طرف برطانیہ اور فرانس کے مخالف رویے کیوجہ سے یہ کانفرنس ناکامیاب ہوئی۔ بحث طلب مسائل کو

ماهرین کی ایک کانفرنس کے سپرد کر دیا گیا جو جون اور جولائی ۱۹۲۲ء میں ھیگ میں ھوئی لیکن جنوآ کانفرنس کی طرح اس کا بھی کوئی نتیجہ نہیں ھوا۔
صفحہ ۱۳۴

(۳۳) آبلوموف‌ازم — کاھلی، جمود، بیکاری اور شدید قسم کا ناکارہ‌پن جو مشہور روسی ادیب گونچاروف کے ناول کے جاگیردار ھیرو آبلوموف کا کردار تھا۔ یہ ناول جس کا نام اپنے ھیرو کے نام پر تھا ۱۸۵۹ء میں شایع ھوئی تھی۔
صفحہ ۱۳۶

(۳۴) یہ اتحادثلاثہ کی اعلی کونسل کی اس کانفرنس کا حوالہ ھے جو ۶ سے ۱۳ جنوری ۱۹۲۲ء تک کانس (فرانس) میں ھوئی تھی۔ کانفرنس نے جنوآ میں ایک بین‌اقوامی معاشی اور مالیاتی کانفرنس بلانے کا فیصلہ کیا۔
صفحہ ۱۳۹

۳۵ - کانس کی تجویز کی پہلی دفعہ (نوٹ نمبر ۳۴ دیکھئے) مندرجہ‌ذیل تھی:

(۱) ''قوموں کو یہ اختیار نہیں لینا چاھئے کہ وہ ایک دوسرے پر وہ اصول نافذ کریں جن سے قومیں اپنی اندرونی ملکیت کی حکمرانی، اپنی معیشت اور اپنی حکومت کو منظم کرتی ھیں۔ یہ ھر قوم کا کام ھے کہ وہ اس سلسلے میں جیسا نظام پسند کرے وھی اختیار کرے۔''
صفحہ ۱۴۳

(۳۶) معاھدۂ راپالو سوویت اور جرمن حکومتوں کے درمیان ۱۶ اپریل ۱۹۲۲ء کو اٹلی کے شہر راپالو میں جنوآ کانفرنس کے دوران ھوا تھا۔ اس معاھدے میں دونوں ملکوں کے درمیان سفارتی تعلقات کے قیام اور طرفین کی طرف تاوان‌جنگ سے دستبرداری کے شرائط تھے۔ حکومت جرمنی نے یہ مطالبہ بھی ترک کر دیا کہ سوویت حکومت نے روس میں جرمنوں کے جو کارخانے قومی بنائے ھیں ان کو واپس دیا جائے۔ اس معاھدے پر دستخط ھونے سے یہ ظاھر ھو گیا کہ برطانوی فرانسیسی سامراجیوں کی یہ کوششیں ملیامیٹ

ہو گئی ہیں کہ سوویت روس کو معاشی طور پر غلام بنانے کے لئے اس کے خلاف سرمایہ‌دار ملکوں کا ایک متحدہ محاذ بنایا جائے۔
صفحہ ۱۴۴

(۳۷) ایدوارد ایرئو نمایاں فرانسیسی سیاست‌داں تھے جو ستمبر ۱۹۲۲ ء میں ماسکو آئے اور سوویت حکومت کے ممبروں سے انھوں نے غیرسرکاری طور پر گفتگو کی۔ ایرئو ان فرانسیسی بورژوا حلقوں کے ترجمان تھے جو اپنی معیشت کو بحال کرنے میں سوویت طاقت کے کارناموں اور جنوآ کانفرنس میں روس پر نامساوی معاہدہ مسلط کرنے کی کوششوں کی ناکامیابی سے متاثر ہو کر اس بات کے مشتاق تھے کہ فرانس اور سوویت ریپلک کے درمیان تعلقات اعتدال پر آجائیں اور تجارت میں ترقی ہو۔
صفحہ ۱۴۵

(۳۸) یہ اس کانفرنس کے بارے میں حوالہ ہے جس کی تیاری برطانیہ، فرانس اور اٹلی ان مسائل کے سلسلے میں کر رہے تھے جن کا تعلق ترکی میں برطانوی یونانی مداخلت کی ناکامیابی کے بعد مشرق قریب سے تھا۔ پہلے تو سامراجی طاقتوں نے یہ کوشش کی کہ سوویت روس کو کانفرنس میں بالکل ہی شریک نہ ہونے دیا جائے لیکن ان کو سوویت ریاست کے بڑھتے ہوئے بین اقوامی وقار کا لحاظ کرنا ہی پڑا۔ انھوں نے ۷ اکتوبر ۱۹۲۲ ء کے نوٹ میں یہ اعلان کیا کہ وہ سوویت روس کو کانفرنس کے صرف اس حصے میں شرکت کی اجازت دینگے جس میں آبنائے بحیرۂاسود کے سوال پر بحث ہوگی۔ ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۲ ء کے نوٹ میں سوویت حکومت نے اس پر احتجاج کیا اور ۲ نومبر ۱۹۲۲ ء کو ”مدعو کرنےوالی طاقتوں،، کو ایک اور نوٹ بھیجا جس میں اس بات پر اصرار کیا کہ اس کانفرنس میں تمام مسائل کے بحث مباحثوں میں روسی سوویت وفاقی سوشلسٹ ریپلک، یوکرینی سوویت سوشلسٹ ریپلک اور جارجیائی سوویت سوشلسٹ ریپلک کو حصہ لینا چاہئے۔
مشرق قریب کی یہ کانفرنس لوزان (سویٹزرلینڈ) میں ۲۰ نومبر ۱۹۲۲ ء کو شروع ہوئی اور ۲۴ جولائی ۱۹۲۳ ء تک جاری رہی۔

اس کانفرنس میں برطانیہ، فرانس، اٹلی، جاپان، یونان، رومانیہ، یوگوسلاویا اور ترکی نے شرکت کی۔ آبنائے بحیرۂاسود کے لئے بندوبست کے مسئلے پر بحث میں روسی سوویت وفاقی سوشلسٹ ریپبلک، یوکرینی سوویت سوشلسٹ ریپبلک اور جارجیائی سوویت سوشلسٹ ریپبلک (واحد وفد) اور بلغاریہ نے حصہ لیا۔ بعض مسائل پر بحث کے لئے البانیہ، بلجیم، ھالینڈ، اسپین، پرتگال، ناروے اور سویڈن کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔

کانفرنس کا خاتمہ ایک معاھدۂامن پر ھوا جس میں ایک فریق برطانیہ، فرانس، اٹلی، جاپان، یونان، رومانیہ اور یوگوسلاویا تھے اور دوسرا فریق ترکی تھا۔

لوزان کانفرنس کے ایجنڈے میں آبنائے بحیرۂ اسود کے سوال کو اھم جگہ دی گئی تھی۔ سوویت وفد نے وہ تجاویز پیش کیں جو لینن نے اس انٹرویو میں ظاھر کی تھیں۔ ان تجویزوں کو نہیں مانا گیا۔ لوزان کانفرنس نے آبنائے کا جو معاھدہ منظور کیا اس میں کہا گیا تھا کہ ھر جھنڈے تلے اور ھر وقت تجارتی اور جنگی جہاز آبنائے سے گذر سکتے ھیں۔ سوویت یونین نے اس معاھدے کی تصدیق نہیں کی کیونکہ وہ اس کو اپنے جائز حقوق کی خلاف‌ورزی اور بحیرۂاسود کے ملکوں کو سلامتی کی ضمانت نہ دینےوالا سمجھتا تھا۔ صفحہ ۱۴۷

(۳۹) ابتدائی سمجھوتہ برطانیہ کے نمایاں صنعت کار جان اور کارٹ سے ھوا جس پر ۹ ستمبر ۱۹۲۲ء کو بیرونی تجارت کے عوامی کمیسار لیونِد کراسین نے برلن میں دستخط کئے۔ ۵ اکتوبر ۱۹۲۲ء کو روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی کے عام اجلاس نے اور ۶ اکتوبر ۱۹۲۲ء کو عوامی کمیساروں کی کونسل نے اس سمجھوتے کو مسترد کرنے کا فیصلہ کیا کیونکہ سوویت روس کی طرف حکومت برطانیہ کی پالیسی مخاصمانہ تھی اور سمجھوتے کے شرائط غیرمساویانہ تھے۔ صفحہ ۱۵۰

(۴۰) وولخوف کا برقی پروجکٹ۔ دریائے وولخوف کے کنارے سوویت روس میں پہلے بڑے پن‌بجلی گھر کی تعمیر کا پروجکٹ تھا۔ اس پر

۱۹۱۸ ء میں کام شروع کیا گیا لیکن صرف ۱۹۲۱ ء میں خانہ جنگی کے بعد ٹھیک سے کام ہوا اور وولخوف پن بجلی گھر کا ۱۹۲۶ ء میں افتتاح ہوا۔ صفحہ ۱۵۸

(۴۱) چیچیرین نے یہاں جنوآ (اٹلی) کی بین اقوامی معاشی کانفرنس میں سوویت وفد کے اقدام کا حوالہ دیا ہے۔ یہ کانفرنس اپریل سے ۱۹ مئی ۱۹۲۲ ء تک ہوئی تھی۔ صفحہ ۱۶۱

(۴۲) جنوآ کی بین اقوامی معاشی کانفرنس کی ناکامی۔ صفحہ ۱۶۸

پڑھنے والوں سے

دارالاشاعت ترقی آپ کا بہت شکرگذار ہوگا اگر آپ ہمیں اس کتاب کے ترجمے، ڈیزائن اور طباعت کے بارے میں اپنی رائے لکھیں۔ اس کے علاوہ بھی اگر آپ کوئی مشورہ دے سکیں تو ہم ممنون ہوں گے۔

ہمارا پتہ: زوبوفسکی بلوار۔ نمبر ۲۱
ماسکو، سوویت یونین

21, Zubovsky Boulevard,
Moscow, USSR